پیامِ حج

رہبر معظم سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ

جمع و ترتیب:

ابن حسن

معراج کمپنی

بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: پیامِ حج
مولف: رہبر معظم سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ
جمع وترتیب: ابن حسن
کمپوزنگ: انس کمیونیکیشن **0300-4271066**
ناشر: معراج کمپنی لاہور
زیرِ اہتمام: ابوظہیر

ملنے کا پتہ

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد
0333-5234311

فہرست

عرض ناشر -- 5
اتحاد بین المسلمین بنیادی ضرورت ہے ------------------------------ 7
عالم اسلام کے کلیدی مسائل کا جائزہ ------------------------------ 11
حج قلوب کو نور وایمان سے منور کرتا ہے ------------------------------ 17
مغرب، امریکہ اور صیہونیت آج کمزور ہے ------------------------------ 22
کعبہ اتحاد وعزت کا راز -- 28
دشمنان اسلام کی سازشوں سے خبردار ------------------------------ 32
امریکہ مردہ باد -- 37
حج شیطان سے دوری کا مظہر ہے ------------------------------ 45
امریکہ عالمی لٹیرا ہے -- 51

حج مادی آلودگیوں سے پاک کرتا ہے ---------------------------------- 57
حاجیوں کے لئے پہلا قدم خودسازی ہے ------------------------------ 64
شکست وزوال باطل کا مقدّر ہے ------------------------------------ 71
حج ،امت اسلامیہ کے متحد وجود کی علامت ہے -------------------------- 78
حج کا سب سے پہلا تحفہ، بےنظیر معرفت اور شناخت ہے ------------------- 85
سامراج کی سازشوں اور فتنوں سے بچو -------------------------------- 97
مغربی کمپنیاں جو سامراجی کیمپ کا دل ودماغ ہیں ------------------------ 112

عرض ناشر

حمد ہے اس ذات کے لئے جس نے انسان کو قلم کے ساتھ لکھنا سکھایا اور درود وسلام ہو اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسے اس نے عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور سلام و رحمت ہو ان کی آل پر جنہیں اس نے پورے جہاں کے لئے چراغ ہدایت بنایا۔

جب سے ادارہ قائم کیا ایک خواہش تھی کہ آقائی رہبر معظم سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی کی کتابیں شائع کی جائیں لیکن مصروفیات اور کچھ آقائی موصوف کی کتب کی غیر دستیابی کی بنا پر اس خواہش کی تکمیل میں تاخیر ہوئی۔ لیکن اب الحمد للہ جناب مولانا مجاہد حسین حرّ صاحب نے رہبر معظم کی کتب فراہم کرنے کی ذمہ داری لی اور انہوں نے خدا کی بارگاہ سے امید ظاہر کی ہے کہ انشاءاللہ سو (۱۰۰) سے زائد کتب فراہم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ اور ان کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

مذکورہ کتاب دراصل آقائے رہبر معظم کے پیغامات ہیں جو انہوں حج کے موقع پر حجاج کرام سے خطاب کی صورت جاری کئے ہیں، اور یہ تمام دستیاب پیغامات کو ان کی ویب سائٹ khamenei.ir سے حاصل کر کے قارئین کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب کی اشاعت ہمارے لئے کسی بڑے اعزاز سے کم نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور اسلامی تعلیمات کے فروغ اور دین الٰہی کی نشر و

اشاعت کے لئے کام کر رہے ہیں، ہماری دعا ہے اللہ رب العزت تمام امت مسلمہ کو عزت و سربلندی عطا فرمائے اور ہم سب کو ہر طرح کی بداخلاقی اور دیگر آفات و بلیات سے محفوظ رکھے اور اپنی ذمہ داریاں بہ حسن وخوبی ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔(آمین)

ادارہ معراج کمپنی شیخ محمد باقر امین صاحب کی دادی مرحومہ کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔مومنین کرام سے درخواست ہے کہ مرحومہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ادارہ

اتحاد بین المسلمین بنیادی ضرورت ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

و الحمد للّٰہ رب العالمین و صلی اللّٰہ علی محمّد و آلہ الطاھرین

اشتیاق واحترام کے ساتھ درود وسلام ہو آپ خوش نصیبوں پر جو دعوت قرآنی پر صدائے لبیک بلند کرتے ہوئے ضیافت پروردگار کے لئے آگے بڑھے۔ پہلی بات یہ کہ اس عظیم نعمت کی قدر کیجئے اور اس بے مثال واجب کے انفرادی، سماجی، روحانی اور عالمی پہلوؤں پر تدبر کے ساتھ، اس کے اہداف سے خود کو قریب کرنے کی کوشش کیجئے اور رحیم و قدیر میزبان سے اس سلسلے میں مدد مانگئے۔ میں بھی آپ کے جذبات سے اپنے جذبات اور آپ کی آواز سے اپنی آواز ملا کر پروردگار غفور ومنان کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ اپنی نعمتیں آپ پر مکمل کر دے اور جب سفر حج کی توفیق عطا فرمائی ہے تو کامل حج ادا کرنے کی توفیق بھی عنایت فرمائے اور پھر سخاوت مندانہ انداز میں شرف قبولیت عطا کر کے آپ کو بھرے دامن اور مکمل صحت وعافیت کے ساتھ اپنے اپنے دیار کو لوٹائے، ان شاءاللہ۔

ان پر مغز اور بے نظیر مناسک کے موقع پر روحانی و معنوی طہارت و خودسازی کے ساتھ ہی جو حج کا سب سے برتر اور سب سے اساسی ثمرہ ہے، عالم اسلام کے مسائل پر توجہ اور امت اسلامیہ سے مربوط اہم ترین اور ترجیحی مسائل کا وسیع النظری اور دراز مدتی

نقطہ نگاہ سے جائزہ، حجاج کرام کے فرائض اور آداب میں سرفہرست ہے۔

آج ان اہم اور ترجیحی مسائل میں ایک، اتحاد بین المسلمین، اور امت اسلامیہ کے مختلف حصوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی گرہوں کو کھولنا ہے۔

حج، اتحاد و یگانگت کا مظہر اور اخوت و امداد باہمی کا محور ہے۔ حج میں سب کو اشتراکات پر توجہ مرکوز کرنے اور اختلافات کو دور کرنے کا سبق حاصل کرنا چاہئے۔ استعماری سیاست کے آلودہ ہاتھوں نے بہت پہلے سے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے تفرقہ انگیزی کو اپنے ایجنڈے میں شامل کر رکھا ہے، لیکن آج جب اسلامی بیداری کی برکت سے، مسلمان قومیں استکباری محاذ اور صیہونزم کی دشمنی کو بخوبی بھانپ چکی ہیں اور اس کے مقابل اپنا موقف طے کر چکی ہیں، تو مسلمانوں کے درمیان تفرقہ انگیزی کی سیاست میں اور بھی شدت آ گئی ہے۔ عیار دشمن اس کوشش میں ہے کہ مسلمانوں کے درمیان خانہ جنگی کی آگ بھڑکا کر، ان کے مجاہدانہ اور مزاحمتی جذبے کو انحرافی سمت میں موڑ دے اور صیہونی حکومت اور استکبار کے آلہ کاروں کے لئے، جو اصلی دشمن ہیں، محفوظ گوشہ فراہم کر دے۔ مغربی ایشیا کے ملکوں میں دہشت گرد تکفیری تنظیموں اور اسی طرح کے دوسرے گروہوں کو وجود میں لانا اسی مکارانہ پالیسی کا شاخسانہ ہے۔

یہ ہم سب کے لئے انتباہ ہے کہ ہم اتحاد بین المسلمین کے مسئلے کو آج اپنے قومی اور عالمی فرائض میں سرفہرست قرار دیں۔

دوسرا اہم معاملہ مسئلہ فلسطین ہے۔ غاصب صیہونی حکومت کی تشکیل کے آغاز کو 65 سال کا عرصہ بیت جانے، اس کلیدی مسئلے میں گوناگوں نشیب و فراز آنے اور خاص طور پر حالیہ برسوں میں خونیں سانحے رونما ہونے کے بعد دو حقیقتیں سب کے سامنے آشکارا ہو گئیں۔ ایک تو یہ کہ صیہونی حکومت اور اس کے جرائم پیشہ حامی، قسی القلبی، درندگی اور انسانی و اخلاقی ضوابط و قوانین کو پامال کرنے میں کسی حد پر رک جانے کے قائل نہیں ہیں۔ جرائم، نسل کشی، انہدامی اقدامات، بچوں، عورتوں اور بیکس لوگوں کے قتل عام اور ہر ظلم و

جارحیت کو جو وہ انجام دے سکتے ہیں، وہ اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں۔ حالیہ پچاس روزہ جنگ غزہ کے اندوہناک مناظر، ان تاریخی مجرمانہ اقدامات کی تازہ ترین مثال ہیں جو گزشتہ نصف صدی کے دوران بار بار دہرائے جاتے رہے ہیں۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ یہ سفاکی اور یہ انسانی المیے بھی صیہونی حکومت کے عمائدین اور ان کے حامیوں کے مقاصد پورے نہ کر سکے۔ خبیث سیاست باز، صیہونی حکومت کے لئے اقتدار اور استحکام کی جو احمقانہ آرزو دل میں پروان چڑھا رہے ہیں، اس کے برخلاف یہ حکومت روز بروز اضمحلال اور نابودی کے قریب ہوتی جا رہی ہے۔ صیہونی حکومت کی طرف سے میدان میں جھونک دی جانے والی ساری طاقت کے مقابلے میں محصور اور بے سہارا غزہ کی پچاس روزہ استقامت، اور آخر کار اس حکومت کی ناکامی و پسپائی اور مزاحمتی محاذ کی شرطوں کے سامنے اس کا جھکنا، اس اضمحلال، ناتوانی اور بنیادوں کے تزلزل کی واضح علامت ہے۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ ملت فلسطین کو ہمیشہ سے زیادہ پرامید ہو جانا چاہئے، جہاد اسلامی اور حماس کے مجاہدین کو چاہئے کہ اپنے عزم و حوصلے اور سعی و کوشش میں اضافہ کریں، غرب اردن کا علاقہ اپنی دائمی افتخار آمیز روش کو مزید قوت و استحکام کے ساتھ جاری رکھے، مسلمان قومیں اپنی حکومتوں سے فلسطین کی حقیقی معنی میں پوری سنجیدگی کے ساتھ مدد کرنے کا مطالبہ کریں اور مسلمان حکومتیں پوری ایمانداری کے ساتھ اس راستے میں قدم رکھیں۔

تیسرا اہم اور ترجیحی مسئلہ دانشمندانہ زاویہ نظر کا ہے جسے عالم اسلام کے دردمند کارکن حقیقی محمدی اسلام اور امریکی اسلام کے فرق کو سمجھنے کے لئے بروئے کار لائیں اور ان دونوں میں خلط ملط کرنے کے سلسلے میں خود بھی ہوشیار رہیں اور دوسروں کو بھی خبردار کریں۔ سب سے پہلے ہمارے عظیم الشان امام (خمینی رضوان اللہ تعالی علیہ) نے ان دونوں کے فرق کو واضح کرنے پر توجہ دی اور اسے دنیائے اسلام کے سیاسی لغت میں شامل کیا۔ خالص اسلام، پاکیزگی و روحانیت کا اسلام، تقوی و عوام کی بالا دستی کا اسلام، مسلمانوں کو کفار کے

خلاف انتہائی سخت اور آپس میں حد درجہ مہربان رہنے کا درس دینے والا اسلام ہے۔ امریکی اسلام، اغیار کی غلامی کو اسلامی لبادہ پہنا دینے والا اور امت اسلامیہ سے دشمنی برتنے والا اسلام ہے۔ جو اسلام، مسلمانوں کے درمیان تفرقے کی آگ بھڑکائے، اللہ کے وعدوں پر بھروسہ کرنے کے بجائے دشمنوں کے وعدوں پر اعتماد کرے، صیہونزم اور استکبار کا مقابلہ کرنے کے بجائے مسلمان بھائیوں سے برسر پیکار ہو، اپنی ہی قوم یا دیگر اقوام کے خلاف امریکا کے استکباری محاذ سے ہاتھ ملا لے، وہ اسلام نہیں، ایسا خطرناک اور مہلک نفاق ہے جس کا ہر سچے مسلمان کو مقابلہ کرنا چاہئے۔

بصیرت آمیز اور گہرے تدبر کے ساتھ لیا جانے والا جائزہ، عالم اسلام میں ان حقائق اور مسائل کو حق کے ہر متلاشی کے لئے آشکارا کر دیتا ہے اور کسی بھی شک و تردد کی گنجائش نہ رکھتے ہوئے فریضے اور ذمہ داری کا تعین کر دیتا ہے۔

حج، اس کے مناسک اور اس کے شعائر، یہ بصیرت حاصل کرنے کا سنہری موقع ہیں۔ امید ہے کہ آپ خوش نصیب حجاج کرام اس عطیہ خداوندی سے مکمل طور پر بہرہ مند ہوں گے۔

آپ سب کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں اور بارگاہ خداوندی میں آپ کی مساعی کی قبولیت کی دعا کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی خامنہ ای

پنجم ذی الحجہ 1435 (ہجری قمری)

عالم اسلام کے کلیدی مسائل کا جائزہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

والحمدللہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی

سیدالانبیاء والمرسلین وعلی آلہ الطیبین

موسم حج کی آمد کو امت اسلامیہ کی عظیم عید سمجھنا چاہیئے۔ ہرسال یہ گراں قدر ایام دنیا بھر کے مسلمانوں کو جو سنہری موقعہ فراہم کرتے ہیں وہ ایسا کرشماتی کیمیا ہے کہ اگر اس کی قدرو قیمت کو سمجھ لیا جائے اور اس سے کما حقہ استفادہ کیا جائے تو عالم اسلام کے بہت سے مسائل اور کمزوریوں کا علاج ہوسکتا ہے۔

حج فیضان الٰہی کا چشمہ خروشاں ہے۔آپ خوش قسمت حاجیوں میں ہر ایک کو اس وقت یہ خوش قسمتی حاصل ہوئی ہے کہ نورانیت وروحانیت سے معموران مناسک واعمال کے دوران دل و جان کی طہارت کر کے اس رحمت وعزت وقدرت کے سرچشمے سے اپنی پوری زندگی کے لئے سرمایہ حاصل کریں۔خدائے رحیم کے سامنے خشوع اور خودسپردگی ،مسلمانوں کے دوش پر ڈالے جانے والے فرائض کی پابندی، دین ودنیا کے امور میں نشاط وعمل واقدام، بھائیوں کے سلسلے میں رحمدلی ودرگزر، سخت حوادث کا سامنا ہونے پر جرأت وخوداعتمادی، ہر جگہ ہر شئے کے سلسلے میں نصرت خداوندی کی امید، مختصر یہ کہ تعلیم وتربیت کے اس ملکوتی میدان میں مسلمان کہلانے کے لائق انسان کی تعمیر ونگارش کو آپ اپنے لئے بھی مہیا کر سکتے ہیں اور اپنے وجود کو ان زیوروں سے آراستہ اوران ذخیروں سے مالا مال کر کے اپنے وطن اور

اپنی قوم کے لئے اور سرانجام امت اسلامیہ کے لئے بطور سوغات لے جا سکتے ہیں۔

آج امت اسلامیہ کو سب سے بڑھ کر ایسے انسانوں کی ضرورت ہے جو ایمان و پاکیزگی و اخلاص کے ساتھ ساتھ فکر و عمل اور روحانی و معنوی خودسازی کے ساتھ ساتھ کینہ توز دشمنوں کے مقابل جذبہ استقامت سے آراستہ ہو۔ یہ مسلمانوں کے اس عظیم معاشرے کی ان مصیبتوں سے رہائی کا واحد راستہ ہے جن میں وہ آشکارا طور پر دشمنوں کے ہاتھوں یا قدیم ادوار سے قوت ارادی، ایمان اور بصیرت کی کمزوری کے نتیجے میں گرفتار ہے۔

بیشک موجودہ دور مسلمانوں کی بیداری اور تشخص کی بازیابی کا دور ہے۔ اس حقیقت کو ان مسائل کے ذریعے بھی واضح طور پر سمجھا جا سکتا ہے جن سے مسلمان ممالک آج دوچار ہیں۔ ایسے ہی حالات میں ایمان و توکل علی اللہ، بصیرت اور تدبیر پر استوار عزم و ارادہ مسلم اقوام کو ان مسائل سے کامیابی اور سرخروئی کے ساتھ نکال سکتا ہے اور ان کے مستقبل کو عزت و وقار سے آراستہ کر سکتا ہے۔ مدمقابل محاذ جو کسی صورت میں بھی مسلمانوں کی بیداری کو برداشت کرنے پر تیار نہیں ہے، اپنی پوری توانائی کے ساتھ میدان میں اتر پڑا ہے اور مسلمانوں کو کچلنے، پسپا کرنے اور آپس میں الجھا دینے کے لئے تمام نفسیاتی، عسکری، اقتصادی، تشہیراتی اور سیکورٹی کے شعبے سے مربوط حربوں کو استعمال کر رہا ہے۔ پاکستان اور افغانستان سے لیکر شام، عراق، فلسطین اور خلیج فارس کے ملکوں تک مغربی ایشیا کی تمام ریاستوں، نیز شمالی افریقا میں لیبیا، مصر اور تیونس سے لیکر سوڈان اور بعض دیگر ممالک تک تمام ملکوں پر ایک نگاہ ڈالنے سے بہت سے حقائق واضح ہو جاتے ہیں۔ خانہ جنگی، اندھا دینی و مسلکی تعصب، سیاسی عدم استحکام، بے رحمانہ دہشت گردی کی ترویج، ایسے گروہوں اور حلقوں کا ظہور جو تاریخ کی وحشی قوموں کے انداز میں انسانوں کے سینے چاک کرتے ہیں، ان کا دل نکال کر دانتوں سے بھنھوڑتے ہیں، وہ مسلح عناصر جو بچوں اور خواتین کو قتل کرتے ہیں، مردوں کے سر قلم کرتے ہیں اور ان کی ناموس کی آبروریزی کرتے ہیں، ستم بالائے ستم یہ ہے کہ بعض مواقع پر یہ شرمناک اور نفرت انگیز جرائم دین کے نام پر

اور پرچم دین کے تلے انجام دیتے ہیں، یہ سب کچھ اغیار کی خفیہ ایجنسیوں اور علاقے میں ان کے ہمنوا حکومتی عناصر کی شیطانی اور سامراجی سازشوں کا نتیجہ ہے جو ملکوں کے اندر موافق مقامات پر وقوع پذیر ہونے کا امکان حاصل کر لیتی ہیں اور قوموں کا مقدر تاریک اور ان کی زندگی کو تلخ کر دیتی ہیں۔ یقیناً ان حالات میں یہ توقع نہیں رکھی جاسکتی کہ مسلمان ممالک روحانی و مادی خلا کو پر کریں گے اور امن وسلامتی، رفاہ آسائش، علمی ترقی اور عالمی ساکھ کو جو بیداری اور تشخص کی بازیابی کا ثمرہ ہے حاصل کرسکیں گے۔ یہ پرمحن حالات اسلامی بیداری کو ناکام اور عالم اسلام میں ذہنی اور نفسیاتی سطح پر پیدا ہونے والی آمادگی کو ضائع کر سکتے ہیں اور ایک بار پھر برسوں کے لئے مسلم اقوام کو جمود و تنہائی اور انحطاط کی جانب دھکیل کر ان کے کلیدی مسائل جیسے امریکا اور صیہونزم کی مداخلتوں اور جارحیتوں سے فلسطین اور مسلم اقوام کی نجات کے موضوع کو فراموش کرواسکتے ہیں۔

اس کے بنیادی اور اساسی حل کو دو کلیدی جملوں میں بیان کیا جاسکتا ہے اور یہ دونوں ہی حج کے نمایاں ترین درس ہیں:۔

اول: پرچم توحید کے نیچے تمام مسلمانوں کا اتحاد اور اخوت

دوم: دشمن کی شناخت اور اس کی چالوں اور سازشوں کا مقابلہ

اخوت و رحمدلی کے جذبے کی تقویت حج کا عظیم درس ہے۔ یہاں دوسروں کے ساتھ بحث و تکرار اور تلخ کلامی بھی ممنوع ہے۔ یہاں یکساں پوشاک، یکساں اعمال، یکساں حرکات وسکنات اور محبت آمیز برتاؤ ان تمام لوگوں کی برادری و مساوات کے معنی میں ہے جو اس مرکز توحید پر عقیدہ رکھتے ہیں اور قلبی طور پر اس سے وابستہ ہیں۔ یہ ہر اس فکر وعقیدے اور پیغام پر اسلام کا دوٹوک جواب ہے جس میں مسلمانوں اور کعبہ وتوحید پر عقیدہ رکھنے والوں کے کسی گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے۔ تکفیری عناصر جو آج عیار صیہونیوں اور ان کے مغربی حامیوں کی سیاست کا کھلونا بن کر ہولناک جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں اور مسلمانوں اور بے گناہوں کا خون بہا رہے ہیں اور دینداری کے دعوے کرنے

والے اور علماء کا لباس پہننے والے وہ افراد جو شیعہ وسنی تنازعے یا دیگر اختلافات کی آگ بھڑکا رہے ہیں، یا بات جان لیں کہ خود مناسک حج ان کے دعوے پر خط بطلان کھینچتے ہیں۔

بہت سے علمائے اسلام اور امت اسلامیہ کا درد رکھنے والے افراد کی طرح میں بھی ایک بار پھر یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہر وہ قول وفعل جو مسلمانوں کے درمیان اختلافات کے شعلہ ور ہو جانے کا باعث بنے، نیز مسلمانوں کے کسی بھی فرقے کے مقدسات کی توہین یا کسی بھی اسلامی مسلک کو کافر قرار دینا کفر وشرک کے محاذ کی خدمت، اسلام سے خیانت اور شرعاً حرام ہے۔

دشمن اور اس کی روش کی شناخت دوسرا اہم نکتہ ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کینہ پرور دشمن کے وجود کو کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے اور حج میں چند بار انجام پانے والا رمی جمرات کا عمل اس دائمی توجہ کا علامتی عمل ہے۔ دوسرے یہ کہ اصلی دشمن کی شناخت میں جو آج عالمی استکبار اور جرائم پیشہ صیہونی نیٹ ورک کی صورت میں ہمارے سامنے ہے، کبھی غلطی نہیں کرنا چاہئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس کٹر دشمن کی چالوں کو جو مسلمانوں کے درمیان تفرقہ انگیزی، سیاسی واخلاقی بدعنوانی کی ترویج، دانشوروں کو رجھانے اور ڈرانے، قوموں پر اقتصادی دباؤ اور اسلامی عقائد کے سلسلے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے سے عبارت ہیں بخوبی پہچاننا چاہئے اور اسی طریقے سے دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اس کے مہروں میں تبدیل ہو جانے والے عناصر کی بھی نشاندہی کر لینا چاہئے۔

استکباری حکومتیں اور ان میں سرفہرست امریکہ وسیع و پیشرفتہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے اپنے اصلی چہرے کو چھپا لیتے ہیں اور انسانی حقوق اور جمہوریت کی پاسبانی کے دعوؤں سے قوموں کی رائے عامہ کے سامنے فریب دینے والا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ ایسے عالم میں اقوام کے حقوق کا دم بھرتے ہیں کہ جب مسلم اقوام ہر دن اپنے جسم وجان سے ان کے فتنوں کی آگ کی تمازت کا پہلے سے زیادہ احساس کرتی ہیں۔ مظلوم فلسطینی قوم پر ایک نظر جو دسیوں سال سے روزانہ صیہونی حکومت اور اس کے حامیوں کے جرائم کے زخم کھا

رہی ہے۔ یا افغانستان، پاکستان و عراق جیسے ممالک پر ایک نظر جہاں استکبار اور اس کے علاقائی ہمنواؤں کی پالیسیوں کی پیدا کردہ دہشت گردی سے زندگی تلخ ہو کر رہ گئی ہے۔ یا شام پر ایک نظر جو صیہونیت مخالف مزاحمتی تحریک کی پشت پناہی کے جرم میں بین الاقوامی تسلط پسندوں اور ان کے علاقائی خدمت گزاروں کے کینہ پرستانہ حملوں کی آماجگاہ بنا ہے اور خونریز خانہ جنگی میں گرفتار ہے، یا بحرین یا میانمار پر ایک نظر جہاں الگ الگ انداز سے مصیبتوں میں گرفتار بے اعتنائی کا شکار ہیں اور ان کے دشمنوں کی حمایت کی جا رہی ہے یا دیگر اقوام پر ایک نظر جنہیں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی جانب سے پے در پے فوجی حملوں، یا اقتصادی پابندیوں، یا سیکورٹی کے شعبے سے متعلق تخریبی کارروائیوں کے خطرات لاحق ہیں، تسلط پسندانہ نظام کے عمائدین کے اصلی چہرے سے سب کو روشناس کرا سکتی ہے۔

عالم اسلام میں ہر جگہ سیاسی، ثقافتی اور دینی شخصیات کو چاہئے کہ ان حقائق کے افشاء کی ذمہ داری کا احساس کریں۔ یہ ہم سب کا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ شمالی افریقا کے ممالک جو بدقسمتی سے ان دنوں گہرے داخلی اختلافات کی لپیٹ میں ہیں، دوسروں سے زیادہ اپنی عظیم ذمہ داری یعنی دشمن، اس کی روش اور اس کے حربوں کی شناخت پر توجہ دیں۔ قومی جماعتوں اور دھڑوں کے درمیان اختلافات کا جاری رہنا اور ان ملکوں میں خانہ جنگی کے اندیشے غفلت ایسا بڑا خطرہ ہے کہ اس سے امت اسلامیہ کو پہنچنے والے نقصانات کا جلدی تدارک نہیں ہو پائے گا۔

البتہ ہم کو اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ اس علاقے کی انقلابی قومیں جہاں اسلامی بیداری مجسم ہو چکی ہے، اذن پروردگار سے یہ موقع نہیں دیں گی کہ وقت کی سوئی برعکس سمت میں گھومے اور بدعنوان، پٹھو اور ڈکٹیٹر حکمرانوں کا دور واپس آئے، لیکن فتنہ انگیزی اور تباہ کن مداخلتوں میں استکباری طاقتوں کی کردار کی جانب سے غفلت ان کی مہم کو دشوار بنا دے گی اور عزت و سلامتی اور رفاہ و آسائش کے دور کو برسوں پیچھے دھکیل دے گی۔ ہم قوموں کی توانائی اور اس طاقت پر جو خدائے حکیم نے عوام الناس کے عزم و ایمان

اور بصیرت میں قرار دی ہے، دل کی گہرائیوں سے یقین رکھتے ہیں اور اسے ہم نے تین عشرے سے زیادہ کے عرصے کے دوران اسلامی جمہوریہ کے اندر اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے پورے وجود سے اس کا تجربہ کیا ہے۔ ہمارا عزم تمام مسلم اقوام کو اس سربلند اور کبھی نہ تھکنے والے ملک میں آباد ان کے بھائیوں کے تجربے سے استفادہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

اللہ تعالی سے مسلمانوں کی بھلائی اور دشمنوں کے مکر و حیلے سے حفاظت کا طلبگار ہوں اور بیت اللہ کے آپ تمام حاجیوں کے لئے حج مقبول، جسم و جان کی سلامتی اور روحانیت سے سرشار خزانے کی دعا کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سیّد علی خامنہ ای

12 اکتوبر 2013 عیسوی

حج قلوب کونور وایمان سے منور کرتا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین و صلوات اللہ و سلامہ علی الرسول الاعظم الأمین و علی آلہ المطھّرین المنتجبین و صحبہ المیامین.

رحمتوں اور برکتوں سے معمور موسم حج آن پہنچا اور اس نے ان خوش قسمت لوگوں کو جنہیں اس نورانی منزل کی باریابی کا شرف حاصل ہوا ہے، فیض الٰہی سے روبرو کر دیا ہے۔ یہاں ہر لمحہ اور ہر مقام آپ حجاج کی ایک ایک فرد کو روحانی و مادی ارتقاء کی دعوت دیتا ہے۔ اس مقام پر مسلمان مرد و زن، فلاح و نجات کی دعوت الٰہی پر صدائے لبیک بلند کرتے ہیں۔ یہاں ہر ایک کو برابری، یگانگت اور پرہیزگاری کی مشق کرنے کا موقع ملتا ہے۔ یہ تعلیم و تربیت کا مرکز، امت اسلامیہ کے اتحاد و عظمت و تنوع کی جلوہ گاہ اور شیطان و طاغوت سے پیکار کا میدان ہے۔ خدائے حکیم و قدیر نے اسے وہ مقام قرار دیا ہے جہاں مومنین اپنے مفادات کا مشاہدہ کریں گے۔ جب ہم چشم بصیرت اور نگاہ عبرت کو وا کرتے ہیں تو یہ وعدہ ملکوتی ہماری انفرادی و سماجی زندگی کی تمام وسعتوں کا احاطہ کر لیتا ہے۔ مناسک حج کی انفرادی خصوصیت دنیا و آخرت کی آمیزش اور انفرادیت و اجتماعیت کا آپس میں ضم ہو جانا ہے۔ ہر طرح کی آرائش سے عاری پر شکوہ خانہ کعبہ، ایک ابدی و استوار محور کے گرد دلوں اور جسموں کا طواف، نقطہ آغاز سے نقطہ اختتام کے درمیان منظم اور پیہم سعی و جستجو، عرفات و

مشعر کے نجات بخش میدانوں کی سمت عمومی روانگی، اس محشر عظیم میں پیدا ہونے والی خضوع کی کیفیت جو دلوں کو صفا و شادابی عطا کرتی ہے، شیطان کے مظہر پر عمومی یلغار، اس موقع پر ہر جگہ، ہر رنگ اور ہر قسم کے لوگوں کا ان تمام اسرار آمیز اور معانی وعلامات ہدایت سے لبریز مناسک میں ایک دوسرے کے قدم سے قدم ملا کے چلنا، اس پر معنی و پر مغز عبادت کی انفرادی خصوصیات ہیں۔

یہی مناسک ہیں جو دلوں کو یاد الٰہی سے ربط دیتے اور قلب انسانی کو نور تقوی و ایمان سے منور بھی کرتے ہیں، انسان کو شخصی حصار سے باہر لا کر امت اسلامیہ کی رنگا رنگ اجتماعیت میں ضم بھی کر دیتے ہیں، لباس تقوی سے بھی اسے آراستہ کر دیتے ہیں جو گناہوں کے زہر آلود تیروں کے سامنے ڈھال کا کام کرتا ہے، اس کے اندر شیطانوں اور طاغوتوں پر حملہ آور ہونے کا جذبہ بیدار کرتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچ کر حاجی اپنی آنکھ سے امت اسلامیہ کی وسعتوں کی جھلک دیکھتا اور اس کی صلاحیت وتوانائی سے آگاہ ہوتا ہے، مستقبل کے تئیں پرامید ہو جاتا ہے اور اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے خود کو آمادہ پاتا ہے، اگر توفیق ونصرت الٰہی اس کے شامل حال ہو جائے تو پیغمبر عظیم الشان سے اپنی بیعت اور اسلام سے اپنے مستحکم میثاق کی تجدید کرتا ہے، اپنی اور امت کی اصلاح اور کلمہ اسلام کی بلندی کے لئے اپنے اندر عزم راسخ پیدا کرتا ہے۔

یہ دونوں باتیں یعنی اپنی اصلاح اور قوم کی اصلاح، دو دائمی فریضے ہیں۔ اہل تفکر وتدبر کے لئے فرائض دینی میں غور و خوض اور بصیرت وخرد سے کام لینے کی صورت میں اس کا طریق کار تلاش لینا دشوار کام نہیں ہے۔

اصلاح نفس کا آغاز شیطانی خواہشات کے خلاف جد و جہد اور گناہوں سے اجتناب کی سعی سے ہوتا ہے اور اصلاح امت کا آغاز دشمن اور اس کے منصوبوں کی شناخت اور اس کی ضربوں، فریبوں اور دشمنیوں کو بے اثر بنانے کے لئے مجاہدت سے۔ پھر یہ عمل مسلمانوں اور مسلم اقوام کے دلوں، زبانوں اور ہاتھوں کے باہمی رابطے سے تقویت پاتا کرتا ہے۔

موجودہ دور میں عالم اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ایک کہ امت اسلامیہ کی تقدیر وسرنوشت سے جس کا گہرا تعلق ہے، شمالی افریقہ اور عرب خطے میں رونما ہونے والے انقلابی تغیرات ہیں جو تا حال کئی بدعنوان، امریکا کی فرمانبردار اور صیہونزم کی مددگار حکومتوں کے سقوط اور اسی قسم کی دیگر حکومتوں کے تزلزل کا باعث بنے ہیں۔ اگر مسلمانوں نے اس عظیم موقع کو گنوا دیا اور اسے امت اسلامیہ کی اصلاح کی راہ میں استعمال نہ کیا تو وہ بہت بڑے خسارے میں جائیں گے۔ اس وقت جارح و مداخلت پسند سامراج ان عظیم اسلامی تحریکوں کو منحرف کر دینے کے لئے پوری طرح حرکت میں آ گیا ہے۔

ان عظیم قیاموں میں مسلمان مرد وزن، حکمرانوں کے استبداد اور امریکہ کے تسلط کے خلاف جو قوموں کی تحقیر و تذلیل اور جرائم پیشہ صیہونی حکومت کے ساتھ ساز باز پر منتج ہوا ہے، اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے موت و زندگی کی اس عظیم لڑائی میں اسلام، اسلامی تعلیمات اور اسلامی نعروں کو اپنا سفینہ نجات مانا ہے اور بانگ دہل اس کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ مظلوم فلسطینی قوم کے دفاع اور غاصب حکومت کے خلاف جہاد کو اپنے مطالبات میں سرفہرست قرار دیا ہے۔ مسلم اقوام کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے امت اسلامیہ کے اتحاد کی دلی خواہش کا اعلان کیا ہے۔

یہ ان ملکوں میں عوامی قیاموں کے بنیادی ستون ہیں جہاں حالیہ دو برسوں میں عوام نے آزادی و اصلاح پسندی کا پرچم لہرایا اور انقلاب کے میدانوں میں جسم و جان کے ساتھ قدم رکھا ہے۔ یہی چیزیں عظیم امت اسلامیہ کی اصلاح کی بنیادوں کو مضبوطی و پائیداری عطا کر سکتی ہیں۔ ان اساسی اصولوں پر ثابت قدمی ان ملکوں میں عوامی انقلابوں کی فتح کی لازمی شرط ہے۔

دشمن انہیں بنیادوں کو متزلزل کر دینے کے درپے ہے۔ امریکہ، نیٹو اور صیہونزم کے بدعنوان مہرے کچھ لوگوں کی غفلت و سادہ لوحی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلم نوجوانوں کی طوفانی تحریک کو منحرف کر دینے، انہیں اسلام کے نام پر ایک دوسرے سے دست و گریباں

کر دینے اور سامراج مخالف اور صیہونیت مخالف جہاد کو عالم اسلام کی گلیوں اور سڑکوں پر اندھی دہشت گردی میں تبدیل کر دینے کی کوشش کر رہے ہیں، تا کہ مسلمانوں کا خون ایک دوسرے کے ہاتھوں سے زمین پر بہے، دشمنان اسلام اپنی مسدود راہوں کو کھول سکیں اور اسلام اور اس کے مجاہدین بدنام اور ان کی شبیہ مسخ ہو جائے۔

اسلام اور اسلامی نعروں کے خاتمے کے سلسلے میں مایوس ہو جانے کے بعد انہوں نے اب مسلم فرقوں کے درمیان فتنہ انگیزی کا رخ کیا ہے اور شیعہ خطرے اور سنی خطرے کی سازشی باتیں کر کے امت اسلامیہ کے اتحاد کے راستے میں رکاوٹیں ایجاد کر رہے ہیں۔

وہ علاقے میں اپنے زرخرید عناصر کی مدد سے شام میں بحران پیدا کرتے ہیں تا کہ قوموں کی توجہ اپنے ممالک کے حیاتی مسائل اور گھات میں بیٹھے خطرات سے ہٹا کر اس خونریز مسئلے پر مرکوز کر دیں جسے انہوں نے خود عمدا پیدا کیا ہے۔ شام میں خانہ جنگی اور مسلمان نوجوانوں کا ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل عام وہ مجرمانہ عمل ہے جو امریکہ، صیہونزم اور ان کی فرمانبردار حکومتوں کے ہاتھوں شروع ہوا ہے اور اس آگ کو مسلسل ہوا دی جا رہی ہے۔ کون باور کر سکتا ہے کہ مصر، تیونس و لیبیا کی سیاہ رو آمریتوں کی حامی حکومتیں اب شام کے عوام کی جمہوریت پسندی کی حامی بن گئی ہیں؟ شام کا قضیہ اس حکومت سے انتقام لئے جانے کا قضیہ ہے جس نے تین دہائیوں تک اکیلے ہی غاصب صیہونیوں کا مقابلہ اور فلسطین و لبنان کی مزاحمتی تنظیموں کا دفاع کیا ہے۔

ہم شام کے عوام کے طرفدار اور اس ملک میں ہر طرح کی بیرونی مداخلت اور اشتعال انگیزی کے مخالف ہیں۔ اس ملک میں کوئی بھی اصلاحی اقدام خود وہاں کے عوام کے ہاتھوں اور خالص ملی و قومی روشوں سے انجام پانا چاہئے۔ یہ بات کہ عالمی تسلط پسند عناصر اپنی تابع فرمان علاقائی حکومتوں کی مدد سے کسی ملک میں بحران کھڑا کر دیں اور پھر اس ملک میں بحران کے نام پر خود کو ہر مجرمانہ کارروائی کا مجاز جانیں، بہت بڑا خطرہ ہے۔ اگر علاقے کی حکومتوں نے اس پر توجہ نہ دی تو انہیں بھی اس استکباری عیاری میں اپنی باری آنے کا

منتظر رہنا چاہیئے۔

بھائیو اور بہنو! موسم حج، دنیائے اسلام کے حیاتی مسائل پر غور و فکر کا موقع ہے۔ علاقے کے انقلابوں کا مستقبل اور ان انقلابوں سے زخم کھانے والی طاقتوں کی ان انقلابوں کو منحرف کر دینے کی کوششیں، انہی مسائل میں شامل ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان نفاق پیدا کرنے اور اسلامی جمہوریہ ایران کے سلسلے میں انقلابی ملکوں کو بدگمانی میں مبتلا کر دینے کی خائنانہ سازشیں، مسئلہ فلسطین، مجاہدین کو تنہا اور فلسطین کے جہاد کی شمع کو خاموش کر دینے کی کوششیں، مغربی حکومتوں کی اسلام دشمنی پر مبنی تشہیراتی مہم، پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکوتی بارگاہ میں گستاخانہ حرکت کا ارتکاب کرنے والوں کی ان کی جانب سے حمایت، بعض مسلم ممالک میں خانہ جنگی اور ان کے حصے بخرے کر دینے کے مقدمات، انقلابی قوموں اور حکومتوں پر مغربی تسلط پسند طاقتوں سے ٹکراؤ کا خوف بٹھانا اور اس توہم کی ترویج کہ ان کے مستقبل کا انحصار انہی جارح طاقتوں کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے پر ہے، اسی قسم کے دوسرے اہم اور حیاتی مسائل ان اہم ترین مسائل میں ہیں جن کے بارے میں حج کے اس موقع پر آپ حجاج کرام کی ہم فکری اور ہمدلی کے زیر سایہ تدبر و تفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

بیشک نصرت و ہدایت خداوندی، جانفشانی کرنے والے مومنین کو امن و سلامتی کی راہ سے آشنا کرے گی۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط

والسلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

سیّد علی خامنہ ای

ذی الحجہ 1433 ہجری

مغرب، امریکہ اور صیہونیت آج کمزور ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس وقت حج کی بہار اپنی تمام تر روحانی شادابی و پاکیزگی اور خداداد حشمت و شکوہ کے ساتھ آن پہنچی ہے اور ایمان وشوق سے معمور قلوب، کعبہ توحید اور مرکز اتحاد کے گرد پروانہ وار محو پرواز ہیں۔ مکہ، منا، مشعر اور عرفات ان خوش قسمت انسانوں کی منزل قرار پائے ہیں جنہوں نے ''وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ '' کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدائے کریم وغفور کی ضیافت میں پہنچ کر سرفراز ہوئے ہیں۔ یہ وہی مبارک مکان اور ہدایت کا سرچشمہ ہے کہ جہاں سے اللہ تعالی کی بین نشانیاں سامنے ہوتی ہیں اور جہاں ہر ایک کے سر پر امن وامان کی چادر کھنچی ہوئی ہے۔

دل کو ذکر وخشوع اور صفاء و پاکیزگی کے زمزم سے غوطہ دیں۔ اپنی بصیرت کی آنکھ کو حضرت حق کی تابندہ آیات پر وا کریں۔ اخلاص وتسلیم پر توجہ مرکوز کریں کہ جو حقیقی بندگی کی علامت ہے۔ اس باپ کی یاد کو جو کمال تسلیم واطاعت کے ساتھ اپنے اسماعیل علیہ السلام کو قربانگاہ تک لے کر گئے، بار بار اپنے دل میں تازہ کیجئے۔ اس طرح اس روشن راستے کو پہچانئے جو رب جلیل کی دوستی کے مقام تک پہنچنے کے لئے ہمارے لئے کھول دیا گیا ہے۔ مومنانہ ہمت اور صادقانہ نیت کے ساتھ اس جادے پر قدم رکھئے۔

مقام ابراہیم علیہ السلام انہیں آیات بینات میں سے ایک ہے۔ کعبہ شریف کے پاس ابراہیم علیہ السلام کی قدم گاہ آپ کے مقام ومرتبے کی ایک چھوٹی سی مثال ہے، مقام ابراہیم

علیہ السلام درحقیقت مقام اخلاص ہے، مقام ایثار ہے، آپ کا مقام تو خواہشات نفسانی، پدرانہ جذبات اور اسی طرح شرک و کفر اور زمانے کے نمرود کے تسلط کے مقابل استقامت و پائیداری کا مقام ہے۔ نجات کے یہ دونوں راستے امت اسلامی سے تعلق رکھنے والے ہم سب افراد کے سامنے کھلے ہوئے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کی جرأت، بہادری اور محکم ارادہ اسے ان منزلوں کی طرف گامزن کر سکتا ہے جن کی طرف آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم تک تمام انبیائے الٰہی نے ہمیں بلایا ہے اور اس راستے پر چلنے والوں کے لئے دنیا و آخرت میں عزت و سعادت کا وعدہ کیا ہے۔ امت مسلمہ کی اس عظیم جلوہ گاہ میں، مناسب ہے کہ حجاج کرام عالم اسلام کے اہم ترین مسائل پر توجہ دیں۔ اس وقت تمام امور میں سرفہرست بعض اہم اسلامی ممالک میں برپا ہونے والا انقلاب اور عوامی قیام ہے۔ گذشتہ سال کے حج اور امسال کے حج کے درمیانی عرصے میں عالم اسلام میں ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ جو امت مسلمہ کی تقدیر بدل سکتے ہیں اور مادی و روحانی عزت و پیشرفت سے آراستہ ایک روشن مستقبل کی نوید بن سکتے ہیں۔ مصر، تیونس اور لیبیا میں بدعنوان اور دوسروں پر منحصر ڈکٹیٹر تخت اقتدار سے گر چکے ہیں جبکہ بعض دوسرے ممالک میں عوامی انقلاب کی خروشاں لہریں طاقت و دولت کے محلوں کو نابودی و ویرانی کے خطرے سے دوچار کر چکی ہیں۔

ہماری امت کی تاریخ کے اس تازہ باب نے ایسے حقائق آشکارا کئے ہیں جو اللہ کی روشن نشانیاں ہیں اور ہمیں حیات بخش سبق دینے والے ہیں۔ ان حقائق کو اسلامی امہ کے تمام اندازوں اور منصوبوں میں مدنظر رکھا جانا چاہئے۔

سب سے پہلی حقیقت تو یہی ہے کہ جو اقوام کئی دہائیوں سے غیروں کے سیاسی تسلط میں جکڑی ہوئی تھیں ان کے اندر سے ایسی نوجوان نسل سامنے آئی ہے جو اپنے تحسین آمیز جذبہ خوداعتمادی کے ساتھ خطرات سے روبرو ہوئی ہے، جو تسلط پسند طاقتوں کے مقابلے پر آ کھڑی ہوئی ہے اور حالات کو دگرگوں کر دینے پر کمر بستہ ہے۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ ان ملکوں میں الحادی فکر کے حکمرانوں کی ریشہ دوانیوں

اور تسلط کے باوجود، دین کو مٹا دینے کی خفیہ و آشکارا کوششوں کے باوجود اسلام اپنے پرشکوہ اور نمایاں نفوذ ورسوخ کے ساتھ دلوں اور زبانوں کا رہنما بن گیا ہے اور دسیوں لاکھ کے مجمعے کی گفتار اور کردار میں چشمے کی مانند جاری ہے اور ان کے اجتماعات وطرز عمل کو تازگی اور گرمی حیات عطا کر رہا ہے۔ گلدستہائے آذان، عبادت گاہیں، اللہ اکبر کی صدائیں اور اسلامی نعرے اس حقیقت کی کھلی ہوئی نشانیاں اور تیونس کے حالیہ انتخابات اس حقیقت کی محکم دلیل ہیں۔ بلاشبہ اسلامی ممالک میں جہاں کہیں بھی غیر جانبدارانہ اور آزادانہ انتخابات ہوں گے نتائج وہی سامنے آئیں گے جو تیونس میں سامنے آئے۔

تیسری حقیقت یہ ہے کہ اس ایک سال کے دوران پیش آنے والے واقعات نے سب پر یہ واضح کر دیا ہے کہ خدائے عزیز وقدیر نے اقوام کے عزم وارادے میں اتنی طاقت پیدا کر دی ہے کہ کسی دوسری طاقت میں اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت وتوانائی نہیں ہے۔ اقوام اسی خداداد طاقت کے سہارے اس بات پر قادر ہیں کہ اپنی تقدیر کو بدل دیں اور نصرت الٰہی کو اپنا مقدر بنالیں۔

چوتھی حقیقت یہ ہے کہ استکباری حکومتیں اور ان میں سرفہرست امریکی حکومت، کئی دہائیوں سے مختلف سیاسی اور سیکورٹی کے حربوں کے ذریعے خطے کی حکومتوں کو اپنا تابع فرمان بنائے ہوئے تھی اور دنیا کے اس حساس ترین خطے پر بزعم خود اپنے روز افزوں اقتصادی، ثقافتی اور سیاسی تسلط کے لئے ہر طرح کی رکاوٹوں سے محفوظ راستہ بنانے میں کامیاب ہوگئی تھیں، آج اس خطے کی اقوام کی نفرت و بیزاری کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں۔

ہمیں یہ اطمینان رکھنا چاہئے کہ ان عوامی انقلابوں کے نتیجے میں تشکیل پانے والے نظام ماضی کی شرمناک صورت حال کو تحمل نہیں کریں گے اور اس خطے کا جیو پولیٹیکل رخ قوموں کے ہاتھوں اور ان کے حقیقی وقار وآزادی کے مطابق طے پائے گا۔

ایک اور حقیقت یہ ہے کہ مغربی طاقتوں کی منافقانہ اور عیارانہ طینت اس خطے کے عوام پر آشکارا ہو چکی ہے۔ امریکا اور یورپ نے جہاں تک ممکن تھا مصر، تیونس اور لیبیا

میں الگ الگ انداز سے اپنے مہروں کو بچانے کی کوشش کی لیکن جب عوام کا ارادہ ان کی مرضی پر بھاری پڑا تو فتحیاب عوام کے لئے عیارانہ انداز میں اپنے ہونٹوں پر دوستی کی مسکراہٹ سجالی۔

اللہ تعالی کی روشن نشانیاں اور گراں قدر حقائق جو گذشتہ ایک سال کے عرصے میں اس خطے میں رونما ہوئے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہیں اور صاحبان تدبر و بصیرت کے لئے ان کا مشاہدہ اور ادراک دشوار نہیں ہے۔لیکن اس سب کے باوجود تمام امت مسلمہ اور خصوصاً قیام کرنے والی اقوام کو دو بنیادی عوامل کی ضرورت ہے:

اول: استقامت کا تسلسل اور محکم ارادوں میں کسی طرح کی بھی اضمحلال سے سخت اجتناب۔قرآن مجید میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اللہ کا فرمان ہے

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

اور

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ

اور حضرت موسی علیہ السلام کی زبانی

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ڗ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۱۲۸

قیام کرنے والی اقوام کے لئے موجودہ زمانے میں تقوی کا سب سے بڑا مصداق یہ ہے کہ اپنی مبارک تحریک کو رکنے نہ دیں اور خود کو اس وقت ملنے والی (وقتی) کامیابیوں پر مطمئن نہ ہونے دیں۔ یہ اس تقوی کا وہ اہم حصہ ہے جسے اپنانے والوں کو نیک انجام کے وعدے سے سرفراز کیا گیا ہے۔

دوم: بین الاقوامی مستکبرین اور ان طاقتوں کے حربوں سے ہوشیار رہنا جن پر ان عوامی انقلابوں سے ضرب پڑی ہے۔وہ لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ نہیں جائیں گے بلکہ

اپنے تمام تر سیاسی، مالی اور سیکورٹی سے متعلق وسایل کے ساتھ ان ممالک میں اپنے اثر و رسوخ کو بحال کرنے کے لئے میدان میں اتریں گے۔ان کا ہتھیار لالچ، دھمکی، فریب اور دھوکہ ہے۔تجربے سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خواص کے طبقے میں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن پر یہ ہتھیار کارگر ثابت ہوتے ہیں اور خوف، لالچ اور غفلت انہیں شعوری یا لاشعوری طور پر دشمن کی خدمت میں لا کھڑا کرتے ہیں۔نوجوانوں، روشن فکر دانشوروں اور علمائے دین کی بیدار آنکھیں پوری توجہ سے اس کا خیال رکھیں۔

اہم ترین خطرہ ان ممالک کے جدید سیاسی نظاموں کی ساخت اور تشکیل میں کفر و استکبار کے محاذ کی مداخلت اور اس کا اثر انداز ہونا ہے۔ وہ اپنی تمام توانائیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے یہ کوشش کریں گے کہ نو تشکیل شدہ نظام، اسلامی اور عوامی تشخص سے عاری رہیں۔ان ممالک کے تمام مخلص افراد اور وہ تمام لوگ جو اپنے ملک کی عزت و وقار اور پیشرفت وارتقاء کی آس میں بیٹھے ہیں، اس بات کی کوشش کریں کہ نئے نظام کی عوامی اور اسلامی پہچان پوری طرح یقینی ہو جائے۔اس پورے مسئلے میں آئین کا کردار سب سے نمایاں ہے۔قومی اتحاد اور مذہبی، قبایلی و نسلی تنوع کو تسلیم کرنا، آیندہ کامیابیوں کی اہم شرط ہے۔

مصر، تیونس اور لیبیا کی شجاع اور انقلابی قومیں نیز دوسرے ممالک کی بیدار مجاہد اقوام کو یہ جان لینا چاہئے کہ امریکا اور دیگر مغربی مستکبرین کے مظالم اور مکر و فریب سے ان کی نجات کا انحصار اس پر ہے کہ دنیا میں طاقت کا توازن ان کے حق میں قائم ہو۔مسلمانوں کو دنیا کو ہڑپ جانے کے لئے کوشاں ان طاقتوں سے اپنے تمام مسائل سنجیدگی سے طے کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خود کو ایک عظیم عالمی طاقت میں تبدیل کریں اور یہ اسلامی ممالک کے اتحاد، ہمدلی اور باہمی تعاون کے بغیر ممکن نہیں ہے۔یہ عظیم الشان امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی ناقابل فراموش نصیحت بھی ہے۔

امریکہ اور نیٹو، خبیث ڈکٹیٹر قذافی کے بہانے کئی ماہ تک لیبیا اور اس کے عوام پر آگ برساتے رہے جبکہ قذافی وہ شخص تھا جو عوام کے جراتمندانہ قیام سے پہلے تک ان

(مغربی طاقتوں) کے قریبی ترین دوستوں میں شمار ہوتا تھا، وہ اسے گلے لگائے ہوئے تھیں، اس کی مدد سے لیبیا کی دولت لوٹ رہی تھیں اور اسے بے وقوف بنانے کے لئے اس کے ہاتھ گرم جوشی سے دباتی تھیں یا اس کا بوسہ لیتی تھیں۔ عوام کے انقلاب کے بعد اسی کو بہانہ بنا کر لیبیا کے پورے بنیادی ڈھانچے کو ویران کر کے رکھ دیا۔ کون سی حکومت ہے جس نے نیٹو کو عوام کے قتل عام اور لیبیا کی تباہی جیسے المیے سے روکا ہو؟ جب تک وحشی اور خون خوار مغربی طاقتوں کے پنجے مروڑ نہیں دیئے جاتے اس وقت تک اس طرح کے اندیشے قائم رہیں گے۔ ان خطرات سے نجات، عالم اسلام کا طاقتور بلاک تشکیل دیئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

مغرب، امریکہ اور صیہونیت ہمیشہ کی نسبت آج زیادہ کمزور ہیں۔ اقتصادی مشکلات، افغانستان و عراق میں پے در پے ناکامیاں، امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں عوام کے گہرے اعتراضات جو روز بروز وسیع تر ہو رہے ہیں، فلسطین و لبنان کے عوام کی جانفشانی و مجاہدت، یمن، بحرین اور بعض دوسرے امریکہ کے زیر اثر ممالک کے عوام کا جراتمندانہ قیام، یہ سب کچھ امت مسلمہ اور بالخصوص جدید انقلابی ممالک کے لئے بشارتیں ہیں۔

پورے عالم اسلام اور خصوصاً مصر، تیونس اور لیبیا کے باایمان خواتین و حضرات نے بین الاقوامی اسلامی طاقت کو وجود میں لانے کے لئے اس موقع کا بطریق احسن استعمال کیا۔ تحریکوں کے قائدین اور اہم شخصیات کو چاہئے کہ خداوند عظیم پر توکل اور اس کے وعدہ نصرت و مدد پر اعتماد کریں اور امت مسلمہ کی تاریخ کے اس نئے باب کو اپنے جاودانہ افتخارات سے مزین کریں جو رضائے پروردگار کا باعث اور نصرت الٰہی کی تمہید ہے۔

والسلام علی عباد اللہ الصالحین

سید علی حسینی خامنہ ای

29 ذیقعدہ 1432

کعبہ اتحاد وعزت کا راز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے جو بڑا مہربان ورحیم ہے اور تمام حمد وستائش اس اللہ سے مخصوص ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے اور اللہ کی جانب سے صلوات وسلام ہو ہمارے سید وسردار حضرت محمد مصطفی اور ان کی پاکیزہ آل پر اور ان کے منتخب اصحاب پر۔

کعبہ اتحاد وعزت کا راز، توحید ومعنویت کی نشانی، حج کے موسم میں امید واشتیاق سے معمور دلوں کا میزبان ہے جو رب جلیل کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دنیا کے گوشے گوشے سے اسلام کی جائے پیدائش کی سمت دوڑ پڑے ہیں۔ امت اسلامیہ اس وقت اپنی وسعت، تنوع اور دین حنیف کے پیروؤں کے دلوں پر حکم فرما قوت ایمانی کا خلاصہ اپنے بھیجے ہوئے افراد کی نگاہوں سے، جو دنیا کے چاروں گوشوں سے یہاں اکٹھا ہوئے ہیں، دیکھ سکتی ہے اور اس عظیم وبے نظیر سرمائے کو صحیح طور پر پہچان سکتی ہے۔

یہ خود شناسی مدد کرتی ہے کہ ہم مسلمانوں کو آج کل کی دنیا میں اپنے شایان شان مقام کا علم ہو سکے اور ہم اس سمت میں قدم بڑھا سکیں۔

آج کی دنیا میں اسلامی بیداری کی بڑھتی ہوئی لہر وہ حقیقت ہے جو امت اسلامیہ کو ایک اچھے کل کی نوید سنا رہی ہے۔ تین دہائی قبل سے جب اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اسلامی جمہوری نظام کی تشکیل کے ساتھ یہ قوی وطاقتور موج شروع ہوئی ہے ہماری یہ عظیم امت کسی توقف کے بغیر ترقی کی راہ پر گامزن ہے اس نے اپنی راہ سے تمام

رکاوٹیں برطرف کر کے کئی مورچوں کو فتح کرلیا ہے۔ بڑی طاقتوں کی دشمنیوں اور سازشوں کی گہرائی اور بھاری اخراجات کے ساتھ اسلام کے خلاف ان کی تشہیراتی مہم کی وجہ یہی ترقیاں ہیں۔ اسلاموفوبیا کو ہوا دینے کے لئے دشمن کے وسیع پروپیگنڈے، اسلامی فرقوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے اور فرقہ وارانہ تعصّبات کو برانگیختہ کرنے کے لئے عجلت پسندانہ اقدامات، اہلسنت کے لئے شیعوں سے اور شیعوں کے لئے اہلسنت سے جھوٹی دشمن تراشیاں، مسلمان حکومتوں کے درمیان تفرقہ اندازی اور اختلافات کو بڑھاوا دیکر اسے دشمنیوں میں تبدیل کرنے اور ناقابل حل تنازعہ بنا دینے کی کوششیں اور نوجوانوں کے درمیان برائی اور بدتہذیبی پھیلانے کے لئے مواصلاتی وسائل اور خفیہ کارکردگی کے سرکاری وغیر سرکاری اداروں سے استفادہ یہ تمام کے تمام سراسیمگی اور بدحواسی کے عالم میں سامنے آنے والے ردعمل، امت مسلمہ کی بیداری اور عزت وآبرو اور آزادی وخودانحصاری کی طرف امت اسلامیہ کی متین وسنجیدہ حرکت اور محکم واستوار اقدامات سے مقابلے کے سبب ہیں۔

آج تیس سال پہلے کے برخلاف، صیہونی حکومت کوئی ناقابل شکست طاقت نہیں رہ گئی ہے۔ دو دہائی پہلے کے برخلاف امریکہ اور مغرب حکومتیں، اب مشرق وسطی کے سلسلے میں بے چون و چرا فیصلے کرنے والی قوتیں نہیں رہ گئی ہیں، دس سال پہلے کے برخلاف ایٹمی ٹیکنالوجی اور دوسری پیچیدہ قسم کی ٹیکنالوجیاں علاقے کی مسلمان ملتوں کے لئے دسترسی سے دور کوئی افسانوی چیز شمار نہیں ہوتیں؛ آج ملت فلسطین استقامت کا مظہر ہے۔ ملت لبنان اکیلے ہی صیہونی حکومت کی کھوکلی ہیبت کو چکنا چور کر دینے والی تینتیس روزہ جنگ کی فاتح ہے اور ملت ایران بلند وبالا چوٹیوں کی طرف گامزن وصف شکن قوم ہے۔

آج سامراجی طاقت امریکہ! خود کو اسلامی علاقے کا کمانڈر سمجھنے والا، صیہونی حکومت کا اصل پشت پناہ اپنے آپ کو اس دلدل میں گرفتار پا رہا ہے جسے اس نے خود افغانستان میں تیار کیا ہے۔ امریکہ عراق میں ان تمام جرائم کے باعث جو اس نے اس ملک کے لوگوں کے خلاف انجام دیئے ہیں، یک وتنہا ہو کر رہ گیا ہے۔ مسائل کے شکار پاکستان

میں اسے ہمیشہ سے زیادہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ آج اسلام مخالف مورچہ جو دو صدیوں تک اسلامی ملتوں اور حکومتوں پر ظالمانہ انداز میں حکم چلاتا آ رہا تھا اور ان کے ذخیروں کو لوٹ کھسوٹ رہا تھا اپنے اثر و رسوخ کے زوال کے ساتھ اپنے خلاف مسلمان ملتوں کی دلیرانہ مزاحمت و استقامت کا شاہد اور نظارہ گر ہے۔

اس کے بالمقابل اسلامی بیداری کی تحریک روز بروز زیادہ گہری ہوتی اور پھیلتی جا رہی ہے۔ ان امید افزا اور نوید بخش حالات میں مسلمان ملتوں کو چاہئے کہ ایک طرف تو ہمیشہ سے زیادہ مطمئن ہو کر اپنے مطلوبہ مستقبل کی طرف قدم بڑھائیں اور دوسری طرف اپنی عبرتوں اور تجربات کی بنا پر ہمیشہ ہوشیار و خبردار رہیں، یہ عمومی خطاب بلاشبہ دوسروں سے زیادہ علمائے کرام، سیاسی لیڈران، روشن فکر حضرات اور نوجوانوں کو فرض شناسی کی دعوت دیتا ہے اور ان سے مجاہدت اور پیش قدمی کا تقاضہ کرتا ہے۔

قرآن کریم آج بھی بالکل واضح الفاظ میں ہم سے مخاطب ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط

تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے نمایاں کیا گیا ہے، تم لوگوں کو اچھائی کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو [۱]

اس عزت آفریں خطاب میں امت اسلامیہ کو پوری بشریت کے لئے (سودمند) ایک حقیقت قرار دیا گیا ہے اور اس امت کے معرض وجود میں آنے کا مقصد، انسان کی نجات اور انسانیت کی بھلائی ہے۔ ان کا ایک بڑا فریضہ بھی اچھائی کا حکم دینا برائی سے روکنا اور خدا پر پکا ایمان رکھنا ہے۔ بڑی شیطانی طاقتوں کے چنگلوں سے ملتوں کو نجات دلانے سے بڑھ کر کوئی حسنہ نہیں ہے اور بڑی طاقتوں کی غلامی اور ان پر انحصار سے

---

[۱] سورۂ آلِ عمران: ۱۱۰

بدتر کوئی برائی نہیں ہے۔ آج فلسطینی قوم اور غزہ میں محصور کر دیئے جانے والوں کی امداد، افغانستان، پاکستان، عراق، اور کشمیر کے عوام کے ساتھ اظہار ہمدردی اور یکجہتی، امریکہ اور صیہونی حکومت کی زیادتیوں کے خلاف مجاہدت اور استقامت، مسلمانوں کے درمیان اتحاد و یگانگت کی پاسبانی اور اس اتحاد کو چوٹ پہنچانے والی بکی ہوئی زبانوں اور کثیف و آلودہ ہاتھوں سے پیکار اور تمام اسلامی حلقوں میں مسلمان نوجوانوں کے درمیان احساس ذمہ داری اور دینداری و بیداری کی ترویج وفروغ، بہت بڑے فرائض ہیں جو قوم کے ذمہ دار افراد کے دوش پر ہیں۔

حج کا پرشکوہ منظر، ان فرائض کی انجام دہی کے لئے زمین ہموار ہونے کی نشان دہی کرتا اور ہم کو دوہرے عزم اور دوہری سعی وکوشش کی دعوت دیتا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی حسینی خامنہ ای

17-08-2010

دشمنان اسلام کی سازشوں سے خبردار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
موسم حج، آفاق عالم میں توحید کی درخشندگی اور بہار معنویت کا موسم ہے۔ حج وہ صاف و شفاف چشمہ ہے جو حج کرنے والے کو گناہ اور غفلت کی آلودگیوں سے پاک کر کے، اس کے دل و جان میں فطرت کی خداداد نورانیت کو نئی حیات دے سکتا ہے۔ میقات حج میں تفاخر اور امتیاز کا لباس اتار پھینکنا اور یک جہتی و ہمہ گیریت کا لباس ''احرام'' زیب تن کرنا، امت اسلامیہ کی یکرنگی کی علامت اور پورے عالم میں مسلمانوں کے اتحاد و ہمدلی کا مظہر ہے۔ حج کا پیغام ایک طرف

فَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسۡلِمُوۡا ؕ وَبَشِّرِ الۡمُخۡبِتِيۡنَ ﴿۳۴﴾

یعنی اور تمہارا معبود واحد معبود ہے تو اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دو اور گڑگڑا کر مناجات کرنے والوں کو بشارت دے دو [۱] ہے اور دوسری طرف

وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِىۡ جَعَلۡنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ٌۨ الۡعَاكِفُ فِيۡهِ وَالۡبَادِ ؕ

یعنی اور مسجد الحرام جسے اس نے انسانوں کے لئے قرار دیا ہے

---

[۱] سورۂ الحج: ۳۴

خواہ وہ مقامی لوگ ہوں یا باہر سے آئے ہوئے افراد ہے۔ [1]

بنابریں کعبہ، اللہ کی وحدانیت کی علامت کے ساتھ ہی اسلامی اخوت و برابری اور توحید کلمہ کا مظہر بھی ہے۔

دنیا کے ہر چہار طرف سے جو مسلمان کعبے کے طواف اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کے اشتیاق کے ساتھ یہاں جمع ہوئے ہیں انہیں چاہئے کہ اس موقع کو اپنے درمیان برادری کے رشتوں کو مستحکم کرنے کے لئے، جوامت اسلامیہ کے بہت سے بڑے مسائل کا حل ہے، غنیمت سمجھیں۔ میں آج واضح طور پر دیکھ رہا ہوں کہ اسلامی دنیا کے بدخواہ، پہلے سے زیادہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے میں مصروف ہیں۔ یہ ایسی حالت میں ہے کہ امت اسلامیہ کو آج پہلے سے زیادہ اتحاد و یکجہتی کی ضرورت ہے۔ آج دشمنوں کے خون آلود پنجے مختلف اسلامی سرزمینوں میں کھلے عام دردناک المیے رقم کر رہے ہیں۔ صیہونیوں کے خباثت آمیز تسلط میں گرفتار فلسطین کے درد و غم میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ مسجد الاقصی سخت خطرے میں ہے۔ غزہ کے عوام اس نسل کشی کے بعد جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی، بدستور سخت ترین حالات میں زندگی گزار رہے ہیں۔ افغانستان قابض طاقتوں کے بوٹوں تلے ہر روز ایک نئی مصیبت سے دوچار ہو رہا ہے۔ عراق میں پھیلی بدامنی نے عوام کا آرام و سکون چھین لیا ہے۔ یمن میں برادرکشی نے امت اسلامیہ کے قلب کو ایک نیا داغ دیا ہے۔

پوری دنیا کے مسلمان سوچیں کہ حالیہ برسوں میں عراق، افغانستان اور پاکستان میں فتنوں، جنگوں، دھماکوں، دہشتگردی اور قتل عام کی وارداتوں کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے، اس کی منصوبہ بندی کہاں اور کس طرح ہو رہی ہے؟ اس علاقے میں امریکہ کی سرکردگی میں مغربی افواج کی مالکانہ اور تحکمانہ آمد سے پہلے اقوام کو ان تمام مصیبتوں اور درد و غم کا سامنا کیوں نہیں تھا؟ قابض طاقتیں ایک طرف تو فلسطین، لبنان اور دیگر علاقوں میں عوامی مزاحمتی

---

[1] سورۂ الحج: ۲۵

تحریکوں کو دہشت گردی کا نام دیتی ہیں اور دوسری طرف اس علاقے کی اقوام کے درمیان وحشیانہ قومی اور فرقہ وارانہ دہشت گردی کی منصوبہ بندی اور قیادت کر رہی ہیں۔ مشرق وسطی اور شمالی افریقہ کے علاقے سو سال سے زائد عرصے سے برطانیہ، فرانس اور دیگر مغربی حکومتوں اور ان کے بعد امریکا کے ہاتھوں استحصال، تسلط اور ذلت وحقارت کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کے قدرتی ذخائر کو لوٹا گیا، ان کے جذبہ حریت و آزادی کو کچلا گیا، ان کی اقوام، جارح بیرونی طاقتوں کی لالچ کی بھینٹ چڑھیں اور جب اسلامی بیداری اور اقوام کی مزاحمت کی تحریکوں نے بین الاقوامی ستمگروں کے لئے اس صورتحال کا جاری رکھنا ناممکن بنا دیا اور جب شہادت کا جذبہ اور ''عروج الی اللہ و فی سبیل اللہ'' کا معاملہ اسلامی جہاد کے میدان میں ایک بار پھر بے نظیر عنصر کے طور پر نمایاں ہوا تو شکست خوردہ جارح قوتوں نے مکر وفریب کے طریقے اپنائے اور ماضی کی روشوں کی جگہ جدید سامراجیت کو دے دی لیکن آج مختلف الاشکال استعماری عفریت نے اسلام کو جھکانے کے لئے پوری طاقت لگا دی ہے اور فوجی قوت، آہنی پنجے اور آشکارا تسلط سے لیکر پروپیگنڈوں کے شیطانی سلسلے، جھوٹ اور افواہ پھیلانے کے ہزاروں وسائل بروئے کار لانے، لوگوں کے بے رحمانہ قتل اور غارت گری کے دستے اور دہشت گرد گروہ تیار کرنے تک اور اخلاقی بے راہ روی کے وسائل کے فروغ، منشیات کی پیداوار میں توسیع اور انہیں پھیلانے سے لیکر نوجوانوں کے عزم وحوصلے اور کردار کو پست کرنے تک اور مزاحمت کے مراکز کے خلاف ہمہ گیر سیاسی یلغار سے لیکر قومی امتیاز اور فرقہ وارانہ تعصب بھڑکانے اور بھائیوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے تک (تمام ہتھکنڈے استعمال کئے ہیں۔)

اگر مسلم اقوام، اسلامی فرقوں اور مسلمان مسالک کے درمیان بدگمانی اور بدظنی کی جگہ جو دشمن چاہتے ہیں، محبت، حسن ظن اور ہمدلی لے لے تو بدخواہوں کی سازشیں ناکام ہو جائیں گی اور امت اسلامیہ پر اپنا روز افزوں تسلط جمانے کے ان کے منحوس منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔ حج ان اعلا مقاصد کی تکمیل کے لئے بہترین مواقع فراہم کرتا ہے۔

مسلمان باہمی تعاون اور ان مشترکہ بنیادوں کا سہارا لیکر جن کی جانب قرآن و سنت میں اشارہ کیا گیا ہے، اس مختلف الاشکال دیو کے مقابلے پر ڈٹ جانے کی طاقت حاصل کر سکتے ہیں اور اس کو اپنے ایمان وعزم سے مغلوب کر سکتے ہیں۔ اسلامی ایران، عظیم الشان امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اس کامیاب مزاحمت کا واضح ترین نمونہ بن گیا ہے۔ انہیں اسلامی ایران میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ تیس سال کے ہتھکنڈے، سازشیں اور دشمنی و بغاوت اور آٹھ سالہ مسلط کردہ جنگ سے لے کر پابندیوں اور اثاثوں کے ضبط کئے جانے تک اور نفسیاتی و تشہیراتی جنگ اور ابلاغیاتی صف آرائی سے لے کر سائنسی ترقی اور نئے علوم منجملہ ایٹمی ٹیکنالوجی تک رسائی کا سد باب کرنے کی کوششوں تک اور حتی گذشتہ انتخابات کے بامعنی و پرشکوہ معاملے میں آشکارا مداخلت اور اشتعال انگیزی تک سب کے سب دشمن کی شکست، پسپائی اور سراسیمگی کے مناظر میں تبدیل ہو گئے اور اس آیت کی

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

یعنی بے شک شیطان کا حیلہ وفریب کمزور پڑ گیا[1]

عملی تصویر ایرانیوں کی نظروں کے سامنے ایک بار پھر آ گئی۔ اور اسی طرح ہر اس جگہ جہاں عزم وایمان سے اٹھنے والی مزاحمت، غرور وتکبر میں چور مستکبرین کے مقابلے پر آئے گی، کامیابی مومنین کو نصیب ہو گی اور شکست ورسوائی ستمگروں کا یقینی مقدر ہو گا۔ حالیہ تین برسوں میں، لبنان کی تینتیس روزہ (جنگ میں) نمایاں فتح اور غزہ کا (بائیس روزہ) سربلند جہاد اور کامیابی اس حقیقت کی زندہ مثال ہے۔

تمام سعادت مند حجاج کرام بالخصوص اسلامی ملکوں کے خطباء وعلماء، جو وعدہ الٰہی کے اس مرکز میں شرفیاب ہوئے ہیں اور حرمین شریفین کے خطبائے جمعہ سے تاکید کے ساتھ میری سفارش یہ ہے کہ مسئلے کے صحیح ادراک کے ساتھ اپنے آج کے اولین فریضے کو

---

[1] سورۂ النساء: ٧٦

پہچانیں، اپنے سامعین کے درمیان دشمنان اسلام کی سازشوں کو بے نقاب کریں اور عوام کو باہمی اتحاد و محبت کی دعوت دیں اور ہر اس چیز سے سختی سے پرہیز کریں جو مسلمانوں کے درمیان بدگمانی بڑھاتی ہے اور پورا جوش و ولولہ مستکبرین، امت اسلامیہ کے دشمنوں اور تمام فتنوں کی جڑ یعنی صیہونزم اور امریکہ کے خلاف بروئے کار لائیں اور اپنے قول و فعل میں مشرکین سے بیزاری کو نمایاں کریں۔

خداوند عالم سے خاکساری کے ساتھ اپنے لئے اور آپ تمام حضرات کے لئے ہدایت، توفیق، نصرت اور رحمت کی دعا کرتا ہوں۔

والسلام علیکم

سید علی حسینی خامنہ ای

سوم ذی الحجۃ الحرام 1430

امریکہ مردہ باد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سرزمین وحی نے ایک بار پھر مؤمنین کی بھیڑ اپنی سالانہ مہمانی میں اکٹھا کر لی ہے دنیا بھر سے اشتیاق بھری جانیں اس وقت اسلام وقرآن کی جائے پیدائش میں (حج کے) وہ اعمال انجام دینے میں مصروف ہیں کہ جن کے بارے میں غور وفکر، دنیائے بشریت کو دیئے گئے اسلام وقرآن کے جاوداں سبق کی جلوہ نمائی کرتے ہیں اور خود بھی ان پر کام کرنے اور عملی جامہ پہنانے کے سلسلے میں نمایاں اقدام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس عظیم سبق کا مقصد، انسان کی ابدی سرافرازی ونجات، اور اس کی راہ ایک صالح انسان کی تربیت اور ایک صالح معاشرے کی تشکیل ہے ایک ایسا انسان جو اپنے دل میں اور اپنے عمل میں خدائے یگانہ کی پرستش کر لے اور خود کو شرک، اخلاقی برائیوں اور منحرف ہوسناکیوں سے پاک رکھ سکے اور ایک ایسا معاشرہ جن کی تعمیر میں عدل وانصاف، آزادمنشی، ایمان ونشاط اور زندگی وترقی کی تمام نشانیاں بروئے کار لائی گئی ہوں۔ حج کے فریضہ میں شخصی اور اجتماعی تربیت کے یہ بنیادی ارکان سموئے گئے ہیں احرام باندھنے اور شخصی پہچانوں سے نکلنے نیز بہت سی نفسانی خواہشوں اور لذتوں کو ترک کر دینے سے لے کر کعبۂ توحید کے گرد طواف ایثار وقربانی کے پیکر بت شکن ابراہیم علیہ السلام کے مخصوص مقام پر تمام کی ادائیگی تک دو پہاڑیوں کے درمیان سعی و ہرولے لے کر میدان عرفات میں ہر رنگ ونسل کے یگانہ پرستوں کے عظیم مجمع کے وقوف اور مشعر الحرام (مزدلفہ) میں ذکر ومناجات کے ساتھ شب

گزارنے اور اپنے خدا کے ساتھ ہر دل کے جداگانہ عشق وانس کے ساتھ ہی انسانوں کے جوش مارتے ہوئے اجتماع میں حاضری تک اور پھر میدان منیٰ میں پہنچ کر شیطانی ستونوں پر کنکریوں کی بوچھاڑ اور اس کے بعد معانی ومفاہیم سے معمور قربانی کے مجسم کرنے محتاجوں اور مسافروں کو کھانا کھلانے تک تمام وتمام تعلیمات، مشقیں اور یاد دہانیاں موجود ہیں۔ اس جامع وکامل مجموعے میں، ایک طرف اخلاص و پاکیزگی اور مادی سرگرمیوں سے دل کا رشتہ توڑ لینے تو دوسری طرف سعی وکوشش اور ثبات واستقامت سے کام لینے کی تلقین ہے، ایک طرف اپنے خدا کے ساتھ انس وتنہائی اختیار کرنے کی چاہت تو دوسری طرف خلق خدا کے ساتھ اتحاد و یکدلی وہم رنگی اپنانے کی دعوت ہے ایک طرف اپنے دل وجان کو نکھارنے اور سنوارنے کا پیغام تو دوسری طرف امت اسلامیہ کے عظیم پیکر کے ساتھ وابستگی ودل بستگی کا اہتمام موجود ہے، ایک طرف بارگاہ حق میں خشوع وخضوع کا اظہار تو دوسری طرف باطل کے سامنے سینہ تان کر ڈٹے رہنے کا اعلان پایا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ ایک طرف آخرت کی فکر تو دوسری طرف دنیا کو آراستہ کرنے کا عزم راسخ ہے جو حج کی تعلیمات میں ایک ساتھ جڑا اور سلا ہوا ہے اور اس کی مشق کی جاتی ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نیکیاں عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکیوں سے نواز دے اور جہنم کی آگ سے نجات دیدے۔[۱]

اور اسی وجہ سے کعبۂ شریف اور حج کے اعمال وارکان انسانی معاشروں کے قیام واستحکام کا سرچشمہ اور تمام انسانوں کے لئے نفع وفوائد سے مملو خزینہ ہے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ

---

[۱] سورۂ البقرہ:۲۰۱

اللہ نے کعبہ کو جو بیت الحرام ہے لوگوں کے قیام وصلاح کا مرکز بنایا ہے۔[۱]

اور

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ

تا کہ اپنے فوائد کا مشاہدہ کریں اور چند معین ومشخص دنوں میں اللہ کا نام لیں اور اس کا ذکر کریں۔[۲]

ہر ملک اور ہر نسل کے مسلمانوں کو آج ہر زمانے سے زیادہ اس عظیم فریضہ کی قدر جاننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اس لئے کہ آج امت اسلامیہ کے سامنے اس کا افق ہمیشہ سے زیادہ روشن ہے اور مسلمان معاشرے اور افراد کے لئے اسلام نے جو اہداف ومقاصد معین کئے ہیں ان تک پہنچنے کی توقع ہمیشہ سے زیادہ واضح ہے۔ اگر امت اسلامیہ پچھلے دوسو سال کے دوران زوال کا شکار ہوئی ہے اور مغرب کی مادی تہذیب، اور دائیں بائیں دونوں رجحان رکھنے والے الحادی مکاتب کے سامنے اسے شکست وریخت کا سامنا کرنا پڑا ہے تو اب پندرہویں صدی ہجری کے دوران یہ مغرب کے سیاسی اور اقتصادی مکاتب ہیں جن کے پاؤں کیچڑ میں دھنسے ہوئے ہیں اور زوال وانحطاط اور کمزوری وشکست سے روبرو ہیں۔ اسلام مسلمانوں کی بیداری اور از سرنو اپنی پہچان حاصل ہوجانے نیز توحیدی افکار، عدل وانصاف کی منطق اور معنویت وروحانیت کے احیاء کے باعث اپنی عزت وبالندگی کا ایک نیا دور شروع کر چکی ہے۔ جو لوگ ابھی گذشتہ قریب میں، زیادہ دنوں کی بات نہیں ہے، ناامیدی کی آیت پڑھا کرتے تھے اور نہ صرف اسلام ومسلمین بلکہ بنیادی طور پر دینداری اور معنویت کو ہی مغربی تہذیب کی یلغار کے سامنے بےبس سمجھ کر اس کے خاتمے کی باتیں کیا

---

[۱] سورۂ المائدہ:۹۷

[۲] سورۂ الحج:۲۸

کرتے تھے آج اسلام کی سربلندی وسرافرازی، اوراسلام وقرآن کی تجدید حیات اوراس کے بالمقابل حملہ آوروں کی کمزوری اور تدریجی زوال اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنی زبان اور دل سے تصدیق کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں ۔ میں پورے اطمینان کے ساتھ کہتا ہوں یہ ابھی ابتدائے کار ہے اورعنقریب ہی الٰہی وعدہ یعنی باطل پر حق کی مکمل کامیابی وکامرانی امت قرآن کی تعمیر واصلاح اورنئی اسلامی تہذیب کی حکمرانی پوری ہونے والی ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

تم میں جولوگ صاحبان ایمان اورنیکوکار ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین پر اپنا خلیفہ بنائے گا ویسے ہی کہ جیسے پہلے والوں کو بنایا ہے اوران کے لئے اس دین کو غالب کردے گا کہ جسے ان کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے اوران کے خوف کو امن میں بدل دے گا اور وہ سب صرف میری عبادت کریں گے اور کسی طرح کا شرک نہیں کریں گے اوراس کے بعد بھی کوئی کافر ہو جائے تو درحقیقت وہی فاسق وبدکار ہوں گے۔ [1]

اس حتمی وعدے کا سب سے پہلا اوراہم ترین مرحلہ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اورمشہور عالم اسلامی نظام کی برقراری تھی جس نے ایران کو اسلامی تہذیب و تمدن اورافکارونظریات کی حکمرانی کے لئے ایک مستحکم مرکز میں تبدیل کردیا اس معجزنما وجود کا

[1] سورۂ نور:۵۵

ٹھیک اس وقت سر ابھارنا کہ جب مادہ پرستی کا شور و ہنگامہ پورے اوج پر تھا اور دائیں بائیں سیاستوں اور فکروں کی اسلام دشمنی اپنی انتہا کو تھی اور پھر اس نظام کے استحکام اور ہر قسم کے سیاسی، فوجی، اقتصادی اور تشہیراتی وار کے خلاف، جو ہر طرف سے کئے جا رہے تھے، اس کے ثبات و استقامت نے دنیائے اسلام میں امید کی ایک نئی روح پھونک دی اور دلوں میں جوش و جذبے لہریں مارنے لگے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا یہ استحکام، اللہ کی امداد و استعانت سے، اور زیادہ بڑھتا گیا اور امیدوں کی جڑیں اور زیادہ استوار ہوتی گئیں پچھلی تین دہائیوں کے دوران، جو اس واقعہ کو ہوئے گزری ہیں، مشرق وسطیٰ اور ایشیا و افریقہ کے مسلمان ممالک اس کامیابی و کامراں کارزار کے میدان رہے ہیں۔ فلسطین میں اسلامی انتفاضہ، فلسطینی حکومت اور مسلمانوں کے انقلابی اقدامات، لبنان میں حزب اللہ کی تاریخی کامیابی اور خونخوار و متکبر صیہونی حکومت کے خلاف اسلامی استقامت عراق میں صدام کے ڈکٹیٹرانہ ملحد نظام کے ویرانوں پر ایک مسلمان عوامی حکومت کی تشکیل، افغانستان میں کمیونسٹ غاصبوں اور اس کی آلۂ کار حکومت کی شرمناک شکست اور مشرق وسطیٰ پر تسلط کے لئے امریکہ کے تمام استکباری منصوبوں کی شکست و ریخت نیز صیہونیوں کی غاصب حکومت کی اندر سے ناقابل علاج مشکلات اور پریشانیاں اور اس کے ساتھ ہی علاقے کے تمام یا زیادہ تر ملکوں خصوصاً ''جوانوں اور روشن خیالوں میں اسلام پسندی کی لہر اور اقتصادی گھراؤ اور بائیکاٹ کے باوجود اسلامی ایران میں حیرت انگیز علمی اور ٹیکنالوجیکل ترقیاں سیاسی اور اقتصادی میدانوں میں امریکہ کے جنگ افروزوں کی شکست مغرب کے زیادہ تر ملکوں میں مسلمان اقلیتوں کے درمیان اپنی شناخت و پہچان کی برقراری کا احساس، یہ تمام کی تمام چیزیں، اس صدی یعنی پندرہویں صدی ہجری کے دوران دشمنوں کے خلاف جنگ و پیکار میں اسلام کی کامیابی و ترقی کی نمایاں نشانیاں ہیں۔ بھائیو اور بہنو! یہ کامیابیاں سرتا سر جہاد و اخلاص کا نتیجہ ہیں، اس وقت جب اللہ کی آواز خدا کے بندوں کے گلوں سے بلند ہوئیں، اس وقت کہ جب راہ حق کے مجاہدین کی ہمتیں اور توانائیاں میدان میں نکل آئیں

اوراس وقت کہ جب خدا سے کئے ہوئے اپنے وعدے پر مسلمانوں نے عمل کیا خدائے عظیم وقدیر نے بھی اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور تاریخ کی راہیں ہی بدل گئیں۔

وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِىۡٓ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ ۚ

مجھ سے کیا گیا وعدہ پورا کرو میں تم سے کئے گئے وعدے پورے کر دوں گا۔[1]

اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ يَنۡصُرۡكُمۡ وَيُثَبِّتۡ اَقۡدَامَكُمۡ ۞

اگر تم نے اللہ کی مدد کی اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم بنا دے گا۔[2]

وَلَيَنۡصُرَنَّ اللّٰهُ مَنۡ يَّنۡصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ۞

اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا کہ جس نے اللہ کی نصرت ومدد کی بیشک اللہ قوی وعزیز ہے۔[3]

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَيَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ ۞

بیشک ہم اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان پر ایمان لانے والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی مدد کریں گے جب تمام گواہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔[4]

دشمن کی جارحانہ روش اس کی کمزوری اور بے تدبیری کی نشانی ہے۔فلسطین

---

[1] سورۂ البقرہ۔۴۰

[2] سورۂ محمد:۷

[3] سورۂ الحج:۴۰

[4] سورۂ الغافر:۵۱

اورخاص طور پر غزہ کے میدان میں آپ ملاحظہ کیجئے۔غزہ میں دشمن کے بہیمانہ اور بے رحمانہ اقدامات کی جن کی مثال انسانی ظلم کی تاریخ میں کم ہی ملتی ہے ان مردوں خواتین اور بچوں کے مستحکم عزم وارادوں پر غالب آنے میں ان کی کمزوری کی علامت ہے جو خالی ہاتھ غاصب صیہونی حکومت اوراس کے حامی یعنی سپر پاورامریکہ کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں اوران کے اس مطالبے کو ہرگز ماننے کو تیارنہیں ہیں کہ وہ حماس حکومت کی حمایت سے دستبردار ہوجائیں اللہ کا درود وسلام ہواس عظیم اورثابت قدم قوم پر۔غزہ کے عوام اورحماس کی حکومت نے قرآن کی ان آیتوں کوجاودانہ بنادیا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

اورہم کسی قدرخوف اوربھوک اور مال اور جانوں اورمیووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گےتوصبرکرنے والوں کو(خدا کی خوشنودی کی)بشارت سنادو۔

ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہےتو کہتے ہیں کہ ہم خداہی کا مال ہیں اوراسی کی طرف لوٹ کرجانے والے ہیں۔[1]

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

(اے اہل ایمان)تمہارے مال وجان میں تمہاری آزمائش کی

[1] سورۂ البقرہ:۱۵۵،۱۵۶

جائے گی۔ اور تم اہل کتاب سے اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں
بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے۔ اور تو اگر صبر اور پرہیز گاری کرتے
رہو گے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔[1]

اس کارزار حق و باطل میں کامیابی یقینی طور پر حق کی ہی ہوگی اور یہ فلسطین کی مظلم اور صابر قوم ہے جو سرانجام دشمن پر کامیاب ہوگی

وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾

اور آج بھی فلسطینیوں کی مزاحمت کو توڑنے میں دشمن کی ناکامی کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی انسانی حقوق کے نعروں، جمہوریت اور آزادی کے دعووں کے جھوٹے ثابت ہونے سے امریکی حکومت اور یورپ کی بیشتر حکومتوں پر ایسی کاری ضربیں لگی ہیں کہ جن کی تلافی آسانی سے ممکن نہیں ہوگی۔ ذلیل و بے آبرو صیہونی حکومت ہمیشہ سے کہیں زیادہ روسیاہ بعض عرب حکومتیں بھی اس عجیب و غریب امتحان میں ایسی ہاری حکومتیں ہیں جن کی اپنی کوئی آبرو نہیں رہ گئی ہے۔

سید علی حسینی خامنہ ای
1433 ہجری قمری

---

[1] سورۂ آل عمران: ۱۸۶

حج شیطان سے دوری کا مظہر ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سلام ہو خانۂ خدا کے زائروں، سرائے دوست کے مہمانوں اور اس کی دعوت پر لبیک کہنے والوں پر۔ مخصوص درود و سلام ہو ذکر خدا سے منور اور الطاف و عنایات الٰہی سے معمور دلوں پر جن کے استقبال کے لئے رحمت کے دروازے وا ہو جاتے ہیں۔ حج کے شب و روز اور روح بخش لمحوں میں بہت سے لوگوں نے موقع سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے خود کو دریائے روحانیت و معنویت سے سیراب کر لیا۔ توبہ و استغفار کے ذریعے دل و جان کو نورانیت بخشی اور رحمت الٰہی کی امواج میں جو اس وادی مقدس میں پے در پے اٹھ رہی ہیں خود کو گناہ و شرک کے زنگ سے صاف کر لیا ہے۔ اللہ کا سلام ہو پاکیزہ دلوں، نیک سرشت افراد اور صاحبان دل پر۔ تمام بہن بھائیوں کے لئے بہتر ہے کہ ان ثمرات کے بارے میں غور و فکر کریں اور ان عظیم لمحات کی قدر کریں۔ اس بات کی اجازت نہ دیں کہ اس مقدس وادی میں بھی مادی زندگی کے جھمیلے جس میں ہمیشہ ہم پھنسے رہتے ہیں ہمارے دلوں کو مشغول رکھیں بلکہ ذکر خدا، توبہ و استغفار، گریہ و زاری، صداقت و پاکیزگی، حسن کردار اور فکر صالح کے لئے عزم راسخ اور خداوند عالم کی بارگاہ میں نصرت و مدد کی التجا کے ذریعے اپنے دل بیتاب و مشتاق کو الوہیت و وحدانیت و معنویت سے معطر فضا میں پرواز کے قابل بنا لیں۔ خدا کی راہ میں استقامت اور صراط مستقیم پر ثابت قدم رہنے کے لئے ضروری اسباب و وسائل حاصل کر لیں۔ یہ حقیقی وحدانیت کا مرکز ہے، یہی وہ جگہ ہے

جہاں خلیل خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پارۂ جگر کو قربان گاہ میں لا کر یکتا پرستی کا بے مثال نمونہ، جو دراصل نفس پر غلبے اور حکم الٰہی کے سامنے سراپا تسلیم ہو جانے سے عبارت ہے، پیش کیا اور پوری تاریخ عالم میں تمام یکتا پرستوں کے لئے یادگار بنا دیا، یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمانے کی بڑی طاقتوں اور زور و زر کے خداؤں کے سامنے توحید و وحدانیت کا پرچم لہرایا اور اللہ پر ایمان کے ساتھ ہی طاغوت سے نفرت و بیزاری کو نجات و سعادت کی شرط بنا دیا۔

فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَيُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى

اب جو شخص بھی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا وہ اس کی مضبوط رسّی سے متمسک ہو گیا ہے۔ [۱]

حج انہی عظیم تعلیمات کے اعادے اور انہیں یاد کرنے کے معنی میں ہے، مشرکین سے برأت و بیزاری، بتوں اور بت سازوں سے نفرت کا اعلان، وہ جذبہ ہے جو مؤمنین اور صاحبان ایمان کے مناسک حج پر حکم فرما رہتا ہے۔ اعمال حج کا ہر مقام اور اس کا ہر لمحہ اللہ تعالی کے سامنے خود سپردگی، اس کی راہ میں سعی و کوشش، شیطان سے دوری و بیزاری اس کو کنکریاں مارنے اور خود سے دور کرنے اور خود کو اس کے مدمقابل کھڑا کرنے کا حقیقی مظہر ہے۔ حج کا ہر مرحلہ، قبلے کے محور پر اجتماع، اتحاد و یکجہتی، نسلی و لسانی تفریق کے انکار اور مسلمانوں کی حقیقی اخوت و دوستی کا نمونہ ہے۔ یہ وہ دروس و تعلیمات ہیں جو ہم سبھی مسلمانوں کے لئے خواہ دنیا کے کسی بھی گوشے سے ہمارا تعلق ہو، واجب العمل ہیں۔ ہمیں انہی کی بنیاد پر اپنی زندگی اور مستقبل کی منصوبہ بندی کرنی چاہیۓ۔ قرآن نے دشمنوں کے مقابلے میں قوت و اقتدار کے ساتھ محاذ آرائی، مؤمنین کے درمیان مہر و محبت اور خداوند عالم کے حضور خضوع و خشوع کو اسلامی معاشرے کی تین نشانیاں اور علامتیں قرار دیا ہے۔

---

[۱] سورۂ البقرہ: ۲۵۶

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں کے خلاف سخت آپس میں رحم دل ہیں آپ انہیں دیکھیں گے کہ رکوع اور سجدہ کر رہے ہیں اللہ کے فضل وکرم اور رضا وخوشنودی کی کوشش میں رہتے ہیں۔[1]

امت اسلامیہ کے باشکوہ اور پروقار پیکر و پرچم کے یہ تین بنیادی ستون ہیں۔ تمام مسلمان اس حقیقت کو مدنظر رکھ کر عالم اسلام کے موجودہ مسائل ومشکلات کو صحیح طریقے سے پہچان سکتے ہیں۔ آج امت اسلامیہ کے سب سے بڑے دشمن وہ استکباری عناصر اور توسیع پسند اور جارح طاقتیں ہیں جو اسلامی بیداری کو اپنے ناجائز مفادات اور عالم اسلام پر اپنے ظالمانہ تسلّط کے لئے ایک بڑا خطرہ سمجھتی ہیں۔ تمام مسلمانوں اور خصوصاً سیاستدانوں، علماء ودانشوروں، روشن فکر افراد اور مختلف ملکوں کے سربراہوں کا فریضہ ہے کہ اس جارح دشمن کے خلاف زیادہ سے زیادہ قوت واستحکام کے ساتھ ایک متحد اسلامی محاذ تشکیل دیں۔ اپنی اندرونی توانائیوں کو منظم کریں اور امت اسلامیہ کو حقیقی معنی میں طاقتور اور بااثر بنائیں۔ علم و معرفت، دانشمندی و ہوشیاری، احساس ذمہ داری، سچی دینداری، الٰہی وعدوں پر ایقان وایمان، فریضے کی ادائیگی اور رضائے خدا کے حصول کے لئے حقیر وناچیز خواہشات سے چشم پوشی یہ سب امت مسلمہ کی قوت واقتدار کی بنیادی شرطیں ہیں جو اس کو عزت ووقار، خودمختاری وآزادی اور مادی ومعنوی ترقی سے ہم کنار کرسکتی ہیں، دشمن کو اسلامی ملکوں میں دست درازی توسیع پسندی اور ریشہ دوانیوں میں ناکام بناسکتی ہیں۔ مؤمنین کے درمیان صلح وآشتی، امت مسلمہ کی ایک اور پسندیدہ صفت ہے۔ امت مسلمہ کے مختلف فرقوں اور مکاتب فکر کے

---

[1] سورۂ الفتح:۲۹

مابین اختلاف وتفرقہ، خطرناک بیماری ہے جس کا پوری توانائی کے ساتھ فوری علاج کرنا چاہئے۔ ہمارے دشمنوں نے اس میدان میں بھی عرصہ دراز سے وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کی ہے اور آج جب اسلامی بیداری نے ان کو وحشت میں مبتلا کر دیا ہے تو انہوں نے اپنی کوششیں اور تیز کر دی ہیں۔ تمام ہمدردوں کا کہنا یہ ہے کہ تفاوت وفرق کو کینہ توزی و دشمنی کا باعث نہیں بننے دینا چاہئے، رنگ ونسل کا تنوع جنگ وجدل پر منتج نہیں ہونا چاہئے۔ اس سال کو ملت ایران نے قومی اتحاد واسلامی یکجہتی کے سال کا نام دیا ہے۔ مسلمان بھائیوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے والی سازشوں کی شدت کا ادراک کرتے ہوئے اس سال کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔ فلسطین، لبنان، عراق، پاکستان اور افغانستان میں دشمنوں کی یہ سازشیں کامیاب ہوئیں اور ایک ہی مسلمان ملک کے کچھ لوگ اسی ملک کے کچھ دوسرے لوگوں کے خلاف قتل وغارت کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ ایک دوسرے کا خون بہایا۔ ان تمام تلخ اور افسوسناک واقعات میں دشمنوں کی سازشیں بالکل عیاں تھیں اور باریک بیں نگاہوں نے (ان حادثات میں) دشمن کا ہاتھ دیکھا ہے۔ قرآن کریم میں ''رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ '' کا حکم اسی طرح کی جنگوں اور لڑائیوں کی بیخ کنی کے لئے ہے۔ آپ ان پرشکوہ ایّام اور حج کے گوناگوں مناسک میں دنیا کے مختلف مقامات اور مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو دیکھ رہے ہیں جو ایک گھر کا طواف کر رہے ہیں، ایک ہی کعبے کی جانب رخ کر کے نماز ادا کر رہے ہیں۔ شیطان رجیم کی علامت (جمرات) کو ایک ساتھ ملکر پتھر مار رہے ہیں اور نفسانی خواہشات اور ہوا وہوس کی قربانی کی علامت کے طور پر یکساں عمل انجام دے رہے ہیں اور عرفات ومشعر میں ٹھہرنے کے دوران ایک ساتھ مل کر (خدا کے حضور) گریہ وزاری کر رہے ہیں۔ اسلامی فرقے اپنے بنیادی عقائد اور بیشتر اعمال واحکام میں ایک دوسرے کے قریب ہیں اور ان میں یکسانیت ہے۔ ان تمام مشترکات کے ہوتے ہوئے بھی تعصب اور تنگ نظری ان کے درمیان اختلاف کی آگ کیوں کر بھڑکاتی ہے اور خائن وغدار دشمن کو اس خطرناک آگ کو ہوا دینے کا موقع کیسے مل جاتا ہے؟ آج جو لوگ تنگ نظری ونادانی کی وجہ

سے بے بنیاد مسائل کے بہانے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت وفرقے کو مشرک گردانتے ہیں اورحتیٰ ان کا خون بہانے کوروا جانتے ہیں، یہ لوگ درحقیقت، دانستہ یا ندانستہ طور پر شرک وکفر اور سامراج کی خدمت کررہے ہیں۔ کیا معلوم کہ جن لوگوں نے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولیائے کرام اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے روضوں کی زیارت وتکریم کو جو دینداری کا مظہر ہے شرک وکفر قرار دیا کہیں وہ خود کافروں اور ظالموں کے دربار کی تکریم میں مصروف تونہیں ہیں، کہیں وہ ان کے ناپاک عزائم کو پائے تکمیل تک پہنچانے میں مدد ومعاون تو ثابت نہیں ہورہے ہیں؟! سچے علماء، دینی جذبے سے روشن دماغوں اور مخلص حکمرانوں کو چاہئے کہ اس طرح کی خطرناک لعنتوں اور اقدامات کا مقابلہ کریں۔ آج اسلامی اتحاد ویکجہتی ایک لازمی ہدف ہے جو دانشمندوں اور قومی ہمدردی کے جذبے سے سرشار افراد کے محنت ومشقت سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس عظیم مقصد کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ عزت وسربلندی کے یہ دونوں ستون، یعنی ایک طرف استکبار کے مقابلے میں مضبوط صف آرائی اور مستحکم محاذ کی تشکیل اور دوسری طرف مسلمانوں کے درمیان اخوت ومحبت ومہربانی جب تیسرے ستون یعنی پروردگار کے حضور خشوع وتعبّد وبندگی کے ساتھ مل جائیں گے تو امت اسلامیہ دوبارہ اسی راستے پر چل پڑے گی جس پر چل کر صدر اسلام کے مسلمانوں کو عزت وعظمت ملی تھی۔ اس کے نتیجے میں مسلمان قومیں اس ذلت آمیز پسماندگی سے جو حالیہ صدیوں کے دوران ان پر مسلّط کردی گئی ہے نجات وچھٹکارہ حاصل کرلیں گی۔ اس عظیم تحرک کا آغاز ہو چکا ہے اور پورے عالم اسلام میں بیداری کی لہریں ہر جگہ ارتعاش پیدا کررہی ہیں۔ دشمنوں کے ذرائع ابلاغ، ان کی پروپیگنڈہ مہم اور ان کے ایجنٹوں کی کوشش ہے کہ عالم اسلام کے کسی بھی گوشہ میں عدل وانصاف کے مطالبے اور حریت پسندی کی جو بھی تحریک اٹھے اسے ایران یا پھر شیعیت سے منسوب کردیں اور اسلامی ملک ایران کو جو اسلامی بیداری کا کامیاب علمبردار ہے ان کاری ضربوں کا ذمہ دار قرار دیں جو میدان سیاست وثقافت میں مسلمان ملکوں کے غیور عوام کی جانب سے ان پر لگائی جاتی ہیں۔ وہ تینتیس روزہ جنگ میں حزب اللہ کے بے

مثال کارناموں، عراقی عوام کی مدبرانہ استقامت کو جو غاصبوں کی مرضی کے برخلاف پارلیمنٹ اور (عوامی) حکومت کی تشکیل پر منتج ہوئی، فلسطین کی قانونی حکومت اور وہاں کے جاں نثار عوام کی حیران کن مزاحمت و پامردی، مسلمان ملکوں میں مذہبی بیداری اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی دیگر بہت سی علامتوں اور نشانیوں کو ایرانیت اور شیعیت کے دائرے میں محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ اس بیداری کے لئے عالم اسلام کی ہمہ گیر حمایت کو معمولی اور غیر اہم ظاہر کر سکیں، لیکن یہ ہتھکنڈہ سنت الٰہی کے مقابلے میں جو مجاہدین فی سبیل اللہ اور دین خدا کی مدد کرنے والوں کی کامیابی ہے نہیں ٹھہر سکے گا۔ آنے والا دور امت اسلامیہ کا دور ہوگا اور ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی طاقت و توانائی، صلاحیت اور ذمہ داری کے لحاظ سے اس نئے دور کی جانب پیش قدمی کے عمل کو سرعت بخش سکتا ہے۔ حج کے مناسک آپ جیسے خوش قسمت حاجیوں کے لئے ایک بڑا اور بہترین موقع ہے کہ خود کو پہلے سے زیادہ اپنے اوپر عائد اس فریضے کی ادائیگی کے لئے آمادہ کریں۔ امید ہے کہ توفیق الٰہی اور حضرت مہدی موعود عجل اللہ لہ الفرج کی دعا اس عظیم مقصد تک پہنچنے میں آپ کی مدد کرے گی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

السید علی الحسینی الخامنہ ای

12 دسمبر 2007

امریکہ عالمی لٹیرا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
قَالَ تَعالیٰ:
فَاِذَا قَضَیۡتُمۡ مَّنَاسِکَکُمۡ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا ؕ
پھر جب حج کے تمام ارکان پورے کر چکو تو (منیٰ میں) خدا کو یاد کرو۔جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے۔[۱]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسلمان بھائیو اور بہنو! حج کے ایام امید و نوید کے دن ہیں۔ایک طرف خانۂ توحید کے مکینوں کے درمیان یکجہتی اپنی پوری شان و شوکت جلوہ نمائی کر کے، دلوں میں امید پیدا کرتی ہے اور دوسری طرف ذکر الٰہی کی برکت سے دل و دماغ کو ملنے والی طراوت باب رحمت کھلنے کی خوشخبری دیتی ہے۔حجاج کرام، حج کے رمز و اسرار سے معمور مناسک ادا کرنے کے بعد، جو خود ہی ذکر الٰہی اور خشوع و خضوع کا گہوارہ ہیں ایک بار پھر ذکر خدا کے لئے بلائے جاتے ہیں، یہ تاکید اس وجہ سے ہے کہ یاد الٰہی افسردہ دلوں کو جلا بخشی دیتی ہے اور ان میں ایمان و امید کی کرن پیدا کرتی ہے، اور دل جب پر امید اور با ایمان ہوتا ہے تو، آدمی کو زندگی کے پر پیچ و خم راستوں کو طے کرنے اور مادی و روحانی کمال کی چوٹیوں تک پہونچنے کی طاقت

[۱] سورۂ البقرہ:۲۰۰

وتوانائی عطا کرتا ہے۔ حج کی معنویت و روحانیت بلاشبہ ذکر الٰہی میں ہے کہ جو روح کی مانند حج کے ایک ایک عمل میں رچی بسی ہے۔ یہ مبارک سرچشمہ زمانہ حج کے بعد بھی پھوٹتا رہے اور اس کے ثمرات جاری رہیں۔ انسان زندگی کے مختلف امور میں غفلت کا شکار ہے۔ جہاں بھی غفلت ہے وہاں اخلاقی تباہی، فکری کجروی اور نفسیاتی ہزیمت بھی ہے اور یہی تباہیاں انسان کی شخصیت کے اضمحلال کے علاوہ، قوموں کی شکست اور تہذیبوں کے بکھرنے کا باعث ہوتی ہیں۔ غفلت کو دور کرنے کے لئے اسلام کی ایک بڑی تدبیر حج ہے۔ حج کا بین الاقوامی پہلو یہ پیغام دیتا ہے کہ امت مسلمہ اپنے اجتماعی تشخص میں بھی، ہر مسلمان کی انفرادی ذمے داری سے ہٹ کر غفلت کو دور کرنے کی ذمے دار ہے۔ عبادتیں اور مناسک حج یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ ہم لذت، ہوا و ہوس اور آرام و آسائش سے اپنی وابستگی اور اسیری سے خود کو کچھ عرصے کے لئے آزاد کریں۔ احرام طواف، نماز اور سعی و وقوف ہمیں یاد خدا سے سرشار اور حریم الٰہی سے قریب کرتا ہے اور ہمارے کام و دہن میں خدا سے انس کی لذت پیدا کرتا ہے۔ دوسری جانب اس بے مثال اجتماع کا رعب و جلال، ہمیں عظیم امت مسلمہ کی حقیقت سے جو قوم و نسل اور رنگ و لسان کے تفرقوں سے بڑھ کر ہے، آشنا کرتا ہے۔ یہ متحد و ہماہنگ اجتماع، یہ زبانیں جو سب کی سب ایک ہی کلمے کا ورد کر رہی ہیں، یہ جسم و دل جو ایک ہی قبلے کی جانب رخ کئے ہوئے ہیں، یہ انسان جو دسیوں ملک و ملت کی نمائندگی کر رہے ہیں سب ایک ہی اکائی اور ایک عظیم مجموعے سے متعلق ہیں اور وہ امت مسلمہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ غفلت کے ایک طویل دور سے گزری ہے، آج کی سائنسی اور عملی پسماندگی اور سیاست وصنعت اور اقتصاد کے میدانوں میں پسماندگی ان غفلتوں کا ناگوار نتیجہ ہے اور اس وقت دنیا میں جو حیرت انگیز تبدیلی آئی ہے، یا آرہی ہے۔ اس کے ذریعے امت مسلمہ کو چاہیے کہ اپنی ماضی کی غفلتوں کی تلافی کرے اور یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ موجودہ دور کے بعض مسائل اس تلافی کے لئے ایک بنیادی اقدام کے آغاز کی نوید دے رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سامراجی دنیا، مسلمانوں کی بیداری، اتحاد اسلامی اور علم و دانش اور سیاست و ایجادات کے

میدانوں میں ہماری قوم کی پیشرفت کو اپنے عالمی غلبہ وتسلط کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ شمار کرتی ہے، اور پوری طاقت کے ساتھ اس سے نبرد آزما ہے۔ ہم مسلمان قوموں کے سامنے استعمار اور جدید سامراج کے دور کا تجربہ ہے۔ آج جدید سامراج کے دور میں ہمیں ماضی سے درس حاصل کرنا چاہیے اور ایک بار پھر طویل عرصے تک کے لئے دشمن کو اپنی تقدیر پر مسلط نہیں کرنا چاہئے، ان تلخ و تاریک زمانوں میں مسلط مغربی طاقتوں نے مسلمان قوموں اور ملکوں کو کمزور کرنے کے لئے تمام فوجی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی ہتھکنڈوں کو استعمال کیا۔ ان پر تفرقہ و اختلاف، جہالت اور غربت کو مسلط کر دیا۔ ہماری بہت سے علمی شخصیات اور دانشوروں کی فرائض سے دوری اور بہت سی سیاسی شخصیتوں کی کمزوری، کاہلی اور غفلت نے ان کی مدد کی، اور اس کا نتیجہ ہماری دولت وثروت کی لوٹ کھسوٹ، توہین اور حتی ہمارے قومی تشخص کے انکار اور ہماری خودمختاری کی تھی کی صورت میں نکلا، مسلمان قومیں روز بروز کمزور ہوگئیں اور تسلط پسند اور لٹیرے روز بروز مزید مضبوط ہوتے گئے۔ اب جبکہ انقلابیوں کی فداکاری اور دنیائے اسلام کے بعض خطوں میں قائدین کی شجاعت وصداقت کے سبب اسلامی بیداری نے لہروں کو وسعت دی اور بہت سے اسلامی ملکوں میں نوجوانوں، دانشوروں اور عوام میدان میں اتارا تو بہت سے مسلم حکمرانوں اور سیاستدانوں کے سامنے تسلط پسندوں کی غداری آشکار ہوگئی ہے، عالمی سامراج کے سرغنہ ایک بار پھر دنیائے اسلام پر اپنا تسلط مضبوط کرنے اور اسے جاری رکھنے کے لئے جدید ہتھکنڈوں کی فکر میں ہیں، جمہوریت اور انسانی حقوق کا نعرہ ان ہتھکنڈوں میں سے ایک ہے۔ آج شیطان اعظم (امریکہ) جو خود انسان کے خلاف برائیوں اور سنگدلی کا مظہر ہے انسانی حقوق کی حمایت کا علمبردار بنا ہوا ہے اور مشرق وسطی کی اقوام کو جمہوریت کی دعوت دے رہا ہے۔ امریکہ کے نقطۂ نگاہ سے ان ممالک میں جمہوریت سے مراد یہ ہے کہ ایسے پٹھو اور کٹھ پتلی عناصر سازش، رشوت، اوچھے ہتھکنڈوں اور پروپیگنڈوں کے ذریعے ظاہراً عوامی اور اندر سے امریکی ایما پر برسر اقتدار آئیں جو ناپاک سامراجی عزائم کی تکمیل کے لئے امریکہ کا آلۂ کار بن سکیں۔ ان مقاصد میں

سرفہرست اسلام پسندی کی لہروں کوختم کر کے اعلی اسلامی اقدار کوایک بار پھر پس منظر میں ڈالنا ہے۔ امریکہ اور دیگر تسلط پسند طاقتیں آج اسلامی بیداری کی تحریک کو روکنے اور ممکنہ طور پر اس کو کچلنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں لہٰذا مسلم اقوام کو آج پوری طرح آگاہ و ہوشیار رہنا چاہئے۔ علمائے کرام اور مذہبی رہنماؤں، روشن خیال دانشوروں، ادیبوں اور شاعروں،فن کاروں،نو جوانوں اور ممتاز سماجی شبہات کا فرض ہے کہ سب مل کر فہم فراست اور بروقت اقدام کے ذریعے عالمی لٹیرے امریکہ کو اس بات کی اجازت نہ دیں کہ وہ عالم اسلام میں سامراجی تسلّط کے ایک نئے دور کا آغاز کرے۔ ان غاصب طاقتوں کے جمہوریت کے نعرے قابل قبول نہیں ہیں جو برسوں تک ایشیا، افریقہ اور براعظم امریکہ میں آمر و جابر حکومتوں کی حامی رہی ہیں۔ ان لوگوں کی طرف سے تشدّد اور دہشت گردی کے خلاف جد و جہد کے دعوے نفرت انگیز ہیں جو خود صیہونی دہشت گردی کا پرچار کرتے ہیں اور عراق وافغانستان میں پر تشدّد اور خونریزی کر رہے ہیں۔ ان شیطانوں کی طرف سے شہری حقوق کی حمایت ایک نفرت انگیز اقدام اور فریب کے سوا کچھ نہیں جنہوں نے فلسطین کے مظلوم عوام پر شیرون جیسے خون آشام دہشت گرد کے جرائم کی تعریف و تمجید کے ساتھ ساتھ اس کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ گوانتانا موبے اور ابوغریب سمیت یورپ کی خفیہ جیلوں میں جرائم کا ارتکاب کرنے والوں، عراقی و فلسطینی قوموں کی تحقیر کرنے والوں اور افغانستان وعراق میں اسلام کے نام پر مسلمانوں کے خون بہانے کو جائز سمجھنے والے گروہوں کی تربیت کرنے والوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ انسانی حقوق کی بات کریں۔ امریکہ و برطانیہ کی حکومتوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو شہری حقوق کا محافظ قرار دیں، کیوں کہ وہ ملزمین کی اذیت و آزار، نیز سڑکوں پر ان کا خون بہانے کو جائز سمجھتی ہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے ہی شہریوں کی ٹیلیفون کال سننے کو بغیر کسی عدالتی حکم کے قانونی سمجھتی ہیں۔ وہ حکومتیں جنہوں نے ایٹمی اور کیمیاوی ہتھیار تیار اور استعمال کر کے عصر حاضر کی تاریخ میں ایک سیاہ باب رقم کیا ہے وہ جوہری ٹیکنالوجی کے عدم پھیلاؤ کی علمبردار نہیں بن سکتیں۔

مسلمان بہنواور بھائیو! آج دنیا خاص طور پر عالم اسلام ایک حساس دور سے گزر رہا ہے، ایک طرف سے بیداری کی لہر نے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور دوسری طرف سے امریکہ اور دیگر مستکبر وں کے مکارانہ چہروں سے فریب وریا کے پردے اتر گئے ہیں، ادھر تشخص اور کھوئی ہوئی شان وشوکت کی بازیابی کے لئے عالم اسلام کے بعض مقامات پر تحریک اٹھ رہی ہے اور عظیم مملکت اسلامی ایران میں آزاد اور مقامی سائنس وٹیکنالوجی کے ثمرات حاصل ہونے لگے ہیں اور جو خود اعتمادی سیاسی اور معاشرتی امور میں انقلابی دگرگونیوں کا باعث بنی تھی، سائنس اور تعمیر وترقی کے عمل میں بھی اس کی جھلک نظر آنے لگی ہے ۔ دوسری طرف دشمنوں کی سیاسی وعسکری صفوں میں ضعف واضمحلال پیدا ہوا ہے آج ایک طرف سے عراق، دوسری طرف سے فلسطین ولبنان میں طاقت کے بلند بانگ دعوؤں کے باوجود امریکہ اور صیہونیوں کی ناتوانی کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ امریکہ کی مشرق وسطی کی پالیسی میں ابتدا ہی میں بڑی رکاوٹیں پیدا ہوگئی ہیں اور اس پالیسی میں اس کی ناکامی، اس کے نظریہ پردازوں کے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہے ۔ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلم قومیں اور حکومتیں حالات کو پرکھتے ہوئے بڑا اور مؤثر قدم اٹھاسکتی ہیں ۔ مظلوم فلسطینی قوم کی مدد، عراق کی باشعور قوم کی حمایت اور شام ولبنان اور علاقے کے دیگر ممالک کی حفاظت ایک اجتماعی فریضہ ہے۔ اس سلسلے میں ممتاز سیاسی، دینی اور علمی شخصیات، اکابرین قوم، نوجوانوں اور دانشوروں کی ذمہ داریاں دوسرے طبقات سے زیادہ ہیں ۔ اسلامی فرقوں کے درمیان وحدت و یک جہتی اور فرقہ واریت وقومی اختلافات سے پرہیز ان کا نصب العین ہونا چاہیے ۔ سائنسی پیشرفت، سیاسی ترقی اور علمی سطح پر جدوجہد اور ان بنیادی شعبوں میں طاقت توانائی کا استعمال ان کی دعوت کی بنیاد ہونی چاہیے، عالم اسلام کو عوامی اقتدار اور انسانی حقوق کے لئے مغرب کے بار بار پامال ہونے والے غلط نسخے کی ضرورت نہیں ہے۔ عوامی اقتدار اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے اور انسانی حقوق اعلی ترین اسلامی پیغام میں شامل ہیں ۔ البتہ علم کو اس کے جاننے والوں سے جہاں سے اور جس سے ممکن ہو سیکھنا چاہیے، لیکن عالم اسلام کو کمر ہمت باندھنا

پڑے گی کہ وہ ہمیشہ طالب علم نہ رہے بلکہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نت نئی ایجادات، سائنسی تخلیق اور انکشافات کے لئے سعی وکوشش کرے۔ مغربی اقدار جو مغربی ملکوں میں اخلاقی گراوٹ، نفسانی خواہشات اور تشدد کی ترویج نیز ہم جنس پرستی اور اسی طرح کی دیگر برائیوں کو قانونی شکل دینے پر منتج ہوئی ہیں، قابل تقلید اور مثالی اقدار نہیں ہیں۔ اسلام اپنی اعلی اقدار کے ساتھ، انسانوں کی فلاح ونجات کا اعلی سرچشمہ ہے اور قوموں کی با اثر شہادت پر ان اقدار کے احیا اور ان کو فروغ دینے کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اندھی اور وحشیانہ دہشت گردی جسے آج عراق پر قابض طاقتیں اسلام اور مسلمانوں پر حملے کا وسیلہ بنائے ہوئے ہیں اور جو اس اسلامی ملک پر فوجی قبضہ جاری رکھنے کا بہانہ ہے اسلامی تعلیمات کی رو سے قابل مذمت ہے۔ ان ظالمانہ واقعات کے اصل مجرم امریکی فوجی اور امریکہ اور اسرائیل کے ادارے ہیں، عراق میں حکومت کی تشکیل کے عمل پر اثر انداز ہونے کی کوشش ان کے انتہائی ناپاک منصوبوں میں سے ہے۔

مسلمان بھائیو اور بہنو!

اللہ پر توکل قرآن مجید کے حتمی یقینی وعدے پر یقین اور اسلامی اتحاد میں استحکام ہی ، امت مسلمہ کے تمام بڑے مقاصد کی ضمانت ہے اور فریضۂ حج اللہ کے ذکر کے مفید اور مالا مال سرمائے کے ساتھ اور اس کے مناسک میں مسلمانوں کا عظیم اجتماع اس وسیع تحریک کا نقطۂ آغاز اور پہلا قدم ہوگا اور اس فریضے میں استکبار اور کفر کے سرغنوں سے گفتار اور کردار کے ذریعے بیزاری، مثالی اور اس راہ میں پہلا قدم ہوگا۔ میں آپ حجاج کے لئے نیک خواہشات کا خواہاں اور تمام مسلمانوں کے لئے امام زمانہ حضرت امام مہدی (عج) کی دعاء کا طالب ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی خامنہ ای

9 جنوری 2006

حج مادی آلودگیوں سے پاک کرتا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

موسم حج ہر سال کی مانند معنوی بشارتوں کے ساتھ آن پہنچا ہے اور عالم اسلام کے سامنے گرانبہا موقع فراہم ہوگیا ہے۔ اگر چہ بے شمار مشتاق دلوں کو اس منزل کی جانب جانے کی تڑپ ہوتی ہے لیکن جن خوش نصیبوں کی یہ آرزو پوری ہوئی ہے ایسے بے شمار لوگوں میں بہت کم ہیں اور یہ صورت حال بجائے خود اس لازوال چشمہ سے دائمی تمسک و وابستگی کا باعث ہے۔ خانۂ محبوب میں (مسلمان) بھائیوں کی سالانہ ملاقات دلوں کو ایک جانب قبلۂ کائنات اور دوسری طرف بچھڑے دوستوں سے ملا دیتی ہے اور امت اسلامیہ کے پیکر میں معنویت کے اعتبار سے بھی اور سیاسی لحاظ سے بھی نشاط و شادابی پیدا کر دیتی ہے۔

مادی آلودگیوں سے پاک ہونا، ہر مکان و مقام پر اور تمام اعمال کی ادائیگی کے وقت ایک جیسے لباس و انداز میں رہنا، خدا کو (نگاہ بصیرت سے) دیکھنا کچھ ہی دنوں کے لئے سہی لیکن انسان کے لئے ایک بہت بڑی سعادت اور بڑا کارساز توشہ راہ ہے۔ حج کے تمام آداب و مناسک اس لئے ہیں کہ فریضۂ حج بجا لانے والا اس معنوی و روحانی تجربے سے گزرے اور اس خاص لذت کو روح و دل کی گہرائیوں میں محسوس کرے۔ سیاسی لحاظ سے حج کا بنیادی نکتہ، امت اسلامیہ کے متحد تشخص کا مظاہرہ کرنا ہے۔ (مسلمان) بھائیوں کی ایک دوسرے سے دوری بدخواہوں کو موقع فراہم کرتی ہے اور اس سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و تفرقہ پنپتا ہے۔ امت اسلامیہ مختلف قوموں، نسلوں اور مذاہب کے

پیروؤں سے تشکیل پائی ہے اور روئے زمین کے حساس اور اہم علاقوں اور الگ الگ جغرافیائی خطّوں میں ان لوگوں کا آباد ہونا اورامت اسلامیہ کا یہ تنوع بھی اس عظیم پیکر کے لئے ایک مثبت اور مفید پہلو ثابت ہوسکتا ہے اوراس وسیع وعریض دنیا میں اس کی مشترکہ ثقافت، میراث اورتاریخ (امت اسلامیہ) کومزید فعال وکارآمد بنا سکتا ہے اورطرح طرح کی انسانی وفطری قابلیتوں اورصلاحیتوں کومسلمانوں کے مفادات کے لئے بروئے کار لا سکتا ہے۔مغربی سامراج نے اسلامی ملکوں میں داخل ہوتے ہی اس نکتے توجہ دی اوراس نے تفرقہ انگیزعوامل کوہوا دینے کی مسلسل کوشش شروع کردی۔

سامراجی سیاستدانوں کوبخوبی علم تھا کہ اگر عالم اسلام متحد ہوگیا تواس پرسیاسی اور اقتصادی تسلّط جمانے کا راستہ مسدود ہوجائے گا۔ بنابریں انہوں نے مسلمانوں کے درمیان اختلافات کوہوا دینے کی ہمہ جہتی اورطویل المیعادکوشش شروع کردی اوراس خبیثانہ سیاست کی آڑ میں انہوں نے لوگوں کی غفلت اور سیاسی وثقافتی زمامداروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھایااوراسلامی ملکوں پرتسلّط جمانا شروع کردیا۔

گذشتہ صدی میں اسلامی ملکوں میں حریت پسندانہ تحریکوں کی سرکوبی، ان ملکوں پرتسلّط جمانے میں سامراجی طاقتوں کی پیشقدمی، ان ملکوں میں استبدادی حکومتوں کی تشکیل یا تقویت، ان کے قدرتی ذخائر کی لوٹ کھسوٹ، انسانی وسائل کی نابودی اور نتیجے میں مسلمان قوموں کی علم وٹیکنالوجی کے قافلے سے عقب ماندگی یہ سب کچھ آپسی اختلافات اوردوری کی وجہ سے ہوا ہے جس کے نتیجے میں کبھی کبھی دشمنی، جنگ وجدل اور برادرکشی کے اندوہناک مناظر سامنے آئے ہیں۔اسلامی بیداری کے آغاز سے جس کا نقطۂ عروج ایران میں اسلامی جمہوری نظام کا قیام تھا مغربی سامراج کوسنگین خطرے کا سامنا ہوا۔

مشرق ومغرب کے سیاسی مکاتب کی شکست اورسامراجی طاقتوں کی اُن اقدار پرخط بطلان اوران کی نابودی سے جنہیں وہ انسانیت کی فلاح وبہبود کا واحد ذریعہ گردانتی تھیں مسلمان قوموں کے درمیان اسلامی بیداری کی بنیاد مضبوط ہوئی اور اس نور الٰہی کو

خاموش کرنے اور اس روشنی کو چھپانے میں استکباری طاقتوں کی پے در پے ناکامیوں نے مسلمان قوموں کے دلوں میں امید کے پودے کو مضبوط و بارور بنا دیا۔

آج کے فلسطین کو دیکھئے جہاں اس وقت ''صیہونی قبضے سے آزادی'' کے جامع اصول پر کاربند حکومت برسر اقتدار آئی ہے اور پھر ماضی میں فلسطینی قوم کی غربت، تنہائی اور ناتوانی سے اس کا موازنہ کیجئے، لبنان پر نگاہ ڈالئے جہاں کے جیالے وفدا کار مسلمانوں نے اسرائیل کی مسلّح فوج کو جسے امریکہ و مغرب اور منافق عناصر کی پوری مدد حاصل تھی شکست دی اور پھر اس کا اُس دور کے لبنان سے موازنہ کیجئے کہ جب صیہونی جب چاہتے تھے اور جہاں تک چاہتے تھے کسی مزاحمت کے بغیر درآنہ گھس آتے تھے۔

عراق پر نگاہ ڈالئے کہ جس کی غیرت مند قوم نے مغرور امریکہ کی ناک رگڑ دی اور اس فوج اور ان سیاستدانوں کو جو کبر ونخوت کے عالم میں عراق پر اپنی مالکیت کا دم بھرتے تھے سیاسی، فوجی اور اقتصادی دلدل میں پھنسا دیا اور پھر اس کا اس عراق سے موازنہ کیجئے جس کے خونخوار حاکم نے امریکہ کی پشت پناہی سے لوگوں کا جینا حرام کر رکھا تھا۔ افغانستان پر نگاہ ڈالئے کہ امریکہ اور مغرب کے تمام وعدے جہاں فریب اور جھوٹ ثابت ہوئے اور جہاں مغربی اتحادیوں کی غیر معمولی اور بے تحاشا لشکر کشی نے اس ملک کی تباہی و ویرانی اور لوگوں کو غربت زدہ بنانے، ان کا قتل عام کرنے اور منشیات کے مافیا گروہوں کو روز بروز مضبوط بنانے کے سوا اور کچھ نہیں کیا ہے اور سرانجام اسلامی ملکوں میں جوان معاشرے اور پروان چڑھتی نسل پر نگاہ ڈالئے جس میں اسلامی اقدار کا رجحان بڑھ رہا ہے اور امریکہ و مغرب سے اس کی نفرت میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔

ان تمام واقعات پر نگاہ ڈالنے سے مغربی استکباری طاقتوں اور ان میں سرفہرست امریکہ کی بدبختی اور شکست خوردہ پالیسیوں کی حقیقی تصویر کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور یہ تمام واقعات اس بات کی بشارت دے رہے ہیں کہ امت اسلامیہ متحد ہو رہی ہے۔ اس وقت امریکی حکومت، مغربی سرمایہ دارانہ نظام اور مفسد صیہونی کارندے اسلامی بیداری کی زندہ

حقیقت کو درک کر رہے ہیں اور اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہ اسلحہ وفوجی قوت اس حقیقت کے مقابلے میں کارگر نہیں ہے، اپنی تمام تر قوت وصلاحیت مکاریوں اور سیاسی شعبدہ بازیوں میں صرف کر رہے ہیں۔آج وہ دن ہے جب امت مسلمہ کو خواہ اس کے سیاسی و مذہبی رہنما ہوں یا ثقافتی شخصیات و دانشور یا پھر عوام الناس، سب کو پہلے سے زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔انہیں چاہیئے کہ دشمن کے حیلوں کو سمجھیں اور ان کا مقابلہ کریں ایک سب سے موثر حیلہ اختلافات کی آگ بھڑکانا ہے۔وہ لوگ (دشمن) پیسے اور مسلسل و بلاوقفہ کوششوں کے ذریعہ مسلمانوں کو اختلافات میں الجھانا چاہتے ہیں اور ایک بار پھر غفلتوں، نادانیوں، کج فہمیوں، اور تعصّبات سے فائدہ اٹھا کر ہمیں آپس میں لڑانا چاہتے ہیں۔

آج ہر وہ اقدام جو عالم اسلام میں تفرقہ کا باعث ہو، تاریخی گناہ ہے۔وہ لوگ جو دشمنانہ طریقے سے مسلمانوں کے ایک عظیم گروہ کو بے بنیاد بہانوں سے کافر قرار دے رہے ہیں، وہ لوگ جو باطل گمان وخیالات کی بنیاد پر مسلمانوں کے کچھ فرقوں کے مقدسات اور مذہبی مقامات کی اہانت کر رہے ہیں، وہ لوگ جو لبنان کے جانباز جوانوں کی پیٹھ میں جو امت اسلامیہ کی سربلندی کا باعث بنے ہیں خنجر گھونپ رہے ہیں، وہ لوگ جو امریکہ اور صیہونیوں کی خوشامد کے لئے ہلال شیعی یا شیعہ بیلٹ کے نام سے موہوم خطرے کی باتیں کر رہے ہیں، وہ لوگ جو عراق میں عوامی اور مسلمان حکومت کو ناکام بنانے کے لئے اس ملک میں بدامنی اور برادرکشی کو ہوا دے رہے ہیں، وہ لوگ جو حماس کی حکومت پر جو ملّت فلسطین کی محبوب اور منتخب حکومت ہے ہر طرف سے دباؤ ڈال رہے ہیں خواہ جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں ایسے مجرم شمار ہوتے ہیں کہ تاریخ اسلام اور آئندہ نسلیں ان سے نفرت کریں گی اور انہیں غدار دشمنوں کا پٹھو سمجھیں گی۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ عالم اسلام کی حقارت و پسماندگی کا دور ختم ہو چکا ہے اور اب نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے یہ خیال باطل کہ مسلمان ملکوں کو ہمیشہ مغرب کے سیاسی وثقافتی اقتدار کے پنجہ میں اسیر رہنا ہے اور انفرادی و اجتماعی افکار و گفتار

وکردار میں مغرب کی ہی تقلید و پیروی کرنا ہے اب خود مغرب والوں کے ہاتھوں اوراس کے غرور وطغیان وانتہا پسندی کے نتیجے میں مسلمان قوموں کے ذہنوں سے مس ہو چکا ہے۔

مغرب خاص طور پر امریکہ کی سر پرستی میں آنے کے بعد کھلم کھلا ظلم وستم، غیر منطقی اقدامات اور بے حد وحساب غرور وتکبر کی وجہ سے عالم اسلام میں اقدار دشمن عنصر میں تبدیل ہوگیا ہے۔ فلسطینی عوام سے مغربی ملکوں کا سلوک اوراس کے مقابلے میں خونخوار صیہونی حکومت کے ساتھ ان کا رویہ، ایٹمی ہتھیار رکھنے پر مبنی صیہونی حکومت کے اعتراف کے مقابلے میں ان کا موقف اور دوسری طرف پرامن مقاصد کے لئے ایٹمی توانائی سے استفادے کے ایران کے حق کے خلاف ان کا موقف، لبنان پر فوجی حملے کے لئے ان کی حمایت اور جارحیت کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے ان کی اسلحہ جاتی اور سیاسی امداد اور دوسری طرف اپنا دفاع کرنے والے لبنانی جانبازوں سے ان کی دشمنی عرب حکومتوں سے ان کی مسلسل و دائمی سودے بازی و (بلیک میلنگ) اور دوسری طرف صیہونی حکومت کے ذریعے خود مغرب کا بلیک میل ہونا، اسلامی مقدسات کی اہانت کرنے والوں حتی اس دین الہٰی کی شان میں پوپ جیسے مغرب کے اعلی ترین عہدیداروں کی کھلی اہانت وافترا پردازی کی حمایت اور دوسری طرف ہولوکاسٹ اور صیہونیت کے بارے میں تحقیق اور شک وشبے کو جرم شمار کیا جانا، ڈیموکریسی کے نام پر عراق وافغانستان میں قتل عام، تباہی وویرانی اورفوجی حملہ اور دوسری طرف فلسطین وعراق و لاطینی امریکہ میں منتخب جمہوری حکومتوں یا جہاں کہیں بھی امریکہ اورصیہونیزم کے آلہ کار اقتدار میں نہ آئے ہوں ان حکومتوں کے خلاف سازشیں کرنا، دہشت گردی کے خلاف جنگ کا ڈھنڈورا پیٹنا اور دوسری طرف عراق اور دوسری جگہوں کے دہشت گردوں سے خفیہ ساز باز اور حتی ان کی مدد کرنا، ان نامعقول اور دشمنانہ حرکتوں اور اقدامات نے مسلمان قوموں پر حجت تمام کردی ہے اور اسلامی بیداری میں مدد دی ہے۔

آج خواہ وہ چاہیں یا نہ چاہیں دنیائے اسلام میں گہری اور مضبوط تحریک کا آغاز

ہو چکا ہے اور یہی وہ تحریک و بیداری ہے جو اپنے مناسب وقت پر امت اسلامیہ کی آزادی، سربلندی اور حیات نو پر منتج ہوگی۔

یہ ایک فیصلہ کن تاریخی مرحلہ ہے۔ اس مرحلے میں علماء، دانشوروں اور روشن خیال لوگوں کے کاندھوں پر سنگین ذمہ داری عائد ہوئی ہے۔ ان لوگوں کی طرف سے ہر طرح کی کمزوری، سست روی، کوتاہی اور خودغرضی سے ایک المیہ بپا ہوسکتا ہے۔ مذہب کے نام پر اختلافات کو ہوا دئے جانے کی کوششوں کے مقابلے میں علماء دین کو خاموش نہیں بیٹھنا چاہئے۔ روشن خیال لوگوں کو جوانوں کے اندر امید کی روح پھونکنے میں کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ سیاستدانوں اور حکام پر ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عوام کو میدان میں موجود رہنے کی تلقین کرتے رہیں اور عوام پر بھروسہ کریں! اسلامی حکومتیں اپنی صفوں میں اتحاد کو مضبوط بنائیں اور تسلّط پسندوں کی دھمکیوں کے مقابلے میں اس حقیقی قوت سے استفادہ کریں۔ آج امریکہ اور برطانیہ کی جاسوسی تنظیمیں عراق میں، لبنان میں، شمالی افریقہ کے ملکوں میں جہاں جہاں ان کی رسائی ہوسکتی ہے، پوری قوت کے ساتھ مذہبی اختلاف کے جراثیم پھیلا رہی ہیں۔ حج کے اجتماع کو ہمیں اس مہلک بیماری سے محفوظ رکھنا چاہئے اور آیہ شریفہ

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۴۶

اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ کمزور پڑ جاؤ اور تمھاری ہوا بگڑ جائے اور صبر کرو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ [1]

اس آیت کو مسلسل اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ آج مشرکین سے برائت و بیزاری تمام مسلمان قوموں کی قلبی اور فطری آواز ہے۔ موسم حج وہ تنہا موقع ہے جب یہ آواز ان تمام قوموں کی جانب سے فلک شگاف نعرے کی شکل اختیار کرسکتی ہے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھئے

---

[1] سورۂ انفال: ۴۶

اور امت مسلمہ کے لئے دعا اور مہدی موعود سلام اللہ علیہ وعجل اللہ فرجہ کے ظہور میں تعجیل کی دعا کے ساتھ اس بحر نا پیدا کنار میں اپنے پورے وجود کو غوطہ زن کیجئے اور گناہوں کو دھوڈالئے۔

آپ سب کے لئے کامیابی، خوش بختی اور حج کی مقبولیت کے لئے دعا گوہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سید علی خامنہ ای

مطابق 24 دسمبر 2006

حاجیوں کے لئے پہلا قدم خودسازی ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
یٰقَوۡمَنَاۤ اَجِیۡبُوۡا دَاعِیَ اللّٰہِ وَاٰمِنُوۡا بِہٖ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَیُجِرۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۳۱﴾

اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لے آؤ تا کہ اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دے اور تمہیں درد ناک عذاب سے پناہ دے۔ [1]

الٰہی دعوت قبول کرنے والوں لبیک کہنے اور ہرولہ کرنے والوں نے ایک بار پھر خود کو اپنے محبوب کے گھر پہنچا دیا ہے۔ حج کا موسم آ پہنچا ہے اور صفا و معنویت کے دلدادہ لوگوں کے لئے شوق اور آرزوؤں کے منظر کھل گئے ہیں۔ خدا کا گھر اور دلوں کا قبلہ آپ کے سامنے ہے۔ ذکر و معرفت کے چشمے جاری کرنے کے لئے عرفات و مشعر آراستہ ہیں۔ منیٰ و صفا قرب الٰہی حاصل کرنے اور شیطان پر کنکریاں مارنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ توحید اور اتحاد و یکجہتی کے شفاف چشمے سے سیراب ہو کر اپنا کردار سدھارنے کا موقع آ پہنچا ہے۔ احرام باندھتے وقت آپ نے جو صدائے لبیک اپنی زبان پر جاری کی ہے، اسے اپنے دل میں اتارئے اور اپنے محبوب کے حریم کی طرف سفر کی آپ نے جو دعوت قبول کی ہے، اس میں حج کے معنی و مقصد پر غور کر کے اس عبادت سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی کوشش کیجئے۔

---

[1] سورۂ الاحقاف: ۳۱

فریضۂ حج جب معرفت وآ گاہی کے ساتھ بجالایا جائے تو حج کرنے والے مسلمانوں اور امت مسلمہ کو فائدہ پہنچاتا ہے، حاجی کو صفاو پاکیزگی اور معنویت کی طرف لے جاتا ہے اور اُمّت کو اتحاد و یکجہتی اور عظمت وشوکت سے نزدیک کرتا ہے۔ حاجیوں کے لئے پہلا قدم خودسازی ہے۔ احرام، طواف، نماز، مشعر، عرفات، منٰی، قربانی، رمی (شیطان کو کنکریاں مارنا) اورحلق (سرمنڈانا) یہ سب کے سب خدا کے روبرو انسان کی انکساری، خشوع وفروتنی اور ذکر وگریہ وزاری اور تقرب الٰہی کے جلوے ہیں۔ ان پُرمعنی مناسک واعمال کو غفلت کے ساتھ انجام نہ دیجئے۔ حج کا مسافر اِن تمام اعمال میں خود کو اپنے محبوب کے ساتھ تنہا دیکھے۔ اس سے روزانہ راز و نیاز کرے، اس سے حاجت طلب کرے اور اسی سے لو لگائے۔ شیطانی اور نفسانی خواہشات کو دل سے نکال دے اورحرص وحسد، بزدلی اور نفسانی خواہشات کو خود سے دور کردے۔ اپنی ہدایت اور اس کی عطا کردہ نعمتوں پر خدا کا شکرادا کرے۔ دل کو خدا کی راہ میں جہاد کے لئے آمادہ کرے، مؤمنوں سے پیار ومحبت نیز عناد رکھنے والوں اور حق کے دشمنوں سے دشمنی کو اپنے دل میں جگہ دے۔ اپنی اور اپنے اردگرد کی دنیا کی اصلاح کے لئے مصمّم عزم کرلے اور دنیا وآخرت کی آبادی کے لئے اپنے خدا سے عہد و پیمان کرے۔ حج ایک گروہی واجتماعی کام ہے۔ حج کی الٰہی دعوت اس لئے ہے کہ مؤمنین خود کو ایک دوسرے کے نزدیک دیکھیں اور مسلمانوں کے اتحاد کا مجسم نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ حج اجتماعی طور سے خدا کا قرب حاصل کرنے اور شیاطین انس وجن سے برأت و بیزاری کا اظہار کرنے کے لئے ہے۔ یہ امتِ مسلمہ کے اتحاد ویکجہتی کی مشق ہے اور امتِ مسلمہ کو آج سے زیادہ اس باہمی بھائی چارے اور مشرکین سے کھلم کھلا برأت و بیزاری کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ آج عالم اسلام سائنسی، اقتصادی، تشہیراتی اور اب فوجی محاصرے میں ہے۔ قدس اور فلسطین پر قبضہ، عراق اور افغانستان پر قبضے کی شکل میں آگے بڑھا ہے۔ صیہونزم کا آکٹوپس اور بےشرم اور نفرت انگیز امریکی سامراج، دونوں آج پورے مشرق وسطی، شمالی افریقہ اور پورے عالم اسلام کے خلاف سازشوں میں

مصروف ہیں اور بیداری کی اس لہر کو جس نے امتِ مسلمہ کے جسم میں ایک نئی جان ڈال دی ہے، اپنی معاندانہ اور انتقامی کاروائیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ آج امریکہ سمیت مغرب کی مستکبر طاقتیں اس نتیجے پر پہنچی ہیں کہ دنیا پر قابض ہونے پر مبنی اُن کے عزائم کے خلاف بیداری اور استقامت کے مراکز، مسلم اقوام وممالک خاص طور پر مشرقِ وسطیٰ میں ہیں اور اگر وہ اقتصادی، سیاسی، تشہیراتی اور بالآخر عسکری ہتھکنڈوں کے ذریعے آئندہ چند برسوں کے دوران اسلامی بیداری کی تحریک کا راستہ روک کر اس کو کچلنے میں کامیاب نہ ہوئیں تو دنیا پر حاکمیت اور تیل اور گیس کے عظیم ذخائر پر قبضے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا، جو اُن کی صنعتی مشینری کو فعّال رکھنے اور پوری انسانیت پر برتری حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہیں۔

اس طرح بڑے بڑے مغربی اور صیہونی سرمایہ دار جن کے ہاتھوں میں پسِ پردہ سامراجی حکومتوں کی باگ ڈور ہے اپنی جابرانہ طاقت کھودیں گے۔ استکبار اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ میدان میں آ گیا ہے۔ ایک جگہ سیاسی دباؤ، ایک جگہ اقتصادی ناکہ بندی کی دھمکی، کسی اور جگہ تشہیراتی فریب اور دوسرے مقامات مثلاً عراق اور افغانستان اور اس سے پہلے فلسطین اور بیت المقدس میں بموں، میزائیلوں، ٹینکوں اور فوجوں کے ذریعے فیصلہ کن جنگ کے لئے اترا ہے۔ ان آدم خور درندوں کا سب سے اہم ہتھیار نفاق اور فریب کی نقاب ہے جسے انہوں نے اپنے چہروں پر ڈال رکھا ہے۔ یہ لوگ دہشت گرد گروہ تیار کرتے اور انہیں اسلحوں سے لیس کر کے بے گناہوں کی جان لینے کے لئے روانہ کرتے ہیں اور خود دہشت گردی سے مقابلے کا دم بھرتے ہیں۔ اس دہشت گرد اور سفّاک حکومت کی کھل کر حمایت کرتے ہیں جس نے فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے اور جاں بلب فلسطینیوں کا دفاع کرنے والوں کو دہشت گرد کہتے ہیں۔ مہلک ایٹمی، کیمیاوی اور جراثیمی اسلحے بناتے ہیں، انہیں تقسیم اور استعمال کرتے ہیں اور ان کے ذریعے ہیروشیما، اور ایران عراق جنگ کے دوران ایران کے دفاعی محاذوں پر قیامت ڈھاتے ہیں۔ ساتھ ہی مہلک ہتھیاروں پر کنٹرول کا نعرہ لگاتے ہیں۔ یہ لوگ خود منشیات کے مافیا کی پشت پر ہیں اور منشیات سے

مقابلے کا دم بھرتے ہیں۔ یہ لوگ علمی رجحان اور سائنس کی عالمی حیثیت کی نمائش کرتے ہیں، ساتھ ہی عالمِ اسلام کی علمی و سائنسی ترقی کا مقابلہ کرتے ہیں اور اس پر روک لگاتے اور اسلامی ممالک میں صلح آمیز ایٹمی ترقی کو بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔ وہ اقلیتوں کی آزادی اور ان کے حقوق کا دم بھرتے ہیں ساتھ ہی مسلمان لڑکیوں سے اسلامی حجاب کی پابندی کے جرم میں تعلیم کا حق چھین لیتے ہیں۔ آزادی بیان اور آزادی عقیدہ کا نعرہ تو لگاتے ہیں لیکن صیہونزم کے سلسلے میں کسی نظریئے کے اظہار کو جرم سمجھتے ہیں اور بہت سے قیمتی فکری و قلمی اسلامی نسخے نیز تہران کے امریکی سفارت خانہ (جاسوسی کے اڈے) کی دستاویزات کو امریکہ میں شائع نہیں ہونے دیتے ہیں۔ انسانی حقوق کی آواز اٹھاتے ہیں، لیکن گوانتانامو اور ابوغریب جیسی دسیوں شکنجہ گاہیں قائم کرتے ہیں یا ایسے کم نظیر بھیانک واقعات پر رضامندانہ خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ یہ لوگ تمام مذاہب کے احترام کی بات تو کرتے ہیں لیکن سلمان رشدی جیسے مرتد مہدورالدم (جس کا خون بہانا جائز ہے) کی حمایت کرتے ہیں اور برطانیہ کے سرکاری ریڈیو سے اسلامی مقدسات کے خلاف کفر آمیز باتیں نشر ہوتی ہیں۔ آج امریکی اور برطانوی حکام کی گستاخی اور بے حیائی کی وجہ سے ان کے چہروں پر پڑا ہوا دھوکے اور نفاق کا پردہ چاک ہو چکا ہے اور مستکبروں کی نفرت خود ان کے اپنے ہاتھوں مسلمان قوموں اور جوانوں کے دلوں میں بھر چکی ہے۔ آج جس اسلامی ملک میں بھی آزادانہ انتخابات ہوں، قومیں امریکہ اور برطانیہ کی آرزوؤں اور تقاضوں کے خلاف ووٹ دیں گی۔ اس وقت عراق کے انتخابات ہمارے سامنے ہیں، عراقی قوم اور اس کے حقیقی رہنما غاصب طاقتوں کے خلاف ہیں۔ عراق کے رہنما اور عوام انتخابات کو عوامی حکومت اور عوامی ارادہ پر مبنی خودمختار، متحد اور آزاد عراق کے لئے چاہتے ہیں۔ ان کی نظر میں انتخابات کو امریکہ کے فوجی قبضے اور سیاسی تسلط کے خاتمہ کی شکل میں تمام ہونا چاہئے۔ ان انتخابات کو صہیونیوں کی فتنہ انگیز موجودگی، جو امریکی اسلحوں کے سایہ میں فرات کے کنارے تک پہنچ گئے ہیں اور ''نیل سے فرات تک'' کے خواب پریشاں کی ناقص تعبیر پوری

ہوتے دیکھنے لگے ہیں ان کے خاتمہ پر تمام ہونا چاہئے۔ان انتخابات کے ذریعے ان کے درمیان فرقہ واریت اور نسلی کدورتوں کو دور کر کے ان میں اتحاد واخوت پیدا کی جائے جو زیادہ تر مشترکہ دشمن کے ہاتھوں پھیلائی گئی ہیں لیکن یہی انتخابات قابض دشمنوں کے خیال میں ایک اور ہی مقصد رکھتے ہیں۔وہ چاہتے ہیں کہ عوامی انتخابات کے نام سے اپنے ان کارندوں کو عوام پر مسلط کریں جو بعث پارٹی سے سابقہ وابستگی کی بنا پر قابض طاقتوں کے آگے ذلیل اور رام ہیں۔وہ چاہتے ہیں کہ عراق میں اپنی فوجی موجودگی کا خرچ اپنی گردن سے اتار کر ان کارندوں کے کاندھوں پر ڈال دیں اور جو کچھ خرچ ہوا ہے، عراقی قوم کے خزانے اور عراق کے تیل کے ذریعہ پورا کریں۔وہ لوگ استعمار کو بالکل نئی شکل میں عراق میں قائم کرنا چاہتے ہیں، جدید ترین سامراجی دور میں دشمن کے کارندے ماضی کی طرح براہ راست استعماریوں کے ہاتھوں معین نہیں کئے جاتے بلکہ انتخابات کے نام پر ایسے لوگ برسر اقتدار لائے جاتے ہیں جو بظاہر جمہوریت کا دم بھرتے ہیں لیکن بباطن وہ مظلوم عوام پر اغیار اور بیرونی دشمنوں کی مطلق العنان حاکمیت کی راہ ہموار کرتے ہیں، اس وقت عراقی انتخابات کو دو خطرے درپیش ہیں۔ایک عوامی ووٹ کو جعل اور جابجا کرنا کہ امریکی اس کام میں ماہر ہیں۔اگر عراق کے اہم افراد، سیاسی شخصیات اور پڑھے لکھے جوان ہمت اور شب و روز کی محنت سے کام لیں اور اس طرح کی جعل سازی کو روکیں اور ایک عوامی ومنتخب حکومت برسر کار لائیں تو اس وقت دوسرا خطرہ یہ ہوگا کہ فوجی بغاوت کے ذریعے ایک اور آمر عراق پر مسلط کردیا جائے۔یہ خطرہ بھی عراق کے غیور ومومن عوام اور اس کے حقیقی ومحترم قائدین کی ہوشیاری، موقع شناسی اور شجاعت سے دفع ہوسکتا ہے۔یہ افراد اس تاریخی اور حسّاس وقت میں جس سے ان کے مستقبل کے دسیوں سال وابستہ ہیں، ایمان، شجاعت اور قومی یکجہتی سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔وسیع پیمانہ پر شفاف اور پر جوش انتخابات منعقد کریں اور اس کے نتائج کی پوری طاقت سے حفاظت کریں۔شیعہ سنی، عرب وکرد یا ترک کا اختلاف اسی طرح دوسری تفرقہ انگیز گروہ بندیاں صرف دشمنوں کے ذریعے کی جاتی ہیں۔جیسا کہ ناامنی جو

ہمیشہ آمریت کے وجود میں آنے کا مقدمہ بنتی ہے دشمن کی خفیہ ایجنسیوں کے ذریعہ پھیلائی جاتی ہے۔ جو لوگ ظالمانہ وسفا کانہ دہشت گردی کے ذریعے عراقی شہریوں اور علمی وسیاسی شخصیتوں کو نشانہ بناتے ہیں، وہ ہرگز ان مجاہدوں کے زمرے میں شمار نہیں ہو سکتے جو اسلام کی شان وشوکت اور خودمختاری وآزادی کی راہ میں جارح اور ظالم دشمنوں سے لڑ رہے ہیں۔

اے حج ادا کرنے والے بھائیو اور بہنو! اے مسلمان قومو اور حکومتو! آج دنیائے اسلام کو اتحاد ویکجہتی اور قرآن سے تمسّک ووابستگی کی ہمیشہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ دوسری طرف ترقی وپیشرفت اور عظمت وسربلندی کے لئے عالم اسلام کی توانائیاں پہلے سے زیادہ آشکار ہو چکی ہیں اور امت مسلمہ کی عظمت وبزرگی آج پورے عالم اسلام کے جوانوں اور اہل علم افراد کی خواہش وآرزو بن گئی ہے۔ مستکبروں کے منافقانہ نعرے اپنا بھرم کھو چکے ہیں اور امتِ مسلمہ کے لئے ان کے ناپاک عزائم رفتہ رفتہ آشکار ہوتے جا رہے ہیں۔ دوسری جانب یہ استکباری آدم خور جو پوری دنیا پر حاکمیت کا سودا اپنے سر میں پال رہے ہیں، امت مسلمہ کی بیداری اور اتحاد سے خوفزدہ ہیں اور اسے اپنے تباہ کن ارادوں کے آگے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں نیز اس سے آگے بڑھ جانے اور اسے روکنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ آج ہر میدان میں اور ہر فتنے کے مقابل عملی اقدام اور اخوت وبرادری کا دن ہے۔ حضرت مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی حکومت کے لئے زمین ہموار کرنے کا دن ہے۔ ہر میدان میں دعوت الٰہی پر لبیک کہنے کا دن ہے۔ وہ دن ہے کہ ہمیں ایک بار پھر قرآنی آیتوں

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ [۱]

اور

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا [۲]

اور

---

[۱] سورۂ الحجرات: ۱۰

[۲] سورۂ النساء: ۹۶

اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ [1]

ان تمام آیات کو اپنے دلوں میں دہرانا چاہیئے۔ چاہے نجف، فلوجہ اور موصل پر بمباری ہو یا بحر ہند کا سمندری زلزلہ جس نے دسیوں ہزار خاندانوں کو غمزدہ کر دیا، عراق و افغانستان پر دشمنوں کا فوجی قبضہ ہو یا فلسطین کے ہر روز کے خونیں سانحے، ان سب کے سلسلے میں ہمیں فریضۂ الٰہی کو اپنے کاندھوں پر محسوس کرنا چاہیئے۔ ہم مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ اتحاد عیسائیوں یا دیگر تمام ادیان اور قوموں کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ اتحاد جارح طاقتوں، تسلط جمانے اور جنگ بھڑکانے والوں کے خلاف ہے۔ یہ اتحاد اخلاق و معنویت کو فروغ دینے، اسلامی عدل و انصاف اور عقلانیت کو زندہ کرنے نیز سائنسی اور اقتصادی ترقی اور اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لئے ہے۔ ہم دنیا والوں کو یاد دلاتے ہیں کہ جب بیت المقدس خلفائے راشدین کے زمانہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھا تو عیسائی اور یہودی پورے امن و سکون کے ساتھ رہتے تھے لیکن اس وقت جبکہ بیت المقدس اور دوسرے مراکز صیہونیوں یا صلیبی صیہونیوں کے قبضہ میں ہیں مسلمانوں کا خون بہانا کیوں جائز تصور کیا جا رہا ہے؟ ہم حج ادا کرنے والے محترم افراد کو خشوع، ذکر خدا، توبہ و استغفار، تدبر اور توجہ کے ساتھ قرآن کی تلاوت، نماز جماعت میں شرکت، دوسرے ملکوں کے حاجیوں کے ساتھ پیار و محبت اسی طرح تضییع وقت سے پرہیز کی دعوت دیتے ہیں۔ خدائے متعال سے آپ سب کی کامیابی، عافیت و سلامتی اور عبادات کی قبولیت کے دعا گو ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

السید علی الخامنہ ای

14 جنوری 2005

[1] سورۂ الفتح: ۲۹

شکست وزوال باطل کا مقدّر ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امّت مسلمہ نے ایک بار پھر اپنا عظیم الشان سالانہ اجتماع منعقد کیا ہے اور اس ندائے الٰہی پر شاندار طریقے سے لبیک کہا ہے:

وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ

اور لوگوں کو حج کی طرف بلاؤ

یہ بے مثال فریضہ بھی دیگر الٰہی فرائض کی طرح رحمتوں کا خزانہ ہے جس کے دروازے اپنے مقرّرہ وقت پر بندوں کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان کے لئے خداوند عالم کے فیض و برکت کے بحر بیکراں سے سیرابی کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔

حج اس لحاظ سے ایک منفرد اور بے مثال فریضہ ہے کہ اس کی ادائیگی کے دوران دل و جان کو جلا حاصل ہوتی اور ہر ایک حاجی اپنی توانائی اور گنجائش کے مطابق اس باران رحمت سے مستفیض ہوسکتا ہے۔

اس کے علاوہ ان ایام میں اتحاد و یکجہتی، جرات و بہادری اور بیداری و آگہی کے ذریعے امت مسلمہ کا اجتماعی تشخص بھی زیادہ اجاگر ہوکر سامنے آتا ہے جو مختلف قوموں، نسلوں، خطوں اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے افراد سے مل کر تشکیل پائی ہے اور یہی آج کی دنیا کا اہم ترین تقاضہ ہے۔

عالم اسلام طویل عرصے تک جمود اور خواب غفلت کا شکار رہا جو اس کے لئے

نقصان دہ ثابت ہوااور بالآخر اغیار کی سیاسی اور علمی بالادستی پر منتج ہوااور جس کی وجہ سے اس (عالم اسلام) کے مادی اور انسانی ذخائر دشمنوں کی ترقی و پیشرفت اور عزت وعظمت اور تسلّط کے استحکام میں استعمال کئے گئے لیکن اب وہ (عالم اسلام) بیدار ہو چکا ہے اور آہستہ آہستہ غارت گروں اور لیٹروں کے سامنے صف آرا ہو رہا ہے۔

اسلامی بیداری کی ہوا کے جھونکے عالم اسلام میں حرکت پیدا کر رہے ہیں اور علمی میدان میں اسلام کی کارکردگی کے مطالبے سنجیدگی سے کئے جا رہے ہیں۔ اسلام کے سیاسی پہلو کو اہل نظر کے نزدیک ایک اہم مقام حاصل ہو چکا ہے اور ان کے سامنے ایک روشن اور امید افزا افق نمودار ہوا ہے۔

سوشلزم اور مارکسزم جیسے بیرونی متنازعہ نظریات کی ناکامی اور بالخصوص لبرل ازم پر مبنی مغربی جمہوریت کے مکروفریب کا بھانڈا پھوٹنے کے بعد، اسلام کا انصاف ومساوات اور حریت وآزادی پر مبنی چہرہ ہر دور سے زیادہ نمایاں ہوااور یہ ایسے واحد مکتب فکر کے طور پر نمودار ہوا ہے جو عدل و انصاف اور آزادی وحریت کے متوالوں کی امنگوں کے مطابق ہونے کے علاوہ اہل فکرونظر کے معیارات پر بھی کھرا اتر سکتا ہے۔

بڑی تعداد میں اسلامی مما لک کے نوجوان اور بلند ہمت افراد اسلام کے نام پر اور عدل و انصاف پر مبنی اسلامی حکومت کی آرزوئیں لئے ہوئے سیاسی، سماجی اور علمی میدانوں میں جد وجہد کرنے لگے ہیں اور اپنے معاشروں میں غیر ملکی سامراجی طاقتوں کے ظلم وتسلط کے خلاف استقامت وثابت قدمی کے عزم وارادے کی تقویت کر رہے ہیں۔

عالم اسلام کے مختلف علاقوں میں جن میں مظلوم ملک فلسطین سرفہرست ہے، بہت سے مرد وزن اسلام کے پرچم تلے، خودمختاری اور سربلندی وآزادی کے نعرے لگاتے ہوئے آئے دن زندۂ جاوید رزمیہ داستانیں رقم کر رہے ہیں اور دنیا پرست سامراجی طاقتوں کو اپنی جرات و بہادری سے قعر مذلت میں پہنچا رہے ہیں۔

جی ہاں! اسلامی بیداری کی لہر نے سامراج کے اندازوں پر خط بطلان کھینچ دیا

ہے، اور سامراجیوں کے وضع کردہ توازن کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

دوسری طرف سیاست اور سائنس کے میدانوں میں اسلام کے زریں اصولوں اور جدید ٹیکنالوجی کی بنیاد پر جدید اسلامی نظریات اور ان کے ارتقا نے عملی طور ثابت کر دیا ہے کہ اسلام ایک زندہ جاوید نظریہ حیات ہے جو عالم اسلام کے اہل نظر اور روشن فکر افراد کے لئے راہیں وضع اور مقرر کر سکتا ہے۔

کل کی استعماری اور آج کی سامراجی طاقتیں جو اپنی مکارانہ پالیسیوں کے ذریعے اسلامی معاشروں کو ایک طرف جمود و رجعت پسندی اور دوسری جانب غلامی اور اغیار کی نظریاتی تقلید کے درمیان الجھا کر رکھنا چاہتی تھیں، آج وہ خود اسلامی فکر کے اس ارتقائی عمل کے سامنے بے بس نظر آ رہی ہیں۔

عالم اسلام میں نئے افکار و نظریات پروان چڑھ رہے ہیں، ان میں بہت زیادہ فعالیت اور سعی و کوشش نظر آ رہی ہے۔ لوگ ایمان اور نیک اعمال کی طرف راغب ہو رہے ہیں اور یہ ایک بابرکت تبدیلی ہے جس نے سامراجی طاقتوں کے مراکز کو لرزہ براندام کر دیا ہے۔

امّت مسلمہ کو چاہئے کہ اپنے آپ کو استعماری طاقتوں کے مراکز کی طرف سے در پیش خطرات کا سامنا کرنے کے لئے آمادہ کرے جو وہ (استعماری طاقتیں) غم و غصہ اور شر پسندی کی عادت کے تحت اس عظیم تبدیلی کے ردعمل کے طور پر پیدا کر رہی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حق و باطل کے معرکے میں، بالآخر حق کو ہی فتح ہوتی اور شکست و زوال باطل کا مقدّر بنتا ہے، لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ حق کی راہ میں لڑنے والے اپنی مادّی اور روحانی توانائیوں کو صحیح طریقے پر بروئے کار لائیں اور عقلمندی و پامردی، توکل بر خدا و شجاعانہ ثابت قدمی اور امید و اعتماد نفس کے ساتھ پہلے صحیح راستے کا انتخاب کریں پھر اس پر گامزن ہو جائیں۔

اس صورت میں خدا کی نصرت و مدد کے وہ مستحق ہوں گے جیسا قرآن میں وعدہ کیا گیا ہے۔

صیہونزم کا سرطانی جال اور امریکی حکام کا شیطانی اور جنگ پسند ٹولہ جو آج سامراجیت کا خطرناک ترین اور سب سے بڑا جتھہ شمار ہوتا ہے، مختلف طریقوں سے امت مسلمہ کے خلاف برسر پیکار ہے۔ نفسیاتی و تشہیراتی جنگ سے لے کر معاشی جدال تک، معاندانہ سیاسی اقدامات سے لے کر تشدد، قتل اور فوجی یلغار تک، وہ صرف اور صرف اپنے ناجائز مفادات کے درپے ہیں اور اس راہ میں کسی بھی جرم سے دریغ نہیں کرتے۔

فلسطین میں غاصب صیہونیوں کے ہولناک جرائم پر سرسری نظر جو حکومت امریکہ کے تعاون سے انجام پا رہے ہیں نیز عراق اور افغانستان میں غاصبوں کے وحشیانہ سلوک کا جائزہ ان لوگوں کی شقاوت و بربریت کو آشکارا کر دیتا ہے جو دنیا میں انسانی حقوق، ڈیموکریسی اور آزادی کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو دہشت گردی کے خلاف جد و جہد کی آڑ میں بدترین قتل و غارتگری کا ارتکاب کر رہے ہیں اور قوموں کو آزادی دلانے کے بہانے ان کو اپنی آمریت اور لوٹ مار کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

امریکا علی الاعلان مختلف ملکوں پر چڑھائی اور قوموں کے خلاف جارحیت میں خود کو حق بجانب تصور کرتا ہے۔ صیہونی حکومت نہایت ڈھٹائی کے ساتھ فلسطینی رہنماؤں کو قتل کی دھمکیاں دے رہی ہے۔ صیہونی، فلسطین کے اندر پیر و جواں، مرد و زن اور بچوں کا خون بہا رہے ہیں اور ان کے گھروں کو مسمار کر رہے ہیں۔ امریکا اور برطانیہ عراق کے اندر نہتے مظاہرین پر حملے کر رہے ہیں، لوگوں کے گھروں اور ان کے خیموں اور چاردیواری کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے اور ابھی ان کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلے خاموش نہیں ہوئے ہیں کہ عالم اسلام کو ایک اور جنگ کی نوید سنائی جا رہی ہے۔

ان کا یہ اشتعال انگیز رویہ ان کی طاقت اور خود اعتمادی سے زیادہ ان کی سراسیمگی اور خوف و ہراس کا نتیجہ ہے۔ وہ اسلامی بیداری کا احساس کر رہے ہیں اور اسلام کی سیاسی تعلیمات کے فروغ اور اسلام کی حاکمیت سے اپنے لئے سخت خطرہ محسوس کر رہے ہیں، وہ اس دن سے ڈر رہے ہیں جب امت مسلمہ متحد ہو کر اٹھ کھڑی ہوگی۔ اس روز ملت اسلامیہ

اپنے قدرتی وسایل اور عظیم تاریخی ثقافتی ورثے، اپنی وسیع وعریض جغرافیائی قلمرو اور بے پناہ افرادی قوت کے ذریعے تسلط پسند طاقتوں کو جنہوں نے دوسو سال تک اس کا خون چوسا اور اس کی عزت و وقار کو مجروح کیا جارحیت وسرکشی بند کرنے پر مجبور کر دے گی۔ آج دنیاے اسلام کی سیاسی ونظریاتی شخصیات پر ایک اہم فریضہ عائد ہوتا ہے۔

مسلمان مفکروں کو اسلام کے حریت پسندی کے پیغام کو قابل فہم اور مناسب طریقے سے لوگوں کے مختلف طبقات تک پہنچانا چاہئے، انہیں مسلمان قوموں کے اسلامی تشخص کو صحیح طور سے بیان کرنا چاہئے نیز انسانی حقوق، آزادی، جمہوریت، حقوق نسواں، بد عنوانی کے خلاف اقدام، امتیازی سلوک کے خاتمے، غربت وافلاس اور علمی پسماندگی کے خلاف جدوجہد جیسے موضوعات سے متعلق اسلام کی روشن تعلیمات سے نوجوان نسل کو آگاہ کرنا چاہئے اور لوگوں کو دہشت گردی اور عام تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے خلاف جنگ کے دعوؤں کے پس پردہ کارفرما مغربی ذرائع ابلاغ کے ناپاک عزائم سے بھی آگاہ کرنا چاہئے۔

آج نظریاتی اور عملی لحاظ سے ان موضوعات کے بارے میں مغربی دنیا کو چیلنج کرنے کی ضرورت ہے، اسے عالمی رائے عامہ کے مقابلے میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔ مغربی دنیا کو فلسطین میں معصوم بچوں کے قتل عام، حقوق نسواں، عورتوں کی عزت واحترام اور قوموں کے حق خودارادی کی پامالی اور قوموں کے ذخائر کی لوٹ مار اور حتیٰ خود اپنے شہریوں کی آزادی کے بارے میں جواب دینا پڑے گا۔ کیا بعض یورپی ملکوں میں حجاب پر پابندی، آزادی کے ان کے بلند بانگ دعوؤں کی قلعی نہیں کھول دیتے؟ اسلامی ملکوں کے سیاستدانوں اور اعلی سرکاری عہداروں کی اہم تاریخی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی قوموں پر بھروسہ کرتے ہوئے سامراجی طاقتوں کے کبھی ختم نہ ہونے والے مطالبات کو ماننے سے انکار کر دیں۔ یہ ان کا اہم ترین فریضہ ہے، وہ امت مسلمہ کے عظیم تشخص کو جو بہت سی مشکلات کا حل ہے فراموش نہ کریں۔ عالم اسلام کے مسائل کے حل میں فیصلہ کن امر ملت اسلامیہ کے مفادات کی تکمیل اور اس کے اقتدار کی برقراری ہونا چاہئے۔

آج عراق سے غاصبوں کا انخلا، اور اس ملک میں قومی اقتدار اعلی کا استحکام، افغانستان سے غیر ملکی افواج کا انخلاء اور اس ملک کی خودمختاری و اسلامی ماہیت پر تاکید، فلسطین کی مظلوم قوم کی مدد اور ان لوگوں کی اخلاقی اور مادی حمایت جو اپنی جان و مال اور عزت و ناموس کے دفاع اور اپنی آزادی و خودمختاری کی راہ میں غاصبوں سے برسر پیکار ہیں۔ عالم اسلام کے گوشے گوشے میں دینی اقدار ار ایمان و اعتقاد کی ترویج، مسلمان حکومتوں کے درمیان بڑھتی ہوئی قربت، آپسی مسائل کا حل، اسلامی کانفرنس تنظیم کا خود کو موثر تنظیم بنانا اور سلامتی کونسل میں ویٹو کا حق حاصل کرنے کی امت مسلمہ کے مفادات ہیں، لہٰذا مسلمان حکومتوں کی پالیسیوں اور اقدامات میں انہیں شامل کیا جانا چاہئے اور قوموں کے دانشوروں اور دیگر افراد کو اپنی حکومتوں سے اس کا مطالبہ کرنا چاہئے۔

ایران کی قوم اور حکومت جو اپنے اسلامی جمہوری نظام کے قیام کی 25 ویں سالگرہ کا جشن منا رہی ہے اس سلسلے میں کافی گرانبہا اور قابل فخر اقدامات کرنے کے علاوہ دنیا والوں کے سامنے مناسب نظام پیش کر چکی ہے، ہم خدائے بزرگ و برتر پر بھروسے اور ایمان و معرفت سے سرشار قوم کی طاقت کا سہارا لیتے ہوئے نیز اپنے عظیم نصب العین کی سمت گامزن رہتے ہوئے اس کی جانب ٹھوس قدم بڑھا چکے ہیں۔ دینی حدود دار و جمہوریت کے دائرے میں رہتے ہوئے معنویت اور آزادی و خودمختاری جیسے اقدار سے آمیختہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے حصول میں کامیاب ہو چکے ہیں جس کا سرچشمہ قرآنی تعلیمات ہیں۔

اس دوران ہمارے ملک کو سامراج کی جانب سے دشمنی اور عناد کا سامنا کرنا پڑا ہے اور ہماری قوم اس عرصے میں ایمان و استحکام اور افتخار کی اعلی منازل طے کر چکی ہے۔ ہم نے قرآنی تعلیمات پر عمل کیا ہے جو فرماتا ہے:

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا

بے شک شیطان کی چال کمزور ہے [۱]

---

[۱] سورۂ النساء:٧٦

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ﴿۱۲۸﴾

بے شک خدا ان کے ساتھ ہے جوتقوی و پرہیز گاری رکھتے اور
جو احسان کرنے والے ہیں۔[1]

ہم اپنی قوم اور عالم اسلام کے سامنے افق کو روشن دیکھ رہے ہیں اور الٰہی وعدوں پر یقین کامل رکھتے ہوئے اس راستے کو عزم راسخ کے ساتھ طے کر رہے ہیں جو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے معین کیا ہے۔

والسلام علی عباداللہ الصالحین
سیّد علی حسینی خامنہ ای
جنوری 2004

[1] سورۂ انفال: ۱۲۸

حج، امت اسلامیہ کے متحد وجود کی علامت ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حج میں دسیوں لاکھ مسلمانوں کا اجتماع، ایک بے نظیر اور حیرت انگیز واقع ہے۔ ان چند دنوں میں دنیا کی ہر جگہ سے اور ہر معاشرتی طبقے سے، تمام مسلم اقوام خانہ خدا، اسلام اور پیغمبر اسلام کی جائے پیدائش میں جمع ہوتی ہیں اور حج کے رمز و راز سے مملو اعمال بجالاتی ہیں۔ ان پر شکوہ اور پر معنی شعائر میں خدائے بزرگ سے قلوب کا تعلق، دلوں کے باہمی رابطے، محور توحید پر حرکت، ہمہ گیر سعی و کوشش، شیطان کو پتھر مارنا، طاغوت سے دوری، خدا کا ذکر اور اس کے حضور خضوع و خشوع، گریہ و زاری اور اسلام کے سائے میں عزت و عظمت کا احساس، یہ سب عمل کے ذریعے اور علامت کے طور پر مسلم اقوام کو سکھایا جاتا ہے اور دینی بھائیوں کے ساتھ محبت و مہربانی کے ساتھ رہنا، دشمنوں کے مقابلے میں سختی و پائیداری، خود پرستی کی آلائشوں سے رہائی اور الٰہی عزت و عظمت کے سمندر سے اتصال حج کے اعمال میں مجسم ہوتا ہے۔

حج، امت اسلامیہ کے متحد وجود کی علامت ہے اور اس طرز عمل کی تعلیم دیتا ہے جو امت کو اپنی سعادت کے لئے اختیار کرنا چاہیے۔ حج کو آگاہی کے ساتھ سمت واحد میں سب کی با مقصد پیش روی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس حرکت کی بنیاد یاد خدا اور بندگان خدا کا اتحاد ہے، اور اس کا مقصد انسان کی کامیاب زندگی کے لئے ایک مستحکم معنوی مرکز کا قیام ہے؛

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ

خدا نے عزت کے گھر (یعنی) کعبے کو لوگوں کے لیے موجب امن مقرر فرمایا ہے۔[1]

اس وقت امت اسلامیہ کو اپنی حقیقی زندگی میں حج کی طرح ایک عظیم اور با مقصد تحریک کی ضرورت ہے اور مسلم اقوام اور حکومتیں، سبھی اس ذمہ داری میں شریک ہیں۔

گذشتہ ایک صدی میں اسلامی ممالک کو نا قابل تلافی نقصانات پہنچے ہیں۔مغرب والوں کی ملک گیری اور سامراجیت کی لہر نے سب سے زیادہ مسلم اقوام کو نقصان پہنچایا ہے جن کی دولت وثروت اور مادی ذخائر نے انہیں سامراجی حکومتوں کی یلغار کی آماجگاہ بنایا۔

اس جارحیت کے نتیجے میں مسلمانوں کو سیاسی و اقتصادی اسارت اور علمی و مادی پسماندگی نصیب ہوئی اور سامراجی طاقتوں نے مسلمانوں کے انسانی و مادی ذرائع سے فائدہ اٹھایا اور غصب، ظلم، جنگ اور تشدد کے ذریعے اپنی دولت وطاقت میں اضافہ کیا۔

طویل برسوں کے بعد مسلم اقوام ہوش میں آئیں، پوری اسلامی دنیا میں مسلمانوں کی تحریک بیداری اور حریت پسندی و آزادی کے پرچم نے ان کے سامنے امیدوں کے نئے افق کھولے اور سرانجام ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اسلامی نظام کے قیام نے اسلامی دنیا کے لئے ایک نئے دور کے آغاز کا اعلان کیا۔

ظاہر ہے کہ دنیا کے طاقت و دولت کے مراکز آسانی سے حق کے سامنے نہیں جھکیں گے اور مسلم اقوام کے سامنے طویل، دشوار مگر مبارک اور خوش انجام راستہ ہے۔اس راستے پر چلنے والے، اگر استقامت و پائیداری سے کام لیں، تو خود کو اور اپنے بعد کی نسلوں کو پسماندگی اور سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی اسارت کی ذلت سے نجات دلائیں گے اور اسلام کے سائے میں خوشگوار زندگی سے لطف اندوز ہونگے۔

---

[1] سورۂ المائدہ: ۹۷

علمی اور سیاسی مجاہدت اور اپنے حق کے طاقتور دفاع کا یہ راستہ روشن ہے۔ اس میدان میں اپنے پامال شدہ حقوق اور عزت و شرف کے مدافع ہیں۔ انصاف اور انسانی ضمیر، آگاہ اور سخت گیر قاضی ہے جو اس مظلومانہ مجاہدت کی تائید کرتا ہے اور سنت خداوندی ان کی یقینی کامیابی کی نوید دیتی ہے؛

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ۝۳۹

جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور خدا (ان کی مدد کرے گا وہ) یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔[1]

عالمی سامراج یعنی، پٹرولیم کمپنیوں کے کارٹلس، اسلحہ سازی کے کارخانوں عالمی صیہونیت اور ان سے وابستہ حکومتوں کا جال، امت اسلامیہ کی بیداری سے خطرے کا احساس کر رہا ہے اور سراسیمہ ہو کر یلغار کے لئے کوشاں ہے۔ اس سیاسی، تشہراتی، فوجی اور دہشت گردانہ یلغار کے مظاہر، آج صیہونی حکومت اور ریاستہائے متحدہ امریکہ پر مسلط عسکریت پسندوں کے تشدد آمیز اقوال و اعمال میں واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

خون میں آغشتہ مظلوم فلسطین ہر روز غاصب حکومت کے وحشیانہ ترین حملوں کی آماجگاہ بنتا ہے۔ فلسطینی قوم پر صرف اس لئے قتل و غارتگری، تخریب کاری، ایذا رسانی اور تذلیل و اہانت سمیت یہ تمام مصیبتیں ڈھائی جاتی ہیں کہ اس نے آدھی صدی گزرنے کے بعد اپنے پامال شدہ حقوق کا سنجیدگی سے مطالبہ کرنے کی جرات کی ہے۔

عراقی قوم کو جنگ کی دھمکیاں اس لئے دی جا رہی ہیں کہ امریکی حکومت تیل کی سپلائی پر تسلط، علاقے کے تیل کے باقی ماندہ ذخائر کی غارتگری اور فلسطین، ایران، شام اور سعودی عرب کی سرحدوں کے نزدیک موثر موجودگی کے لئے ضروری سمجھتی ہے کہ عراق میں

---

[1] سورۂ الحج: ۳۹

اپنے قدم جمائے، اوراس کے نتیجے میں اس ملک کا انجام، جنگ میں مشرق وسطی کے تمام ملکوں کا دامنگیر ہو۔

افغان قوم نے صرف اس لئے ایک سال اور چند مہینوں سے امریکہ اور برطانیہ کے اجتماعی قتل عام کے ہتھیاروں، بموں، اور ان کی مداخلت، توہین آمیز موجودگی اور غاصبانہ قبضے کو جسم و جان پر لمس کیا ہے کہ حکومت امریکہ نے اپنے ناجائز مفادات کی اسی طرح تعریف کی ہے۔

اس انسانیت مخالف سامراجی گروہ کی حرص وطمع کی کوئی حد نہیں ہے۔ اگر ڈیڑھ سو سال قبل امریکہ لاطینی امریکہ کے ملکوں کا مالک بننا چاہتا تھا تو وہ حالیہ پچاس برسوں سے اس علاقے کے تمام اسلامی ملکوں کا آمر مطلق اور سلطان بننا چاہتا ہے۔ امریکہ کی تمام خطرناک بین الاقوامی منصوبہ بندی اور اہداف کا تعین، اس کے اس متکبرانہ مگر احمقانہ مدعا کا ثبوت ہے۔

اس میں شک نہیں کہ امریکا اور اس کے اتحادی ناکام ہوں گے اور دنیا ایک بار پھر ایک بدمست طاقتور سلطنت کا زوال دیکھے گی، جیسا کہ افغانستان میں بھی اور فلسطین میں بھی اس کے تمام اندازے غلط نکلے ہیں لیکن اگر امت اسلامیہ نے، اسلامی اقوام اور حکومتوں نے بروقت خردمندانہ اور دلیرانہ فیصلہ نہ کیا تو ایک بار پھر بھاری نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا جس کی تلافی دیر میں ہوگی۔

امریکہ نے اپنی نئی دیوانہ وار تحریک میں جس کا آغاز گیارہ ستمبر کے مشکوک حادثے کے بعد ہوا، تشہیراتی حملے بھی شروع کئے ہیں یعنی ڈیموکریسی اور دہشت گردی مخالف پرچم اٹھایا اور اسلامی اقوام کے لئے کیمیائی اور اجتماعی قتل عام کے ہتھیاروں کی مذمت کی باتیں کررہا ہے۔ کیا وہ یہ نہیں سوچتا کہ ممکن ہے کہ مسلمان پوچھیں کہ یہ ہتھیار کن حکومتوں اور کمپنیوں نے عراق کی بعثی حکومت کو دیئے؟ انیس ہزار کیمیائی بم جن کے لئے تم دعویٰ کرتے ہو کہ عراق کی بعثی حکومت کے پاس تھے اور چونکہ تیرہ ہزار اس نے ایرانیوں پر گرائے تو چھے ہزار اس کے پاس موجود ہونے چاہئیں اور تم اس بنا پر عراق پر مستقبل کے حملے کی توجیہ کرتے

ہو، اتنی مقدار میں کیمیائی وسائل اور ہتھیار حکومت عراق کے پاس کہاں سے آئے ؟ کیا تمہارے اور تمہارے اتحادیوں کے علاوہ کوئی اور اس تاریخی المیے میں شریک جرم ہے؟

کیا تم یہ نہیں سوچتے کہ دہشت گردی کے خلاف جدوجہد اور نامعلوم گروہ اور اشخاص پر الزام لگا کر مسلم اقوام کو جو دنیا کی وحشی ترین دہشت گرد یعنی صیہونی حکومت کی امریکا کی جانب سے حمایت کا مشاہدہ کر رہی ہے، دھوکہ نہیں دیا جاسکتا؟ امریکہ بھاری اخراجات سے اپنی اس دیوانہ وار تشہیراتی مہم کے ذریعے مسلم اقوام کی نگاہوں میں جھوٹ، فریب اور حیلہ گری کا مظہر بن چکا ہے۔

متکبر اور مستکبر امریکہ فلسطین اور افغانستان میں اپنے اہداف حاصل نہیں کرسکا ہے اور ان تمام سنگین مادی اور معنوی اخراجات کا نتیجہ گھاٹے کے علاوہ اور کچھ نہ نکلا، اور اس کے بعد بھی ایسا ہی ہوگا، انشاء اللہ۔

عراق میں بھی اس کا دعویٰ ہے کہ مقصد صدام اور بعثی حکومت کا خاتمہ ہے، یقیناً وہ جھوٹ بولتا ہے اور اس کا اصل مقصد اوپک پر قبضہ کرنا، علاقے کے تیل کو لوٹنا، صیہونی حکومت کی نزدیک سے حمایت کرنا اور ایران، شام اور سعودی عرب کے خلاف قریب سے سازش کرنا ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ اگر امریکہ نے عراق پر جنگ کے ذریعے یا بغیر جنگ کے قبضہ کرلیا تو اس معاندانہ قبضے کی پہلی قربانی عراقی قوم اور اس تاریخی ملت کی عزت و شرف، غیرت، حمیت، ناموس اور دولت وثروت ہوگی۔ اگر عراق کے پڑوسی ممالک ہوشیار رہیں تو یہ اہداف بھی حاصل نہیں ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

سامراج جانتا ہے کہ مسلم اقوام اور حکومتوں کی پائیداری کا سرچشمہ اسلام اور اس کی نجات دہندہ تعلیمات ہیں۔ بنابریں اس نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف وسیع نفسیاتی جنگ شروع کی ہے۔ گیارہ ستمبر کے حادثے کے بعد بے شمار قرائن صیہونیوں کے قبضہ کرنے والے خفیہ گروہوں کے ملوث ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں مگر بہت تیزی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے نام ان میں شامل کئے گئے اور شب وروز اس کی تکرار کی گئی۔

کچھ مسلمانوں کو امریکہ، افغانستان اور دیگر مقامات سے گرفتار کر کے جیلوں اور خوفناک عقوبت خانوں کے حوالے کر دیا گیا۔ نہ ان افراد پر الزام کبھی ثابت ہوا اور نہ ہی امریکیوں کی جنگ کے معروف ملزم گرفتار ہوئے۔ مگر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفسیاتی جنگ نہ رکی اور اور شائد ابھی رکے گی بھی نہیں۔

اسلام آزادی، عدل اور حق پسندی کا دین ہے۔ حقیقی جمہوریت وہی دینی جمہوریت ہے جو ایمان اور دینی ذمہ داری کی پشت پناہی میں سامنے آتی ہے اور جیسا کہ ایران اسلامی میں دیکھا جا رہا ہے، امریکہ جیسوں کی ڈیموکریسی سے زیادہ عوامی حکومت ہے جو زیادہ صداقت کے ساتھ اور زیادہ اطمینان بخش انداز میں کام کرتی ہے۔ امریکی اسلامی اور عرب ملکوں کو جو ڈیموکریسی دینے کا وعدہ کر رہے ہیں، وہ ان کے بموں میزائیلوں اور گولوں سے زیادہ تباہ کن ہے۔ دشمن اگر ہمیں ایک کھجور بھی دے تو یہ اطمینان نہیں کیا جا سکتا کہ اس کو مہلک زہر سے آلودہ نہ کیا ہوگا۔ افریقہ، مشرقِ وسطی اور مغربی ایشیا میں امت اسلامیہ نے بارہا حتی حالیہ برسوں میں بھی اس کا تجربہ کیا ہے۔

ان حساس اور سنگین حالات میں امت اسلامیہ کو حج کے عظیم نمونہ عمل سے پہلے سے زیادہ درس حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام کے سیدھے راستے پر اور قرآنی اہداف کی جانب آگاہی کے ساتھ بڑھنے والی با مقصد، متنوع اور ہمہ گیر تحریک کی ضرورت ہے۔

قال تعالی،

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَاۗءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾

جو مومن ہیں وہ تو خدا کے لئے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لئے لڑتے ہیں سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو۔ (اور ڈرو

مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے۔ [1]

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو۔ زمین تو خدا کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے۔ اور آخر بھلا تو ڈرنے والوں کا ہے۔ [2]

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

سید علی الخامنہ ای

07 فروری 2003

---

[1] سورۃ النساء:۷۶

[2] سورۃ الاعراف:۱۲۸

حج کا سب سے پہلا تحفہ، بے نظیر معرفت اور شناخت ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسلمانوں کی سب سے بڑی سالانہ ملاقات کی خوشخبری کے ساتھ حج کے ایام آ گئے ہیں، اور بجا ہوگا کہ اشتیاق سے لبریز لاکھوں دل، جنہیں ان ایام میں اللہ تعالی کے فیض قربت سے استفادے کا موقع حاصل ہوگا، مسلسل جوش وخروش اور اپنے آپ کو تیار کرنے کے ہیجان میں رہیں، اور حج کے دسیوں لاکھ خواہشمند مسلمان، جن کا نام اس سال، اس موقع سے استفادہ کرنے والوں (حج سے مشرف ہونے والوں) میں نہیں ہے، سعادت حاصل کرنے والوں کے ہر دن اور ہر لمحے کو یاد کرتے ہوئے اور ان کے لیے بھی اور اپنے لیے بھی دعا کرتے ہوئے اپنے دل و دماغ کو معطر کریں، اور تمام صاحبان دل مسلمان، حج کے ایام کو کسی نہ کسی طرح حج اور اس کے جلال و جمال کی نشانیوں کے ساتھ گزاریں۔

ہر سال حج کے مناسک، ایک اہم واقعہ ہوتے ہیں اور بجا ہوگا کہ ان ایام میں پورے عالم اسلام کے لوگوں کے افکار، توجہ، غور وفکر اور احساسات کا اصلی مرکز یہی مناسک ہوں اور ہر کوئی اپنی معنوی، فکری اور سیاسی پوزیشن کے لحاظ سے ان کے بارے میں کسی نہ کسی طرح غور وفکر کرے اور اسی ماحول میں پہنچنے کی کوشش کرے۔ بہت ہی واضح سی بات ہے کہ جن افراد کو حج سے فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے وہ اس ذمہ داری اور توقع کے مرکز میں ہیں اور چونکہ ان کے جسم، جان، افکار اور کوششیں حج اور اس کی برکتوں اور اثرات سے وابستہ ہیں لہٰذا بہتر ہے کہ وہ اس سے معنوی، روحانی، انفرادی اور اجتماعی

لحاظ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا۔

اگرچہ حج کی برکتیں، حیات انسانی کے تمام پہلوؤں کو اپنے دائرے میں لے لیتی ہیں اور لایزال رحمت کی یہ بارش، انسان کے دل اور افکار کی خلوتوں سے لے کر سیاست اور معاشرے، مسلمانوں کے ملی اقتدار اور مسلم اقوام کے درمیان تعاون کے میدان تک کو باروراور زندگی کو اشتیاق سے شرابور کر دیتی ہے لیکن شاید کہا جا سکتا ہے کہ ان سب کی کنجی، معرفت ہے اور اپنی آنکھوں کو حقائق کی جانب کھولنے اور سوچنے سمجھنے کی خداداد صلاحیت سے استفادہ کرنے پر مائل شخص کے لیے حج کا سب سے پہلا تحفہ، بے نظیر معرفت اور شناخت ہے جو عام طور پر حج کے علاوہ، مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کو ایک ساتھ حاصل نہیں ہوتا اور کوئی بھی دوسرا دینی موقع حج میں حاصل ہونے والے شناخت کے اتنے سارے مواقع کو ایک ساتھ اسلامی امت کے حوالے نہیں کر سکتا۔

یہ معرفت، کچھ باتوں کی شناخت سے عبارت ہے؛ جن میں سے کچھ یہ ہیں:

ایک فرد کی حیثیت سے اپنی شناخت، اسلامی امت کے عظیم مجموعے کے ایک جزو کی حیثیت سے اپنی شناخت، اس امت واحدہ کے نمونے کی شناخت، خدا کی عظمت و رحمت کی شناخت اور دشمن کی شناخت۔

ایک فرد کی حیثیت سے اپنی شناخت، اپنے وجود کے بارے میں غور وفکر کرنے اور اپنی کمزوریوں اور صلاحیتوں کی شناخت کرنے کے معنی میں۔

جس جگہ مادی تشخص اور مال، عہدہ، نام، زیور اور لباس اپنی اہمیت کھو دیتے ہیں اور انسان فرق و امتیاز کے ان اسباب سے علیحدہ ہو کر دوسرے لاکھوں انسانوں کے ساتھ طواف، سعی، نماز، افاضے اور وقوف کرتا ہے اور امیر اور غریب، حاکم اور رعیت، عالم اور جاہل، سیاہ اور سفید سب کے سب ایک لباس میں اور ایک انداز میں خدا کی جانب رخ کرتے ہیں، اس کی جانب دست نیاز بڑھاتے ہیں اور اپنے آپ کو جمال، عظمت، اقتدار اور رحمت کے مرکز میں پاتے ہیں، اس جگہ ہر انسان غور وفکر کر کے خداوند متعال کے مقابل

اپنی کمزوری اور تہی دستی اور خدا سے تقرب کے سائے میں اپنی بلندی، اقتدار اور عزت کو بخوبی سمجھ سکتا ہے، اپنے کمزور وجود کے بارے میں باطل اور غرور انگیز توہم کو دور پھینک سکتا ہے اور خود پسندی ونخوت کے شیشے کو چور چور کرسکتا ہے جو اس کی سب سے بری عادات اور اطوار کا سبب ہے۔ دوسری جانب وہ عظمت کے سرچشمے سے رابطے کی حلاوت کو چکھ سکتا ہے اور اس سے متصل ہوجانے نیز اپنے اندرونی بتوں سے دوری اختیار کرنے کو آزما سکتا ہے۔ یہ بنیادی شناخت، جو تمام عبادتوں کا جوہر اور اولیائے خدا کی دعا و مناجات کا مضمون ہے، انسان کو پاک و پاکیزہ بناتی ہے اور اسے اگلی شناخت کے لیے آمادہ اور کمال کی تمام راہیں طے کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔ عام زندگی میں، دنیوی بکھیڑے، مادی جدوجہد کے لیے ضرورت سے زیادہ سرگرمیاں اور انسانوں کی روزمرہ کے زندگی میں کبھی نہ ختم ہونے والے جھنجٹ دل کو غافل بنا دیتے ہیں، اسے اس واضح و روشن معرفت سے باز رکھتے ہیں، باطل وہم وگمان کے جالوں میں پھنسا دیتے ہیں اور اس کے دل کو تاریکی اور ظلمت کی جانب کھینچ لے جاتے ہیں؛ حج ان تمام بیماریوں اور مسائل کا شافی علاج ہے۔

امت اسلامی کے ایک جزو کی حیثیت سے اپنی شناخت، ان تمام حاجیوں حاجیوں، مسلمان اقوام اور اسلامی سرزمینوں کو دیکھنے کے مترادف ہے جنہوں نے اپنے لوگوں کو خانۂ خدا کے طواف کے لیے روانہ کیا ہے۔ تمام حاجیوں پر نگاہ، اس عظیم اسلامی امت پر نگاہ ہے جو آج پوری دنیا میں دسیوں اقوام اور کروڑوں انسانوں سے مل کر تشکیل پائی ہے اور زندگی اور سماجی فلاح و بہبود کے اہم ترین مادی اور معنوی وسائل سے بہرہ مند ہے۔ نیز پوری انسانیت اور صنعتی تمدن اپنے تمام تر مادی وسعت کے ساتھ، اس کے اور اس کے بے پناہ وسائل و ذخائر نیز اس کی منڈیوں اور ثقافتی وعلمی ورثے کے محتاج ہیں اور اس سے استفادہ کررہے ہیں۔

اس عظیم حقیقت کے ایک جزو کی حیثیت سے اپنے آپ کی شناخت، حاجی کو اپنے بھائیوں اور اقرباء کے ساتھ حقیقی اور جذباتی رشتوں سے متصل کرتی ہے اور جدائی اور

تفرقے کے سحر کو باطل کر دیتی ہے جو برسوں سے کل کے استعمار اور آج کے سامراج کے ہاتھوں سے رنگ ونسل، زبان، مذہب اور قومیت کے نام پر کیا جا رہا ہے۔

طبقاتی دنیا کے سرغنہ یعنی وہ سیاستداں، جنہوں نے دنیا کو ہمیشہ طاقتور اور کمزور یا سامراجی اور پسماندہ جیسے دو طبقوں میں تقسیم کرنے اور پسماندہ اقوام کے خلاف طاقت اور اقتدار کے مرکز کو اپنے درمیان تقسیم کیے رکھنے کی کوشش کی ہے، گذشتہ دو صدیوں سے لے کر اب تک اسلامی اتحاد سے خوفزدہ رہے ہیں اور انہوں نے اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی ہیں! انہیں لوگوں نے جنہوں نے موجودہ عشرے میں بالکان کے مسلمانوں کے قتل عام یا یورپی مسلمانوں کے ساتھ امتیازی رویے اور ناانصافی کے ذریعے یا ان باتوں کے سلسلے میں لاپرواہ رہ کر پورے یورپ کو عیسائی بنانے کا عزم ظاہر کیا اور عالم اسلام کے اتحاد کو مختلف قسم کے اہانت آمیز ناموں سے پکارا اور تبلیغ اور عمل کے ذریعے اس میں رکاوٹیں ڈالیں۔

فرد فرد میں اس احساس کی تقویت کہ وہ ایک عظیم مجموعے کا جزو ہے اور اس کی صحیح ہدایت کو تفرقہ ڈالنے والے تمام ہتھکنڈوں پر غلبہ کرنا چاہیے اور ساتھ ہی یہ کہ اس قومی اور مذہبی تشخص کو اسلامی امت کے مختلف میدانوں میں باقی رہنا چاہیے، اتحاد و یکجہتی کے فائدوں میں سے ہے اور اس پورے مجموعے کو بہرہ مند کرتا ہے اور اسلامی امت کے اتحاد میں پوشیدہ عزت واقتدار، اس کے تمام اراکین اور اجزا کو حاصل ہوتا ہے۔

حج میں طواف، سعی، نماز جماعت اور تمام اجتماعی عبادتیں اور مناسک، حاجی کو یہی سبق دیتے ہیں اور اسے اس کی روح کی گہرائیوں تک میں راسخ کر دیتے ہیں۔ اس امت واحدہ کے ایک نمونے کی شناخت کا مطلب ہے، اسلامی اتحاد کے عملی جامہ پہننے کی آرزو کی راہ میں ایک عملی قدم اور عالمی سیاست کے میدان میں ایک متحدہ اسلامی طاقت کا ظہور۔

دنیا کے مختلف علاقوں سے مختلف زبانوں اور رنگوں کے ساتھ آنے والے حاجیوں کے جم غفیر کو دیکھنے سے مسلمان کی بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ ذاتی، قومی اور ملی سرحدوں سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ اس کا اسلامی فریضہ اس کے برادرانہ رویے کو ان کے

ساتھ میل جول، ہمزبانی اور یکجہتی کی راہ پر آگے بڑھاتا ہے، اقوام کی خاص خبروں کو پورے عالم اسلام تک پہنچاتا ہے اور دشمن کی تشہیراتی سازشوں کو جو ہمیشہ اور اس وقت ہمیشہ سے زیادہ حقائق کو تبدیل کرنے، جھوٹی خبریں تیار کرنے اور افواہیں پھیلانے میں مشغول ہے، ناکام بنادیتا ہے اور علاقائیت، زبان اور اسی قسم کے خیالی فاصلوں کو ختم کر دیتا ہے۔ ایک قوم کی کامیابی و کامرانی کی داستان سنا کر دوسری اقوام میں امید کی روح پھونک دیتا ہے اور ایک ملک کے تجربے کی تشریح کر کے ایک دوسرے ملک کو تجربہ کار بناتا ہے۔ افراد اور اقوام کے درمیان سے اکیلے پن اور تنہائی کے احساس اور ان کی نظروں سے دشمن کے رعب و دبدبے کو ختم کرتا ہے۔ ایک ملک کے اہم مصائب کو دوسروں سے بیان کرتا ہے اور انہیں ان کے حل کے لیے ترغیب دلاتا ہے۔

حج کے ایام میں حاجیوں کا ایک جگہ پر قیام خصوصاً عرفات اور مشعر میں وقوف اور منیٰ میں شب بسری یہ سب اس مفید اور کارساز شناخت کے بھرپور مواقع ہیں۔

حج میں خداوند متعال کی عظمت و رحمت کی شناخت، اس گھر کی تعمیر پر غور کرنے کے مترادف ہے کہ جو خانۂ خدا ہونے کے ساتھ ہی لوگوں کا بھی گھر ہے؛

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ‌ۚ‏ ﴿۹۶﴾

بلاشبہ (کعبہ) لوگوں کے لیے بنایا جانے والا پہلا گھر ہے جو مکے میں ہے۔ یہ تمام عالمین کے لیے مبارک اور (باعث) رحمت ہے۔[1]

اسی طرح یہ، وہ جگہ ہے جہاں کا رخ حاجت مند انسان کرتا ہے، اور وہ مقام بھی ہے جہاں دین الٰہی کی عظمت جلوہ افروز ہوتی ہے۔ یہ شکوہ و جلال، سادگی و عظمت کا ایک نمونہ، اولین صدائے توحید کی یادگار اور اتحاد کو عملی جامہ پہنانے کا مقام بھی ہے، اور وہ جگہ بھی ہے

---

[1] سورۂ آلِ عمران: ۹۶

جہاں قدم قدم پر صدر اسلام کے ان مجاہدین کے نقوش پا موجود ہیں جنہوں نے اس جگہ پر عالم غربت میں جہاد کیا، مظلومیت کے ساتھ یہاں سے ہجرت کی اور بڑے ہی مقتدرانہ اور فاتحانہ انداز میں یہاں واپس لوٹے اور اسے عربوں کی جاہلیت کی نشانیوں سے پاک کر دیا۔ اسی طرح یہ جگہ، خدا کے حضور گڑگڑانے والوں کے انفاس، عبادت کرنے والوں کے سجدوں کے نشانوں اور خدا کی مدح و ثنا کرنے والوں کے حاجت مند ہاتھوں کی خوشبو سے معطر ہے۔ یہ ابتدا میں خورشید اسلام کے طلوع اور آخر میں مہدی موعود کے ظہور کا مقام بھی ہے، مضطرب دلوں کی پناہ گاہ بھی ہے اور تھک چکی روحوں کو امید عطا کرنے والا سرچشمہ بھی ہے۔

فریضۂ حج کا وجوب اور اس کے مناسک کی ترتیب، عظمت کی علامت بھی ہے اور رحمت کی آیت بھی۔ اسی شناخت کے ذریعے ہی مسجد الحرام میں کعبۂ مکرمہ کا مشاہدہ کرتے ہی دل متغیر ہو جاتے ہیں، بڑی تیزی کے ساتھ صراط مستقیم سے ملحق ہو جاتے ہیں اور انسان تبدیل ہو جاتے ہیں۔ دشمن کی شناخت، ان تمام شناختوں کا نتیجہ اور ان کا تتمہ ہے۔ اس کے بغیر مسلمان کا دل اور ذہن، بغیر کسی حفاظت والے خزانے کی مانند ہے جو رہزنوں، دھوکے بازوں اور لٹیروں کے ہاتھوں سے محفوظ نہیں ہے۔ حج کے اعمال میں رمی جمرات، دشمن کی شناخت اور اس سے مقابلے کا مظہر ہے اور پیغمبر معظم اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے موقع پر مشرکین سے برائت و بیزاری کی آواز بلند کی اور حج کے دوران برأت کی آیتوں کو امیر المومنین علیہ السلام کی آواز میں سنوایا۔ اگر کسی دن عالم اسلام اور اسلامی امت، جری دشمن کے وجود سے نجات حاصل کر لے اور یہ بات ممکن ہو سکے تو برأت کا فلسفہ بھی باقی نہیں رہے گا تاہم موجودہ دشمنوں اور دشمنیوں کی موجودگی میں دشمن کی جانب سے غفلت اور برأت کے سلسلے میں لاپرواہی بہت بڑی اور نقصان دہ غلطی ہوگی۔ اگر وہ قدیمی شناخت حاصل ہو جائے تو عالم اسلام کے دشمن بھی پہچانے جائیں گے۔ ہر وہ واقعہ یا شخص، یا حکومت و نظام کہ جو مسلمانوں کو ان کے اسلامی تشخص سے بیگانہ کر دے یا انہیں بکھراؤ اور پراکندگی کی راہ پر ڈال دے یا انہیں اپنی اسلامی عزت و عظمت کے حصول کی جانب سے لاپرواہ یا مایوس

کرے، وہ دشمنانہ کام کرے گا اور اگر وہ خود دشمن نہیں ہے تو دشمن کا آلہ کار ہے۔

قرآن مجید میں شیطان کو برائی، شر اور انحطاط پیدا کرنے والی ایسی طاقتوں سے تعبیر کیا گیا ہے جو انبیاء کے مخالف محاذ پر کھڑی ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ

اور اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنات میں سے شیطانوں کو ہر نبی کے لیے دشمن بنایا۔ [1]

پورے قرآن مجید میں شیطان کے ذکر اور اس کی نشانیوں کو دہرایا گیا ہے اور نزول وحی کے پورے عرصے کے دوران شیطان کا نام لیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان معاشروں میں کبھی بھی دشمن کے ذکر اور اس کی علامتوں کی جانب سے غفلت نہیں برتی جانی چاہیے۔

آج شیطان کی، جو وہی سامراج کا سیاسی محاذ ہے، پوری کوشش یہی ہے کہ مسلمانوں کو ان کے مستقبل کی جانب سے مایوس اور گرانقدر علم و ثقافت کے ذخیرے کے سلسلے میں لاپرواہ بنا دیا جائے۔ ہر وہ بات اور واقعہ جو مسلمانان عالم میں امید پیدا کرے اور انہیں اسلام کی بنیاد پر مستقبل کی تعمیر کے لیے ترغیب دلائے، سامراج کی نظر میں بہت بڑا دشمن اور قابل نفرت ہے۔ اسلامی ایران کے ساتھ بڑے شیطان کی دشمنی اس وجہ سے ہے کہ اسلامی جمہوریہ کی تشکیل اور ایک بڑی آبادی نیز لامتناہی مادی و معنوی دولت و ثروت کے ساتھ ایک وسیع و عریض ملک کا انتظام بخوبی چلائے جانے سے مسلمانوں کو اسلامی عزت و عظمت کی نوید مل رہی ہے اور ان کے دلوں میں امید کے چراغ روشن ہو رہے ہیں۔ ایران میں اسلامی جمہوریہ کی تشکیل کو انیس برس گزر چکے ہیں اور اس عرصے میں پوری دنیا نے مسلم اقوام کے رویے میں امید کی علامتیں دیکھیں اور اب بھی دیکھ رہی ہیں اور جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھا اور اس عظیم موج کے مقابلے میں سامراجی دنیا کی سازشوں کو شکست ہوتی

---

[1] سورۂ الانعام: ۱۱۲

گئی اور اس امید میں مزید اضافہ ہوتا گیا ہے۔ فلسطینیوں کی بیداری اور غاصب صیہونیوں کے مقابلے میں اسلامی نعروں کے ساتھ ان کے حریت پسندانہ جہاد کے آغاز کے سبب یورپ میں مسلمان اقوام کی بیداری اور یورپ والوں کے ہاتھوں یا ان کی حامیانہ خاموشی کے سبب بوسنیا کے مسلمانوں کے لیے پیش آنے والے خونریز المیے کے باوجود، ایک مسلمان بوسنیائی ملک کی تشکیل، ترکی اور الجزائر میں مغربی جمہوریت کے مروجہ اصولوں کے مطابق اسلامی حاکمیت پر ایمان رکھنے والے افراد کا برسر اقتدار آنا، البتہ دونوں ہی ملکوں میں بغاوت، غیر قانونی طاقتوں کی مداخلت اور اسلامی اقتدار کے عالمی دشمنوں کی عداوت کے سبب ان کی کامیابی ادھوری رہ گئی۔ سوڈان میں اسلامی بنیادوں پر حکومت کی تشکیل، کہ جو غیر ملکی سازشوں کے باوجود بحمد اللہ بدستور اسلامی اقتدار کی راہ پر گامزن ہے، ایسے بہت سے مسلمان ممالک میں اسلامی نعروں کا احیا، جہاں یہ نعرے طاق نسیاں کی زینت بن چکے تھے اور ایسی ہی دوسری متعدد مثالیں یہ سب کی سب پورے عالم اسلام اور امت مسلمہ پر ایران میں اسلامی جمہوریہ کی پیدائش کے گہرے اور روز افزوں اثرات کی نشانیاں ہیں۔

اسی وجہ سے اسلامی ایران سے سامراج کی دشمنی روز بروز زیادہ سخت اور کینہ آمیز ہوتی جارہی ہے۔ فوجی، اقتصادی، سیاسی اور تشہیراتی سازشوں کی مسلسل ناکامی کے بعد سامراج نے ایک نیا محاذ کھول دیا ہے جو اس سے پہلے بھی ایران اسلامی کے خلاف سرگرم رہا ہے۔ یہ محاذ، ایک تشہیراتی جنگ کا محاذ ہے؛ اور اس کا مقصد ایرانی قوم اور حکومت پر الزام تراشی کرنا اور اس کے نتیجے میں مسلمان اقوام کے دلوں میں روشن امید کے چراغوں کو خاموش کرنا ہے!

اس تشہیراتی جنگ میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ ایرانی قوم، انقلاب کے سلسلے میں اپنی عظیم تحریک، اس کے نعروں اور اسلام و قرآن کی حاکمیت سے پشیمان ہو چکی ہے اور ملک کے حکام نے اسلام اور انقلاب سے منہ موڑ لیا ہے! مثال کے طور پر یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ ایرانی حکومت، امریکی حکومت کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش میں ہے۔ ملک کے حکام کی جانب سے اس دعوے کی بار بار تردید اور اسلام، انقلاب اور امام خمینی

رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات کی پابندی کے سلسلے میں ان کی مسلسل تاکید، اس بات میں رکاوٹ نہیں ہے کہ سامراج خصوصاً امریکی سامراج کے تشہیراتی ادارے حتی سیاسی حکام، زبانوں سے اور مختلف طریقوں سے اپنے دعوے کو دہراتے رہیں اور تبصروں، خبروں نیز عالمی رپورٹوں خصوصاً عالم اسلام کی سطح پر پہلے سے زیادہ اس دعوے کی تکرار کرتے رہیں۔

حج میں دشمن کی شناخت کا مطلب ان طریقوں اور ان کے محرکات کی شناخت، اور برأت کا مطلب دشمن کی سازش کا پردہ چاک کرنا اور اس سے بیزاری کا اظہار کرنا ہے۔

ایرانی قوم اور حکومت نے، امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان قیادت میں اپنے عظیم انقلاب کے ذریعے اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر اسلام و ایران کی عظمت کا پرچم لہرایا ہے اور اپنی عزت، قومی خودمختاری اور تاریخی حیات کو واپس حاصل کیا ہے۔ اسلامی انقلاب کی برکت سے ایرانی قوم کو روز افزوں برائیوں، علمی و اخلاقی پستی، سیاسی آمریت اور امریکہ پر انحصار سے نجات حاصل ہوئی اور اس نے حیات اور تعمیر کے نشاط کو دوبارہ حاصل کیا۔ اسے اغیار کے پٹھو، نااہل، خیانت کار، بدکار، آمر اور ظالم مہروں سے نجات اور ایک عوامی حکومت، ہمدرد، ماہر، مومن اور امین حکام حاصل ہوئے۔ اس نے اپنے ملک کا اختیار اور اس کے قومی اور خداداد ذخائر کو، جنہیں اغیار لوٹ رہے تھے، اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اس نے اپنے اندر موجود ماہر افرادی قوت کو، جو خیانت کار اور پٹھو بادشاہوں کی کمزوری اور بدعنوانی کے سبب برسوں تک عضو معطل بنی رہی تھی، زندہ کیا اور علم وعمل کے تمام میدانوں میں دوصدیوں کے پچھڑے پن کی تلافی کے لیے بڑے بڑے قدم اٹھائے۔ مستقبل کے لیے بھی اس نے اپنی بلند ہمتی، عزم مصمم اور روشن افکار کو اپنے انیس سالہ تجربے کے ساتھ، مشعل راہ بنالیا ہے۔

ایرانیوں اور ایران پر اسلام، اسلامی انقلاب اور اس کے عظیم قائد امام خمینی کا حق زندگی کا حق ہے اور ہماری قوم وحکومت اس حقیقت کو نہ تو کبھی فراموش کرے گی اور نہ ہی اس واضح راستے اور صراط مستقیم سے پیچھے ہٹے گی۔

امریکی حکومت نے ابتدائی برسوں ہی سے، جب اس نے تقریباً پچاس برس قبل ایران کے سیاسی پلیٹ فارم پر قدم رکھا، ایران اور ایرانیوں کے ساتھ خیانت اور جفا کاری کی۔ بدعنوان اور غیر عوامی پہلوی حکومت کی حمایت کی۔ پٹھو، کمزور اور غلام ذہنیت والی حکومتوں کو اقتدار میں پہنچایا۔ ہماری قوم پر اپنے ارادوں کو مسلط کیا۔ ہمارے قومی ذخائر کی لوٹ مار کی۔ تیل اور اسلحوں کے زیاں بار سودوں کے ذریعے اس قوم کی بے پایاں دولت و ثروت کو لوٹا۔ ایران کی مسلح افواج کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ شاہ کی سیکریٹ سروس اور اس کے ایذا ئیں پہنچانے والے افراد کو تربیت دی۔ ایران اور عربوں سمیت بہت سی مسلم اقوام کے درمیان اختلاف ڈالا۔ ایران میں برائیوں اور بے راہ روی کو ہوا دی۔ مختلف مراحل میں اسلامی تحریک کی سرکوبی کے لیے شاہ کی حکومت کے ساتھ تعاون اور اس کی رہنمائی کی اور جب ظلمت و کفر و طاغوت کے اس محاذ کی تمام تر کوششوں کے باوجود اسلامی انقلاب کامیاب ہو گیا تو اسلامی جمہوریہ کی تشکیل کے ابتدائی ایام سے ہی ایران اور اس کی انقلابی قوم کے خلاف مختلف قسم کی دشمنیاں، حملے، سازشیں اور معاندانہ اقدام شروع کر دیئے۔ آٹھ سالہ جنگ میں عراقی حکومت کی بھرپور مدد سے لے کر ایران کے مکمل اقتصادی محاصرے کے لیے سرگرمیوں، خیانت کار اور فراری عوامل کی مدد، اس سے متعلق تمام تشہیراتی اداروں میں مستقل پروپیگنڈوں، علاقائی اختلافات میں اشتعال انگیزی، ایران اور اس کے ہمسایوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی بھرپور کوششوں، سی آئی اے کے ایجنٹوں کے توسط سے ایرانی حکومت کا تختہ پلٹنے اور ایران میں دہشت گردانہ کارروائیوں، ایران اور دنیا کے مختلف ملکوں کے درمیان اقتصادی سمجھوتوں پر دستخط کو روکنے کی جی توڑ کوششوں اور تمام ممکنہ محاذوں اور تمام شعبوں میں ایران کے خلاف موذیانہ اور دھمکی آمیز کارروائیوں تک ہر طرح کے معاندانہ اقدامات کیے گئے۔

یہ ایران اور ایرانیوں کے ساتھ امریکی حکومت کی دشمنیوں کی طویل فہرست کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ البتہ سبھی جانتے ہیں اور امریکی حکومت کے سرغنہ خود سب سے بہتر

اور بڑی تلخی کے ساتھ جانتے ہیں کہ امریکی حکومت کو ان میں سے زیادہ تر میدانوں میں شکست ہوئی ہے اور وہ ناکام ہوکر الگ تھلگ ہو چکی ہے۔ ایرانی قوم خدائی امداد اور اسلام و انقلاب کی برکت سے حاصل ہونے والے قوت وعزت کے ساتھ ان میں سے بیشتر موقعوں پر اپنے دشمن کو شکست اور ناکامی کا تلخ مزہ چکھانے میں کامیاب ہوئی ہے۔

ان واضح حقائق کے پیش نظر کس طرح ممکن ہے کہ ایرانی قوم اور حکومت، اس دشمن کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھائے جو مسلسل شکستوں کے سبب کینے سے لبریز دل کے ساتھ بدستور ایران اور ایرانیوں پر وار کرنے کی کوشش میں ہے اور کس طرح ایرانی قوم اور حکومت اس دشمن کے زہر آگیں تبسم کے فریب میں آسکتی ہے جس کے ہاتھ میں آج بھی زہر میں بجھا ہوا خنجر موجود ہے؟

اسلامی جمہوریہ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ وہ ملکوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو کشیدہ کرنا نہیں چاہتا بلکہ خارجہ پالیسی میں عزت، حکمت اور مصلحت جیسے تین اصولوں پر مبنی مساوی تعلقات کا خواہاں ہے اور اس نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ ان تعلقات میں ملک کے مادی اور معنوی مفادات، ایران کی عظیم الشان قوم کی مصلحت اور عزت کی حفاظت اور دنیا کے سیاسی ماحول میں امن وامان کا تحفظ اس کا اصل معیار اور رہنما اصول ہے۔

ہمسایوں اور یورپی ملکوں سمیت دنیا کے دیگر ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات ایک واضح اور ٹھوس دلیل ہے اور مسلمان ممالک کے ساتھ برادرانہ مذاکرات کے لیے ہماری دائمی کوشش، جن میں سے بعض کے بہترین نتائج کا بحمد اللہ ہم مشاہدہ بھی کر رہے ہیں، دنیا کے لوگوں کے سامنے ہے تاہم ان سب کے باوجود دشمن کی شناخت اور اس کے مقابلے میں ہوشیاری اور مزاحمت کو بھی ایرانی قوم نے اپنا دائمی لائحۂ عمل بنا رکھا ہے اور وہ شیاطین کے فریب میں نہیں آئی ہے اور ان شاء اللہ آگے بھی نہیں آئے گی۔

ایرانی قوم، صیہونی دشمن کو جس نے فلسطین کی اسلامی سرزمین میں ایک غاصب حکومت قائم کر دی ہے، کسی بھی صورت میں باضابطہ طور پر تسلیم نہیں کرے گی اور نہ ہی اس

غاصب حکومت کے خاتمے اور خود فلسطینی ملک کے عوام کے ذریعے ایک حکومت کی تشکیل کی ضرورت کے اپنے عقیدے کو کبھی بھی پنہاں نہیں کرے گی۔ اسی طرح وہ امریکہ کو، جو شیطان بزرگ اور سامراجی فتنوں کا سرغنہ ہے، جب تک اپنی موجودہ روش پر باقی رہے گا، اپنا دشمن سمجھتی رہے گی اور اس کی جانب دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھائے گی۔

پورے عالم اسلام کے محترم بھا ئیو اور بہنو اور عزیز ایرانی حجاج کرام! خداوند عالم سے مدد مانگ کر معرفت کو بیان کردہ وسعت کے ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کیجیے کہ جو حج کا سب سے بڑا ثمرہ ہے اور مذکورہ میدانوں میں نئی شناخت حاصل کرکے اپنے ملک واپس لوٹئے اور اسے مستقبل کے لیے اپنی کوششوں اور جدوجہد کی بنیاد قرار دیجئے۔ اس بار خاص طور سے کوسوو کے مسلمانوں کے آلام ایک دوسرے سے بیان کیجئے جو بلقان کے علاقوں کی خونیں داستان کا تسلسل اور بوسنیا و ہرزے گووینا جیسا ہی ایک دوسرا تجربہ ہے۔ کوسوو کے لوگوں کی کامیابی اور نجات کے لیے دعا اور ان کی مدد کے لیے اقدام کیجئے۔ اسی طرح دیگر مصیبت زدہ اسلامی علاقوں کے مسلمان عوام کے لیے راہ حل تلاش کرنے کی کوشش کیجئے، ان کے لیے دعا کیجئے اور مسلمانوں کے امور کی اصلاح کے لیے خداوند قادر و رحیم کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہو جائیے۔ امید کہ آپ سبھی حج مقبول اور اس کے معنوی، اخلاقی اور سیاسی ثمرات کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹیں گے۔

والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علی الحسینی الخامنہ ای

09-04-1998

سامراج کی سازشوں اور فتنوں سے بچو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ الۡبَيۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِكۡ بِىۡ شَيۡـًٔا وَّطَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ۝٢٦

(اور ایک وقت تھا) جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کو مقرر کیا (اور ارشاد فرمایا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیجیو اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو صاف رکھا کرو۔ [1]

ایک بار پھر خدا کے ارادہ نافذ نے مومنین کو مرکز توحید، بارگاہ رحمت و فضل ربوبیت، کعبہ قلوب اور قبلہ جان مسلمین عالم کے مرکز میں جمع کیا ہے اور ''واذن فی الناس بالحج'' کی آواز مسلمان بھائیوں کے فطری اور مسلط کردہ خلاؤں پر غالب آئی ہے اور ان دلوں کو جو ایمان، عشق اور یکساں احتیاج کے ساتھ دھڑکتے ہیں، وحدت مسلمین اور مرکز توحید کی طرف کھینچ لائی ہے۔ طویل برسوں تک جہل و عناد کے ہاتھوں نے کوشش کی کہ عظیم اسلامی خانوادے کو اس مرکز میں بھی ان کی اعتقادی بنیادوں اور باہمی ایمانی تعلق اور محبت سے دور کر دے۔ مگر دوسری طرف ہر سال فریضہ حج اس قدیمی خانوادے کو وحدت اور توحید کا درس دیتا ہے اور ہر سال نئے شگوفے، پہلے سے زیادہ تجدید بہار ایمان،

[1] سورۃ الحج: ۲۶

حیات دینی اور انس ومحبت اسلامی کی نوید دیتے ہیں اور دشمن کی کوششوں کو باطل کر دیتے ہیں۔ یہ معجزہ حج ہے کہ ان تنازعات اورلڑائیوں کے باوجود جن کے سبب مسلمان حکومتیں بارہاایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئی ہیں، مسلمان اقوام کے ایمانی، فکری اور محبت و مہربانی کے رشتے ہرگز منقطع نہیں ہوئے اور ایک دوسرے سے ان اقوام کا تعلق بڑھتا ہی جارہا ہے۔ اگر چہ حج کے راز ورمز اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ انہیں گفتگو میں بیان کیا جائے، مگر ان کے درمیان ہر رمز شناس آنکھ پہلی نگاہ میں ہی تین نمایاں خصوصیات کو دیکھ لیتی ہے۔

پہلی یہ ہے کہ حج واحد فریضہ الٰہی ہے کہ خداوند عالم جس کی ادائیگی کے لئے، تمام ان مسلمانوں کو جو استطاعت رکھتے ہیں، پوری دنیا سے گھروں اور عبادت خانوں کی خلوت سے نکال کر ایک خاص جگہ طلب کرتا ہے اور معینہ ایام میں، گوناگوں سعی وکوشش، حرکت وسکون اور قیام وقعود میں انہیں ایک دوسرے سے جوڑتا ہے

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾

پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہواور خدا سے بخشش مانگو۔ بےشک خدا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔ [۱]

دوسرے یہ کہ اسی اجتماعی اور آشکارا سعی وکوشش میں ذکر خدا کی برترین منزل مقصود یعنی قلبی اور روحانی کام کو شناخت کراتا ہے۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ

اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چہار پایاں مویشی (کے ذبح

---

[۱] سورۂ البقرہ:۱۹۹

کے وقت) جوخدا نے ان کو دیئے ہیں ان پر خدا کا نام لیں ۔[1]

تیسرے یہ کہ اس کے روشن اور واضح منظر نامے میں ایک موحد انسان کی زندگی کی اجمالی تصویر پیش کرتا ہے اور عمل میں مسلمانوں کو بامقصد زندگی کے راز کا درس دیتا ہے۔ میقات میں پہنچنے، احرام باندھنے، لبیک کہنے، حالت احرام میں جو چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں انہیں ترک کرنے سے لیکر خانہ کعبہ کے گرد طواف، صفا و مروہ کے درمیان سعی، میدان عرفات اور مشعر میں رکنے، ذکر خدا مناجات اور وہاں کے آداب و اعمال، منی میں پہنچنے، قربانی کرنے، رمی جمرات، سر منڈوانے یا بال ترشوانے اور پھر دوبارہ خانہ کعبہ میں واپس آ کر طواف اور سعی تک، سب کے سب میدان توحید اور زندگی کی سعی میں اور اللہ کے محور کے گرد طواف کے لئے، مسلمانوں کے بامقصد اور معرفت آمیز اجتماعی اعمال کے واضح اور موثر درس ہیں۔ حج کے آئینے میں زندگی، مستقل تحریک اور مستقل پلٹ کے خدا کی جانب جانا ہے۔ حج وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا تعمیری عملی درس ہے کہ اگر ہم ہوش میں ہوں تو عملی میدان میں ہمارے سامنے زندگی کی روشن راہ و رسم پیش کرتا ہے۔ یہ ہمہ گیر اجتماع ہر سال ہوتا ہے تا کہ مسلمان، اس ماحول میں، وحدت، ایک دوسرے کو سمجھنے اور ذکر خدا کے سائے میں زندگی کے راستے اور جہت سے واقفیت حاصل کریں اور پھر اپنی سرزمین اور اپنے عزیزوں میں واپس جائیں۔ بعد کے برسوں میں دوسرا گروہ اور پھر کوئی گروہ آئے۔ جائے، سیکھے، ذخیرہ کرے، بولے، عمل کرے، سنے اور تدبر کرے اور سرانجام پوری امت وہ حاصل کرلے جو خدا چاہتا ہے اور دین نے سکھایا ہے۔

امت اسلامیہ کی زندگی پر نظر دوڑانا، اقوام، نسلوں اور قبیلوں سے ماوراء ہو کر دیکھنا، اپنے وجود کی گہرائیوں پر نظر ڈالنا اور راستہ، جہت اور طرز زندگی اس طرح اپنانا جو مناسب ہے اور یہ سب ذکر خدا کے سائے میں۔ یہ وہ فیاض اور لازوال سرچشمہ معرفت ہے جو ہر سال حج میں لوگوں کو نصیب ہوتا ہے، حرم امن الٰہی میں جاری ہوتا ہے اور جو لوگ

---

[1] سورۂ الحج:۲۸

اپنے دل و دماغ کے ظرف کو کھول دیتے ہیں انہیں یہ سیراب کرتا ہے۔

ماضی میں بھی یہ کوشش ہوئی ہے اور آج بھی یہ کوشش ہو رہی ہے کہ حج کو ایک انفرادی فریضہ، جس میں ہر ایک صرف اپنی عبادت اور خدا سے دعا میں مصروف ہو، قرار دیا جائے۔ ان غفلت زدہ لوگوں کو چھوڑ دیں جو اس کو ایک تجارتی اور سیاحتی سفر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، حج ان نمایاں خصوصیات کے ساتھ جو کسی دوسرے اسلامی فریضے میں ایک ساتھ نہیں پائی جا سکتیں، ان کی بے روشنی اور خطا بین نگاہوں اور ان کی تنگ نظری کی بینش سے بہت بالاتر ہے۔ ہمارے زمانے میں جس عظیم ہستی نے حج کو پردہ اوہام سے باہر نکالا اور مسلمانوں کے اذہان اور عمل میں اس کے رازوں کو اجاگر کیا، وہ ہمارے عظیم امام (خمینی رحمۃ اللہ علیہ) تھے۔ آپ نے حج ابراہیمی کی آواز دی اور لوگوں کو اس کی دعوت دی۔ آپ نے ایک بار پھر ''اذن فی الناس بالحج'' کی آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچائی۔ حج ابراہیمی وہی محمدی حج ہے کہ جس میں توحید اور اتحاد کی سمت بڑھنا، تمام شعائر اور اعمال میں سر مشق ہے۔ یہ وہ حج ہے جو برکت و ہدایت کا سرچشمہ اور امت واحدہ کے قیام اور حیات کا بنیادی ستون ہے۔ یہ حج ذکر خدا سے سرشار اور فوائد سے مملو ہے۔ یہ وہ حج ہے کہ جس میں مسلم اقوام ہمہ گیر امت محمدی اور اس میں اپنے وجود کو لمس کرتی ہیں اور اقوام کی قربت اور برادری کا احساس کر کے، کمزوری، عاجزی اور ناتوانی کے احساس سے رہائی پاتی ہیں۔ حج ابراہیمی وہ حج ہے کہ جس میں مسلمین تفرقے سے نکل کے اجتماعیت کی طرف بڑھیں اور کعبے کا، جو توحید کی یادگار اور شرک و بت پرستی سے نفرت اور برأت کی علامت ہے، اس میں جو مفاہیم اور رمز ہیں ان کی معرفت کے ساتھ اس کا طواف کریں، اعمال حج کے ظاہر سے ان کے باطن اور روح تک پہنچیں اور اس سے اپنی زندگی کے لئے اور امت اسلامیہ کی زندگی کے لئے توشہ حاصل کریں۔ اس وقت میں، خدا کی رحمت و ہدایت کی امید اور دنیا بھر سے آنے والے آپ مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے حج کے قبول اور پرثمر ہونے کی دعا کے ساتھ اعمال حج پر تدبر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، چند مفید باتوں کی جانب تمام مسلمانوں کی توجہ

مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ یاددہانی کے طور پر عرض کرتا ہوں:

1۔ پہلی بات توحید کے تعلق سے ہے جو حج کی روح اور بیشتر مناسک واعمال حج کی بنیاد ہے۔توحید کا مطلب، عمیق قرآنی مفہوم کے ساتھ، اللہ پر توجہ، اس کی طرف بڑھنا اور تمام بتوں اور شیطانی طاقتوں کی نفی اوران کا رد کرنا ہے۔ان شیطانی طاقتوں میں سب سے زیادہ خطرناک، خوداس کے باطن میں نفس امارہ اور گمراہی وپستی کی طرف لے جانے والی ہوا وہوس ہے اور معاشرے اور دنیا کی سطح پر فتنہ انگیز اور فسادی استکباری طاقتیں ہیں جنہوں نے آج مسلمانوں کی زندگی پر پنجے گاڑ رکھے ہیں اور شیطانی روشوں سے کام لیکر بہت سی مسلم اقوام کے جسم وروح کو اپنی پالیسیوں سے مجروح کر رکھا ہے۔حج میں برأت کا اعلان، ان طاقتوں سے بیزاری کا اعلان ہے۔ہر دیکھنے والی آنکھ اور عبرت آمیز نگاہ اسلامی معاشروں میں ان طاقتوں کے تسلط کا یا تسلط جمانے کی کوشش کا مشاہدہ کرسکتی ہے۔ان میں سے بعض ملکوں میں، سیاست، اقتصاد، بین الاقوامی روابط، دنیا کے واقعات پر موقف، سب، تسلط پسند طاقتوں کے، جن میں سرفہرست امریکہ ہے، زیر اثر ہے۔ان ملکوں میں برائیوں، فحاشی اور حرام کاموں کا عام ہونا ان طاقتوں کی شیطانی پالیسیوں کے نفوذ کا نتیجہ ہے۔حج اس کے اعمال اور توحیدی شعائر، حج کرنے والے ہر مسلمان کے لئے ضروری اور لازم قرار دیتے ہیں کہ وہ ان تمام باتوں سے برأت اور بیزاری کا اظہار کرے اور یہ ان شیطانی باتوں کی نفی میں اسلامی ارادے کی تکمیل اور تمام اسلامی معاشروں میں توحید اور اسلام کی حاکمیت کی راہ میں پہلا قدم ہے۔

2۔ دوسری بات کا تعلق مسلمانوں کے اتحاد اور یک جہتی سے ہے جو اعمال حج کا دوسرا نمایاں مفہوم ہے۔اسلامی ملکوں میں یورپی استعمار کی آمد کے آغاز سے سامراجیوں کی ایک پالیسی مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش رہی ہے۔کبھی فرقہ وارانہ اختلافات کا حربہ استعمال کیا اور کبھی قومیت اور دوسری باتوں کو ہوادی۔افسوس کہ منادیان وحدت اور مصلحین کی فریادوں کے باوجود دشمن کا یہ حربہ اب بھی امت اسلامیہ کے پیکر پر کسی حد تک وار اور

زخم لگا رہا ہے۔شیعہ وسنی،عرب وعجم،ایشیائی وافریقی اختلافات کوہوا دینا،عرب،تورانی اور ایرانی نیشنلزم کو اٹھانے کا آغاز اگر چہ غیروں کے ذریعے ہوا ہے مگر افسوس آج بہت سے اپنے، کج فہمی کی بناء پر یا غیروں کی شہ پر وہ کام کررہے ہیں جو دشمن چاہتا ہے۔ یہ انحراف اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ بعض مسلم حکومتیں پیسے خرچ کر کے، اسلامی مذاہب اور مسلم اقوام کے درمیان تفرقہ ڈالتی ہیں اور بعض عالم نما افراد،صراحت کے ساتھ بعض اسلامی فرقوں کے تاریخ اسلام میں جن کے درخشاں کارنامے ہیں، کافر ہونے کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ مناسب ہے کہ مسلم اقوام ان کاموں کے پلید محرکات کو پہچانیں، ان کے پیچھے بڑے شیطان اوراس کے ایجنٹوں کے ہاتھوں کو دیکھیں اور خیانت کاروں کو بے نقاب کریں۔

3- ایک اہم نکتہ جو تمام مسلمانوں کو جاننا، اس سے مقابلہ کرنا اور اس کے سلسلے میں احساس ذمہ داری کرنا چاہیئے ، یہ ہے کہ آج تقریبا دنیا میں ہر جگہ، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استکباری طاقتوں کی جانب سے سخت اور سازشی مہم جاری ہے۔ اگر چہ خود یہ مہم نئی نہیں ہے اور اس کی نشانیاں، یورپی سامراج کی تاریخ میں نمایاں ہیں، لیکن اس کے طریقوں کا متنوع ہونا، اس کا آشکارا ہونا اور بعض معاملات میں درندگی کے ہمراہ ہونا ایسی چیز ہے جس کی ابتک کوئی مثال نہیں ملتی اور یہ اس (جدید) دور کی پیداوار ہے۔ عالم اسلام کے موجودہ حالات پر ایک نظر ڈالنے سے اس نئی صورتحال یعنی اسلام کے خلاف مہم کے شدید ہونے کی وجہ معلوم ہو جاتی ہے۔ یہ وجہ مسلمانوں میں بیداری پھیلنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حالیہ ایک دوعشرے کے دوران عالم اسلام کے مشرق ومغرب میں حتی غیر اسلامی ملکوں میں، مسلمانوں نے، حقیقی اور عمیق تحریک شروع کی ہے جس کو ''تجدید حیات اسلام'' کی تحریک کا نام دینا چاہیئے۔ آج یہ نوجوان اور تعلیم یافتہ نسل، زمانے کے علوم سے بہرہ مند ہے۔ جس نے کل کے سامراجیوں اور آج استکباریوں کی توقع کے برخلاف نہ صرف یہ کہ اسلام کو فراموش نہیں کیا ہے بلکہ پر جوش ایمان کے ساتھ، انسانی علوم سے فائدہ اٹھا کر پہلے سے زیادہ تیز بین اور گہری نظر رکھنے والی ہوگئی ہے۔ اسلام کا رخ کیا ہے اور

اپنے گم کردہ کواس میں تلاش کر رہی ہے۔ ایران میں اسلامی جمہوری نظام کا قیام اوراس کا روز افزوں استحکام اس مضبوط اور جوان تحریک کا نقطہ عروج ہے جس نے بذات خود مسلمانوں کی بیداری کی وسعت میں اہم کردارادا کیا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جواستکبارکو جواقوام کےعقائداورمقدسات کی مخالفت کوآشکارا کرنے سے پرہیز کرتا رہاہے، مجبور کررہی ہے کہ اسلام کی مخالفت میں آشکارا طور پر تمام ممکن روشوں سے اور بعض اوقات تشدد اور درندگی کے ساتھ میدان میں آئے۔ امریکہ اور یورپی ممالک میں ایسے متعدد سربراہوں اور سیاستدانوں کو پہچانا جاسکتا ہے جنہوں نے اپنے بیانات میں کم سے کم ایک بارصراحت کے ساتھ اسلامی ایمان پھیلنے کو بڑا خطرہ قرار دیکر اس کے مقابلے کوضرورت پر زور دیا ہے۔ ایمان اور اسلامی عمل کی جانب مسلمان نوجوانوں کے رجحان میں جتنی وسعت آئی دشمنی اور گھبراہٹ کی عکاسی کرنے والے ان کے بیانات واضح تر ہوتے گئے اوراب نوبت یہ آگئی ہے کہ بعض اسلامی ملکوں کے سربراہ اور سیاستدان بھی، جو ہمیشہ اسلام سے دشمنی کونفاق کے پردے میں چھپاتے رہے ہیں، اپنے امریکی اور یورپی آقاؤں کی پیروی میں کھلے عام اسلام کے خطرے کا راگ الاپ رہے ہیں اور جن لوگوں پر حکومت کررہے ہیں ان کے مقدس ایمان کواپنے لئے خطرہ بتاتے ہیں۔ عالمی سطح پر اسلامی بیدار کے خلاف مہم کی مختلف شکلیں ہیں۔ الجزائر میں عوام کی اکثریت، مکمل طور پر جمہوری انتخابات میں اسلامی محاذ کو ووٹ دیتی ہیں۔ تشدد آمیز بغاوت کے ذریعے انتخابات کومنسوخ کر کے منتخب ہونے والوں کوجیل میں ڈال دیا جاتا ہے اورعوام کو کچل دیا جاتا ہے اور پھر امریکہ اور یورپ کی استکباری طاقتیں سکون کا سانس لیتی ہیں اور بغاوت کرنے والوں کی حمایت کر کے اس میں اپنے خفیہ ہاتھ کوآشکارا کر دیتی ہیں۔ سوڈان میں اسلامی جماعتیں عوام کی مکمل حمایت سے حکومت میں پہنچتی ہیں تو انواع واقسام کی اشتعال انگیزی شروع کر دی جاتی ہے اور اندر اور سرحدوں کے باہر سے مستقل انہیں دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ فلسطین اور لبنان میں فلسطینی مسلمانوں کو غاصب صیہونی انتہائی وحشیانہ انداز میں کچلتے ہیں اور انہیں ایذائیں دیتے ہیں اور امریکہ

ان درندہ صفت وحشی قاتلوں کی مدد کرتا ہے اور ان مظلوم مسلمانوں اور اپنا دفاع کرنے والے لبنانیوں پر دہشت گردی کا الزام لگاتا ہے۔ جنوبی عراق میں، عراقی عوام اسلامی جذبات اور نعروں کے ساتھ بعثی حکومت کے خلاف جد وجہد شروع کرتے ہیں تو بعثی حکومت ان پر انتہائی وحشیانہ انداز میں حملے کرتی ہے اور امریکہ اور مغرب جنہوں نے دیگر معاملات میں صدام کے خلاف طاقت سے نمٹنے کے ارادے کا آشکارا اظہار کیا تھا، اپنی خاموشی سے اس کی حمایت اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ہندوستان کشمیر میں، جاہل اور متعصب ہندو، حکومت کی چشم پوشی اور بعض اوقات اس کی مدد سے مسلمانوں کی جان اور ناموس پر حملے کرتے ہیں اور اس پر امریکہ اور مغرب کی جانب سے مسکراہٹ اور بے اعتنائی کا اظہار ہوتا ہے۔ مصر میں اس ملک کی فاسد اور نالائق حکومت روشن فکر مسلمانوں کے ساتھ تشدد کرتی ہے اور امریکہ اس وابستہ اور حقیر حکومت کو مالی امداد اور سیکیورٹی ایڈ دیتا ہے۔ تاجکستان میں مسلمان عوام کی اکثریت اسلام کے سائے میں زندگی گزارنا چاہتی ہے، کمیونسٹ باقیات اسے سختی سے کچلتی ہیں۔ بہت سے لوگ بے گھر اور بے وطن ہوجاتے ہیں اور مغرب سابق سوویت کمیونسٹوں کی واپسی کی تمام تر تشویشوں کے باوجود اس کارروائی کو غنیمت سمجھتا ہے اور اسلام اور کمیونزم کے درمیان آشکارا طور پر اسلام کی دشمنی کا انتخاب کرتا ہے۔ امریکہ اور یورپ میں اسلام اور مسلم جماعتوں کی توہین کی جاتی ہے، ان پر الزامات لگائے جاتے ہیں اور خواتین کے حجاب جیسے اسلامی احکام کی پابندی کو ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ حجاب پر پابندی کی شکل میں اور مرتد مصنف کے ذریعے اسلام کی آشکارا توہین کی یورپی حکومتوں کے سربراہ مسلسل آشکارا حمایت کرتے ہیں حتی بدنام زمانہ برطانوی حکومت کا سربراہ، جس کا ماضی برائیوں سے بھرا ہوا ہے، اس ذلیل اور زرخرید مصنف سے ملاقات کرتا ہے۔ سب سے بدتر بوسنیا میں مسلمانوں کی ایسی نسل کشی ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک سال سے زیادہ ہوگیا ہے کہ نسل پرست سرب اور حال ہی میں کروٹ بھی ان کے ساتھ ہوگئے ہیں۔ سربیا کی حکومت کے وسائل اور اسلحے اور غیر ملکی امداد کے

سہارے، بوسنیا کے مسلمانوں یعنی وہاں کے اصلی باشندوں کو وحشیانہ ترین ظلم وستم کا نشانہ بنا رہے ہیں اور ان کا قتل عام کر رہے ہیں، امریکہ اور مغرب نے نہ صرف یہ کہ مظلوم کی کوئی مدد نہیں کی، سربوں کے وحشیانہ جرائم کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کیا بلکہ سلامتی کونسل کے حربے سے کام لیکر، مظلوم مسلمانوں تک اسلحہ پہنچنے کی روک تھام کی اور اقوام متحدہ کی افواج بھیج کر ان کا محاصرہ مکمل کر دیا۔ مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ بوسنیا کے المیے میں براہ راست امریکہ اور یورپی حکومتیں ذمہ دار اور قصووار ہیں۔ اس ایک سال کے عرصے میں کچھ جھوٹے وعدے اور کھوکھلی باتیں کی ہیں لیکن بوسنیا کے ہزاروں قتل ہونے والے مظلوموں میں سے ایک کے قتل کو بھی نہیں روکا ہے اور اس سے بڑھ کر، ان کی اپنے دفاع کی توانائی کی بھی روک تھام کی ہے۔ یہ ہمارے زمانے میں اسلام اور مسلمین سے امریکہ اور مغرب کی دشمنی کی اجمالی تصویر ہے۔ نہ التماس، نہ جھکنا اور نہ ہی مذاکرات، جس کی بعض سادہ لوحی کے ساتھ مسلمانوں کو تجویز پیش کرتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی راستہ، مسلمانوں کی مشکلات حل کر سکتا ہے نہ انہیں نجات دلا سکتا ہے۔ اس کا صرف ایک علاج ہے اور بس۔ وہ ہے، مسلمانوں کا اتحاد، اسلام اور اسلامی اصول واقدار کی پابندی، دباؤ کے مقابلے میں استقامت اور طویل مدت میں دشمن پر عرصہ حیات تنگ کر دینا۔ آج اسلامی دنیا کی نگاہیں، تمام اسلامی ملکوں کے رضا کار غیرت مند نوجوانوں پر ہیں کہ مرکز اسلام کا دفاع کریں اور اپنا تاریخی کردار ادا کریں۔

4- ایک اور اہم نکتہ جس پر تاکید ہونی چاہئے، یہ ہے کہ استکبار اپنی تمام شیطانی چالوں، طاقت، سیاسی حربوں اور جھوٹے پروپیگنڈوں سے کام لیکر اسلامی بیداری اور اسلام کی جانب رجحان کی تحریک کو روکنے میں کامیاب ہوا ہے نہ ہوگا۔ مختلف ملکوں میں اسلامی تحریک منجملہ ایران میں مقدس اسلامی جمہوری نظام کے خلاف، امریکہ، دیگر استکباری ملکوں اور ان کے علاقائی زرخریدوں کی ہمہ گیر سیاسی، سیکیورٹی اور سب سے بڑھ کر تشہیراتی مہم میں اتنی زیادہ وسعت آئی ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس درمیان علاقے میں

امریکہ کی ناجائز اولاد، صیہونی حکومت نے انتہائی رذالت اور خباثت آمیز کردار ادا کیا ہے جس کی اس سے توقع بھی تھی۔ عام اور مادی اندازوں کے مطابق ان تمام ہمہ گیر کوششوں کے نتیجے میں جو مستکبرانہ بغض وعناد کے ساتھ انجام دی جا رہی ہیں، اسلامی ملکوں میں اسلامی تحریک کو کمزور اور ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن اس کے بالکل برعکس، جیسا کہ سب دیکھ رہے ہیں، یہ تحریک روز بروز محکم تر اور وسیع تر ہوئی ہے۔ اس وقت بہت سے ایسے اسلامی ملکوں کی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ جس طرح دو سال قبل الجزائر میں ہوا اسی طرح ان کے ہاں بھی انتخابات کرائے جائیں تو، اسلامی جماعتیں اور اسلامی سرگرمیوں میں مصروف افراد ان ملکوں میں عوام کی اکثریت کا ووٹ حاصل کریں گے۔ یہ ایسے عالم میں ہے کہ ان میں اکثر ملکوں میں اسلامی جماعتوں، حتی اسلامی سرگرمیوں میں مصروف افراد کی تشہیرات اور سیاسی مظاہروں پر بھی پابندی ہے۔ انہیں حالیہ برسوں میں، مقبوضہ فلسطین کی سرزمینوں میں، عوام کی اسلامی جدوجہد نے جن کا مرکز مساجد ہیں، صیہونیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔ انہیں برسوں میں لبنان کی اسلامی جہادی جماعتوں نے، پارلیمانی انتخابات اور عوامی پوزیشنوں میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اسی دور میں اسلامی جمہوریہ ایران نے جس کے بارے میں کچھ لوگ سادہ لوحی کے ساتھ توقع کر رہے تھے کہ، ناکام ہو جائے گا یا اپنے اصول واقدار سے چشم پوشی کر لے گا، اپنے انقلابی اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے، غیر متوقع رفتار کے ساتھ پیشرفت کی ہے۔ میں عالم اسلام کے تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے عرض کرتا ہوں کہ آپ کو بدبین اور مستقبل سے ناامید کرنا دشمن کا سب سے بڑا حربہ ہے۔ کافی ہے کہ کوئی بھی مسلمان اپنے دل تک ناامیدی کو نہ پہنچنے دے۔ کوئی بھی چیز ہمیں ناامید ہونے کی اجازت نہیں دیتی۔ اگر دشمن اس الٰہی تحریک کو ختم کرنے پر قادر ہوتا تو کم سے کم اس کے فروغ کو روک سکتا، مگر آپ سب دیکھ رہے ہیں وہ یہ بھی نہ کرسکا۔ الٰہی سنتیں اور زمینی حقائق نئی اسلامی تحریک کے روشن مستقبل کی نوید دیتی ہیں اور قرآن بار ہا فرماتا ہے

والعاقبة للمتقين

5۔ جدید اور عالمی تشہیرات یقینا استکبار کا کارآمد ترین حربہ ہے۔ آج ایسے اخبارات و جرائد اور صوتی و تصویری ذرائع ابلاغ عامہ کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے جنہوں نے اپنی کوششیں اسلام کی دشمنی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ زرخرید ماہرین، ایسی خبروں، مضامین اور تبصرے و تجزیئے میں مصروف ہیں جن کا مقصد مخاطبین کو گمراہ کرنا اور اسلامی تحریک نیز اسلامی شخصیات کی شبیہ بگاڑ کر پیش کرنا ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران انقلاب کی کامیابی کے بعد سے اب تک بغیر کسی وقفے کے ان معاندانہ تشہیرات کی آماجگاہ رہا ہے۔ مگر کہنا چاہئے کہ فطرت و ضرورت پر استوار حقیقی اسلامی تحریک کے مقابلے میں یہ حربہ بھی کامیاب نہیں رہا اور دشمن کا مقصد پورا نہ کرسکا۔ پیغمبروں کے اس وارث کی ملکوتی شبیہ بگاڑنے کے لئے، ان تمام جھوٹے پروپیگنڈوں اور غلط باتوں کی تشہیر کے باوجود، پوری اسلامی دنیا میں امام (خمینی) طاب ثراہ کی اسلامی دعوت کا عام ہونا، آپ کی فکر، نام اور رہنمائیوں کا ہر جگہ پہنچنا اور دنیا کے مشرق و مغرب میں آپ کی تصاویر کا آویزاں ہونا ہمارے اس دعوے کی روشن ترین دلیل ہے۔ اس کے ساتھ اس بات کا اعتراف بھی کرنا چاہئے کہ مسلم اقوام کی فکر کی سلامتی اور استحکام کا ایک اہم عامل، علمائے کرام، روشن فکر حضرات، مصنفین، فنکاروں اور آگاہ و فعال نوجوانوں کی جانب سے حقائق کا بیان ہونا ہے۔ اس سلسلے میں سبھی بالخصوص راسخ العقیدہ علمائے دین کی ذمہ داری بہت سنگین ہے۔ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد دشمن نے آج تک ہمیشہ، ایران اسلامی پر الزامات عائد کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہی الزامات دنیا کی تمام اسلامی تحریکوں پر لگائے جا رہے ہیں۔ تعصب اور فکری جمود کا الزام، جس کو بنیاد پرستی کا نام دیتے ہیں، دہشت گردی کا الزام، انسانی حقوق کو اہمیت نہ دینے کا الزام، ڈیموکریسی کی مخالفت کا الزام، خواتین کے حقوق سے بے اعتنائی کا الزام، صلح کی مخالفت اور جنگ کی طرفداری کا الزام، تھوڑا سا انصاف، ان الزمات کے بے بنیاد ہونے اور الزام لگانے والوں کی بے شرمی سے واقفیت کے لئے کافی ہے۔ ایران اسلامی پر ڈیموکریسی کی مخالفت کا

الزام ایسی حالت میں لگایا جاتا ہے کہ عظیم اسلامی انقلاب کی کامیابی کے پچاس دن بعد سے اس کے چودہ مہینے کے اندر دو ریفرنڈم انجام پائے جن میں سے ایک میں ایرانی عوام نے ملک کے سیاسی نظام کے عنوان سے ''اسلامی جمہوریہ'' کا انتخاب کیا اور دوسرے میں ملک کے آئین کو منظوری دی۔ اس کے علاوہ آئین ساز اسمبلی کے اراکین، صدر جمہوریہ اور پارلیمنٹ مجلس شورائے اسلامی کے اراکین کے انتخاب کے لئے، تین الیکشن ہوئے اور اب تک صدر اور اراکین پارلیمنٹ کے انتخاب کے لئے، ہمیشہ قانونی مدت میں آزاد انتخابات ہوئے ہیں جن میں عوام نے بھرپور شرکت کی ہے۔ ایران اسلامی پر دہشت گردی کا الزام وہ لوگ لگا رہے ہیں جنہوں نے دہشت گرد صیہونی حکومت کی سب سے زیادہ حمایت کی ہے۔ ایران کے انقلاب مخالف دہشت گرد گروہوں کی پشت پناہی کی ہے، اور ان کے زرخریدوں نے سیکڑوں بار ایران کے اندر بم کے دھماکے کئے ہیں، ہزاروں عام لوگوں، انقلابیوں، بے گناہ عورتوں، مردوں اور بچوں کا قتل عام کیا ہے۔ ایران پر صلح کی مخالفت کا الزام وہ لگاتے ہیں، جنہوں نے بعثی عراقی حکومت کو ورغلا کر ایران پر آٹھ سالہ جنگ مسلط کی اور اس پورے عرصے میں، اس حکومت کو انواع واقسام کی امداد دیتے رہے جو ایران پر حملے کی وجہ سے ان کی پسندیدہ ترین حکومت تھی۔ خواتین کے حقوق کی پامالی کا الزام وہ لگاتے ہیں کہ جو ایرانی خواتین کی اعلا شان و منزلت کو جو شرعی حدود میں رہتے ہوئے اور اسلامی حجاب کے ساتھ، ملک کی اعلی ترین سرگرمیوں میں مصروف ہیں، پسند نہیں کرتے اور مغربی معاشروں میں عورت اور مرد کے روابط پر حکم فرما پستی اور عورتوں کے بزدلانہ استحصال واستفادے کو عورت کی سماجی زندگی کا بہترین معیار بتاتے ہیں۔ ایران پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا الزام وہ لگاتے ہیں جنہوں نے خود حیرت انگیز اور بدترین شکل میں انسانی حقوق کو پامال کیا یا اس پامالی کے اسباب فراہم کئے ہیں۔ آج بوسنیا میں جس طرح انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں کیا نئی دنیا میں انسانی حقوق کبھی اس طرح پامال ہوئے ہیں؟ کیا فلسطینی قوم کے انسانی حقوق کی پامالی، انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ کیا

چار لاکھ سے زائد فلسطینی شہریوں کو انسانی حقوق کی نام نہاد طرفدار دنیا کی آنکھوں کے سامنے، ان کے گھر اور وطن سے باہر نکال دینا، چشم پوشی کے قابل ہے؟ کیا خلیج فارس میں ایران کے مسافر بردار طیارے کو مار گرانے کا امریکہ کا اقدام، امریکہ کے سیاہ فاموں کے ساتھ ناانصافی، الجزائر میں فوجی بغاوت کرنے والوں کی حمایت یا مصر کی فاسد حکومت کی طرفداری یا امریکہ میں کچھ لوگوں کو زندہ جلا کے مار دینا اور اسی قسم کے دیگر واقعات، انسانیت کی توہین اور انسانی حقوق کی پامالی نہیں ہے؟ کیا وہ حکومتیں جو اس طرح نڈر ہو کر انسانی حقوق کو پامال کر رہی ہیں یا اپنی حوصلہ افزا خاموشی سے انسانی حقوق کو پامال کرنے کا حوصلہ بڑھا رہی ہیں، واقعی جیسا کہ وہ دعویٰ کرتی ہیں ایران میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر ناراض ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ خود امریکی حکام اور دیگر الزام لگانے والے جنہوں نے اس پرانے اور زنگ آلود تشہیراتی حربے کے ذریعے، نیا ہنگامہ شروع کر رکھا ہے، اچھی طرح جانتے ہیں کہ بے بنیاد باتیں کر رہے ہیں اور اسلامی جمہوریہ ایران کی جو بات انہیں پسند نہیں ہے، وہ یہ نہیں ہے بلکہ دوسری چیزیں ہیں اور سیاسی مصلحتیں انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتیں کہ صراحت کے ساتھ ان کا اعلان کریں۔ اگرچہ ان کی پالیسیاں تیار کرنے والوں اور مصنفین کے بیانات کے تحلیل وتجزیئے سے ان کا مقصود آشکارا ہو جاتا ہے۔ اسلامی جمہوری نظام میں جو باتیں امریکہ اور دیگر مستکبرین کی ناراضگی کا سبب ہیں وہ یہ ہیں: اول دین کا سیاست سے الگ نہ ہونا اور اسلامی جمہوریہ کی بنیاد۔ دوسرے اس نظام کی سیاسی خودمختاری یعنی سپر طاقتوں کی زور زبردستی کو نہ تسلیم کرنا۔ تیسرے اسلامی جمہوریہ ایران کی جانب سے مسئلہ فلسطین کے واضح راہ حل کا اعلان جو اس بات پر مشتمل ہے کہ غاصب صیہونی حکومت ختم ہو، فلسطینیوں پر مشتمل فلسطینی حکومت قائم ہو اور فلسطین میں مسلمان، عیسائی اور یہودی امن وآشتی کے ساتھ رہیں۔ چوتھے تمام اسلامی تحریکوں کی سیاسی واخلاقی حمایت اور دنیا میں ہر جگہ مسلمانوں پر دباؤ ڈالے جانے کی مخالفت۔ پانچویں اسلام، قرآن اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور دیگر انبیائے الٰہی کے مقام ومرتبے کا دفاع اور

ان مقدس ہستیوں کی توہین کا مقابلہ، جیسا کہ شیطانی آیات کے مرتد اور واجب القتل مصنف کے معاملے میں دیکھا گیا۔ چھٹے اسلامی اتحاد، اسلامی حکومتوں کے درمیان سیاسی اور اقتصادی تعاون اور عظیم امت اسلامیہ کے قالب میں مسلم اقوام کے اقتدار کے استحکام کی کوشش۔ ساتویں اس مغربی ثقافت کی جس کو مغربی حکومتیں تنگ نظری اور تعصب کی بناء پر، دنیا کی تمام اقوام پر مسلط کرنا چاہتی ہیں، نفی اور اسے مسترد کرنا اور مسلمان ملکوں میں اسلامی ثقافت کے احیاء پر اصرار۔ آٹھویں جنسی بے راہ روی کی مخالفت کہ بعض مغربی حکومتوں بالخصوص امریکہ اور برطانیہ کی حکومتوں نے اس کی انتہائی انحرافی اور بے شرمانہ ترین شکل کو سرکاری منظوری دی ہے یا اس کوشش میں ہیں اور دسیوں سال سے مختلف شکلوں میں یہ برائیاں اسلامی ملکوں میں پھیلانے کی منصوبہ بندی اور کوشش کر رہی ہیں۔ یہ ہیں اسلامی جمہوریہ ایران سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی دشمنی کی وجوہات۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ صراحت کے ساتھ اپنی دشمنی کی وجہ بیان کر کے اس فہرست کو سب کے سامنے لائیں تو مسلم اقوام کے دلوں میں جو اصول پسند ہیں، اسلامی جمہوریہ ایران کا مقام و مرتبہ بڑھ جائے گا۔ اسی وجہ سے وہ اپنے پروپیگنڈوں میں ایک طرف ایران پر دہشت گردی اور اسی قسم کے دوسرے الزامات لگاتے ہیں اور دوسری طرف جعلی خبروں اور جھوٹے تجزیوں میں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ گویا کہ اسلامی جمہوریہ ایران اپنے اصولوں سے دستبردار ہو کر دشمن کے مطالبات کے سامنے جھک گیا ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط اور استکبار کی فریبی چالیں ہیں۔ اسلامی جمہوریہ ایران کے اصول، وہی امام (خمینی رحمۃ اللہ علیہ) کا بتایا ہوا راستہ اور اسلام کے بنیادی اصول ہیں، دشمن کے کہنے کے برعکس ایران اسلامی میں بدستور معتبر اور سیاسی و سماجی زندگی کی بنیاد ہیں۔ ایران کی حکومت اور قوم حقیقی محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسلام کے سائے میں زندگی سے، جو اس نے فداکاریوں اور عزیز ترین جانوں کی قربانی دیکر حاصل کی ہے، کسی بھی حال میں دستبردار نہیں ہوگی اور حضرت امام خمینی (رضوان اللہ علیہ) کے اصول اور ان میں سرفہرست دین کے سیاست سے الگ نہ ہونے اور اسلام اور قرآن کو گوشہ نشین کرنے

کے لئے مادہ پرستوں کے دباؤ کے مقابلے میں استقامت کے اصول ہمیشہ اسلامی جمہوریہ ایران میں باقی رہیں گے۔

6۔ آخر میں حجاج کرام سے سفارش کرتا ہوں کہ مسلمان بھائیوں سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے حج (کے موقع) سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں، مسلمانوں کے رفتار و گفتار سے عالم اسلام کے حالات کو سمجھیں، ایک دوسرے سے تجربات، آرزوؤں، پیشرفتوں اور توانائیوں کا تبادلہ کریں اور اپنے حج کو اس حج سے نزدیک تر کریں جو اسلام کے پیش نظر ہے۔ ایرانی بہنوں اور بھائیوں سے میری سفارش ہے کہ اپنی رفتار و گفتار سے دوسرے ملکوں کے مسلمان بھائیوں تک پرشکوہ انقلاب، اپنے ملک اور قوم کا پیغام پہنچائیں۔ خانہ خدا، روضہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حج کے مواقف اور یادوں سے پرسرزمین حجاز میں اپنے مختصر قیام کو، دل میں یاد خدا کو زندہ کرنے، رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کی عترت طیبہ (علیہم السلام) سے روحانی رابطے کو مستحکم تر کرنے بالخصوص حضرت ولی اللہ الاعظم سے کہ یقیناً حج میں جن کی مقدس موجودگی صاحبان معرفت کے لئے فیض رساں ہوتی ہے، آپ سے توسل اور آپ کی عنایات حاصل کرنے، قرآن سے انس، اس کی آیات پر غور وفکر کرنے، دعا ومناجات اور توسل کے لئے جو یقینا تقرب خدا کا موجب ہے، غنیمت سمجھیں، اس سے بہرہ مند ہوں، مسلمانوں کی مشکلات دور ہونے اور اسلام نیز اسلامی جمہوریہ کی عزت وطاقت میں روزافزوں اضافے اور حضرت امام خمینی (رضوان اللہ علیہ) کی روح مطہرہ اور شہدائے اسلام کی ارواح طیبہ کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کریں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی خامنہ ای

26 مئی 1993

مغربی کمپنیاں جو سامراجی کیمپ کا دل ودماغ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍۙ ﴿۲۷﴾ لِّيَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ وَيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِىۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ‌ ۚ فَكُلُوۡا مِنۡهَا وَاَطۡعِمُوا الۡبَآٮِٕسَ الۡفَقِيۡرَ ﴿۲۸﴾

اور لوگوں میں حج کے لئے ندا کر دو کہ تمہاری پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر جو دور دراز رستوں سے چلے آتے ہو (سوار ہو کر) چلے آئیں۔ تا کہ اپنے فائدے کے کاموں کے لئے حاضر ہوں۔ اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چہار پایاں مویشی (کے ذبح کے وقت) جو خدا نے ان کو دیئے ہیں ان پر خدا کا نام لیں۔ اس میں سے تم خود بھی کھاؤ اور فقیر درماندہ کو بھی کھلاؤ۔ [۱]

حمد وسپاس خداوند حکیم کے لئے ہے کہ جس نے اپنے بندوں پر احسان کیا، انہیں خانہ خدا کے گرد جمع ہونے کی دعوت دی اور اپنے عظیم پیغمبر کو گلدستہ تاریخ میں دعوت حج دینے پر مامور کیا۔ اس گھر کو جائے امن وامان قرار دیا، جاہلیت کے بتوں سے پاک کیا،

[۱] سورۂ الحج: ۲۷، ۲۸

مومنین کی طواف گاہ، دور دراز کے لوگوں کے جمع ہونے کا مرکز، مظہر اتحاد و اتفاق، جلوہ گاہ شوکت اور جلسہ گاہ امت قرار دیا۔ بیت اللہ کو کہ جس کو جاہلیت اولی کے دور میں خادمین کعبہ اور امور طواف و سعی کے ذمہ داروں نے اپنی سرداری و حکمرانی کی دکان اور بازار تجارت میں تبدیل کر دیا تھا، عوام الناس سے متعلق قرار دیا اور ان کے لئے استفادہ کرنے اور بہرہ مند ہونے کا مرکز بنایا، وہاں کے ساکنین اور دوسری جگہوں سے آنے والے مسافرین کا حق برابر قرار دیا، حج کو مسلمین کی وحدت و عظمت، ہم آہنگی اور ان کے ایک دوسرے سے منسلک ہونے کا راز اور ایسی بہت سی بیماریوں کا علاج قرار دیا جس میں افراد اور مسلم معاشرے، اپنے مرکز سے جدائی کے نتیجے میں مبتلاء ہوتے ہیں جیسے غیروں کی پرستش، خود فراموشی، سازشوں میں پھنس جانا، خدا سے غفلت اور اہل دنیا کا اسیر ہونا، اپنے بھائیوں کی نسبت بدگمانی اور ان کے بارے میں دشمنوں کی باتوں یقین، امت اسلامیہ کے مستقبل کی نسبت بے حسی بلکہ امت اسلامیہ کو نہ پہچاننا، دوسرے اسلامی علاقوں کے حوادث سے بے خبری، اسلام اور مسلمین کے بارے میں دشمنوں کی سازشوں کے سلسلے میں ہوشیاری کا فقدان اور بہت سی دوسری مہلک بیماریاں جو تاریخ اسلام میں ہمیشہ مسلمانوں کے امور پر نااہلوں اور خدا سے بے خبر لوگوں کے تسلط کے نتیجے میں مسلمانوں کے لئے خطرہ بنی رہیں اور حالیہ صدیوں میں علاقے میں بیرونی استعماری طاقتوں کی آمد اور ان کے زر خریدوں اور دنیا پرستوں کی حکمرانی کے باعث تباہ کن اور بحرانی شکل اختیار کر چکی ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے حج کو امت خالدہ کے لئے، کبھی ختم نہ ہونے والا ذخیرہ، ہمیشہ جاری رہنے والا چشمہ اور دریائے زلال قرار دیا کہ اس کی شناخت رکھنے والا اور اس کی قدر جاننے والا ہر حال میں اس سے استفادہ کر سکے گا اور اس کو مذکورہ مہلک بیماریوں کی دوا قرار دے گا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ملت ایران پر رحمت نازل فرمائی اور صحرا و بیاباں کے طالب خار ہائے مغیلاں کی سرزنش کے بعد شوق کعبہ مقصود کی، جام وصل سے، جس میں عزت و کامرانی دونوں کی شیرینی تھی تکمیل کی۔ جس حق سے کئی برسوں تک اس

کو ناروا طریقے سے محروم رکھا گیا، اپنی شان کریمانہ سے اسے واپس دلایا اور اس قوم کی خالی جگہ کو جس نے بوجہلی حج کی جگہ حج ابراہیمی ومحمدی (صلی اللہ علیہما وآلہما) کو رائج کیا، (اسی قوم سے) بنحو احسن پر کیا۔ مشتاقان مہجور ومحصور کے قلب تپاں کو جرعہ وصال سے سکون عطا کیا، انوار معرفت سے منور اور شوق زیارت سے لبریز دلوں کی آرزو پوری کی، اپنے مخلص بندوں کو فضل وکرم خاص سے نوازا، مومنوں کی نصرت کا وعدہ پورا کیا اور اپنے گھر کو اعتکاف میں بیٹھنے والوں اور طواف کرنے والوں کا مرکز قرار دیا۔

پالنے والے ان عاشق ومشتاق عازمین حج پر جنہیں جانگداز انتظار کے بعد دیار معشوق میں جانا نصیب ہوا ہے اور ان تمام بہنوں اور بھائیو پر جو دنیا کے مختلف گوشوں سے تیری بارگاہ رحمت ومغفرت میں آئے ہیں نظر کرم فرما، ان کے دلوں کو انوار معرفت وبصیرت سے روشن فرما، اپنی ہدایت اور نصرت ان کے شامل حال فرما، انہیں اصلاح امت کا عزم راسخ عطا فرما اور انہیں ان کے دشمنوں پر کامیابی عطا کر، یارب العالمین!

پالنے والے! چار سال پہلے حرم امن الہی میں جو شہداء، دشمنی وکینے کا نشانہ بنے اور عورت، مرد، جوان اور بوڑھے، مظلومانہ انداز میں تیرے آستانے پر اپنے خون میں غلطاں ہوئے اور ان کے انتظار میں لگی ہوئی ان کے عزیزوں کی منتظر نگاہوں کا انتظار ان کے جنازے آنے پر ختم ہوا، ان شہیدوں کی ارواح پر فضل ورحمت نازل فرما اور اس حج کا مکمل ثواب انہیں عطا فرما جس کی حسرت میں انہوں نے ملکوت اعلی کی طرف پرواز کیا۔

پالنے والے! ہمارے رہبر وامام، اس آزمودہ عبد صالح، اولیاء کے سچے وارث، اس پارسا، پرہیزگار اور بیدار انسان کی روح پر اپنا فضل وکرم نازل فرما جو تیری رضا کی جستجو میں رہا، جس کی دوستی اور دشمنی تیرے لئے تھی اور تیری راہ میں وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتا تھا۔ تیرا حج کرنے والے، تیری عبادت کرنے والے اور تیری راہ میں سعی وکوشش کرنے والے ان تمام لوگوں کے حج، عبادت اور سعی وکوشش کا ثواب ہمارے امام کو بھی عطا کر جنہیں ان کی رہبری وہدایت حاصل رہی۔ پالنے والے ہمارے امام کی یہ آرزو پوری کر کہ حج، حج

ابراہیمی ہواوراس عظیم عبادت الٰہی سے امت اسلامیہ بہرہ مند ہو۔

پالنے والے! تمام صدیوں اورادوار کے منجی بشریت، اپنے برگزیدہ اور عظیم پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہترین درود وسلام نازل فرما، جنہوں نے انسانوں کو سیدھا راستہ دکھایا، تیری وحی انہیں سنائی، دنیا وآخرت کی سعادت کے راستے سے انہیں روشناس کرایا اور اپنی سیرت طیبہ سے تمام صدیوں کے انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہلبیت طیبین وطاہرین ومعصومین، بالخصوص بقیۃ اللہ الاعظم، حجت اللہ فی الارض حضرت مہدی منتظر (عجل اللہ فرجہ وارواحنا فداہ) پر تیرا درود وسلام ہو۔

اوراب آپ عزیز بہنوں اور بھائیوں کے لئے جو دنیا کے مختلف علاقوں سے حج کی وعدہ گاہ عظیم میں جمع ہوئے ہیں اور قومی، نسلی اور فرقہ وارنہ "میں" سے ہجرت کر کے، اسلامی اور قرآنی "ہم" میں ضم ہو گئے ہیں، ضروری ہے کہ کچھ مسائل کو مد نظر رکھیں، دوسرے مسلمانوں سے ان کے بارے میں تبادلہ خیال اور مشاورت کریں اور حج سے واپسی پر اس کو اپنے فکر وعمل کی اساس قرار دیں۔

1- پہلی بات اسرار ورموز سے مملو اس عظیم واجب، حج بیت اللہ کی قدر کو سمجھنا ہے۔ حج مظہر توحید اور کعبہ، کا نشانہ توحید ہے۔ یہ جو حج سے متعلق آیات کریمہ میں بارہا ذکر خدا کی بات کی گئی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس گھر میں اور اس کی برکت سے مسلمانوں کے ذہن وعمل کو، غیر خدا سے اور ان کی زندگی کو، شرک کی تمام اقسام سے پاک ہونا چاہئے۔ اس جگہ، ہر عمل کا محور ومرکز خدا ہے اور طواف، سعی، رمی جمرات، وقوف اور حج کے دیگر اعمال، سب ایک طرح سے خدا میں جذب ہونے اور اللہ کے علاوہ تمام خداؤں کی نفی، انکار اور ان سے برأت کا مظہر ہے۔ یہ ہے بت شکن اور تاریخ کے منادی توحید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت حنیف۔

شرک ہمیشہ ایک ہی طرح کا نہیں ہوتا۔ بت ہمیشہ لکڑی، پتھر اور دھات کی مختلف شکلوں میں ہی ظاہر نہیں ہوتے۔ خانہ خدا اور حج کے تعلق سے ہر زمانے میں شرک کو اس زمانے کے مخصوص لباس میں اور خدا کے شریک بت کو اس دور کی مخصوص شکل میں

پہچاننے اور اس کی نفی اور اس کو مسترد کرنے کی ضرورت ہے۔ آج ''لات''، ''منات'' اور ''عزیٰ'' کی کوئی خبر نہیں ہے۔ لیکن ان کے بجائے، ان سے زیادہ خطرناک، دولت، طاقت، سامراج اور جہالت و سامراجیت کے نظاموں کے بت ہیں جو اسلامی ملکوں میں مسلمین کی زندگی پر سایہ فگن ہیں۔

وہ بت جس کی عبادت و اطاعت پر آج دنیا کے بہت سے لوگوں اور بہت سے مسلمانوں کو زور زبردستی کے ذریعے مجبور کیا جا رہا ہے، امریکی طاقت کا بت ہے جو مسلمانوں کے تمام سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی شعبوں پر قابض ہے اور اقوام کو وہ چاہیں یا نہ چاہیں، مسلمانوں کی بھلائی و مصلحت کے خلاف اپنے اغراض و مقاصد کے راستے پر چلاتا ہے۔ یہی بے چوں و چرا اطاعت ہی عبادت ہے جو آج سامراجی طاقتوں اور ان میں سرفہرست امریکہ کے تعلق سے اقوام پر مسلط کی جا رہی ہے اور انہیں مختلف شکلوں میں اس سمت لے جایا جا رہا ہے۔

اخلاقی برائیاں اور فحاشی جو سامراجی کارندوں کے ذریعے اقوام میں پھیلائی جا رہی ہے، فضول خرچی کرنے کا رواج، جو ہماری اقوام کی زندگی کو روز بروز اپنی دلدل میں غرق کرتا جا رہا ہے تاکہ مغربی کمپنیاں جو سامراجی کیمپ کا دل و دماغ ہیں زیادہ سے زیادہ منافع کمائیں، مغربی سامراج کا سیاسی تسلط جس کے ستون عوام مخالف زرخرید حکومتوں نے کھڑے کئے ہیں اور فوجی موجودگی جو مختلف بہانوں سے روز بروز آشکار تر ہو رہی ہے، یہ سب اور اس جیسی دوسری چیزیں، شرک اور بت پرستی کے مظاہر ہیں جو توحیدی زندگی اور توحیدی نظام کے بالکل خلاف ہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے لئے مقرر کیا ہے۔ حج اور خانہ توحید کے اس عظیم اجتماع میں شرک کے ان مظاہر کی نفی ہونی چاہئے اور مسلمانوں کو ان سے خبردار کرنا چاہئے۔ اسی واضح اور روشن مفہوم کے پیش نظر حج کو مشرکین سے اعلان برائت کی بہترین جگہ سمجھا گیا اور خداوند عالم نے خود اپنی زبان میں، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مشرکین سے اعلان برأت کو حج اکبر کے دن پر موقوف کیا ہے

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳﴾

اور حج اکبر کے دن خدا اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ خدا مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی (ان سے دستبردار ہے)۔ پس اگر تم توبہ کرلو تو تمھارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر نہ مانو (اور خدا سے مقابلہ کرو) تو جان رکھو کہ تم خدا کو ہرا نہیں سکو گے اور (اے پیغمبر) کافروں کو دکھ دینے والے عذاب کی خبر سنادو۔[1]

آج مسلمین حج میں جو برأت کے نعرے لگاتے ہیں وہ سامراج اور اس کے زرخریدوں سے برأت کی فریاد ہے جن کا نفوذ، افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی ملکوں میں زیادہ ہے اور انہوں نے اسلامی معاشروں پر شرک آلود نظام زندگی، مشرکانہ سیاست اور ثقافت مسلط کر کے، مسلمانوں کی زندگی میں توحید عملی کی بنیادیں منہدم کر دی ہیں اور انہیں غیر خدا کی عبادت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ان کی توحید صرف زبانی ہے۔ توحید کا صرف نام ہے، ان کی زندگی میں معنی توحید کا کوئی اثر باقی نہیں رہا۔

حج اسی طرح اتحاد اور وحدت مسلمین کا مظہر ہے۔ خداوند عالم تمام مسلمانوں کو اور ان میں سے جس میں بھی استطاعت ہو، ایک خاص جگہ پر، خاص زمانے میں بلاتا ہے اور انہیں ایسے اعمال بجالانے کا حکم دیتا ہے کہ جو نظم، ہماہنگی اور ایک ساتھ زندگی گزارنے کا مظہر ہیں اور انہیں کئی دن اور کئی راتیں ایک جگہ پر ایک ساتھ رکھتا ہے۔ اس کا پہلا نمایاں اثر ان میں سے ہر ایک میں وحدت و اجتماعیت کا احساس پیدا ہونا ہے۔ انہیں مسلمانوں

---

[1] سورۂ التوبہ: ۳

کے اجتماع کا شکوہ نظر آ جاتا ہے اور احساس عظمت سے ان کے اذہان سرشار ہوجاتے ہیں۔ اس عظمت کے احساس کے بعد اگر کوئی مسلمان اکیلا کسی غار میں بھی زندگی گزارے، تو خود کو اکیلا نہیں محسوس کرے گا۔ اس حقیقت کے احساس سے تمام اسلامی ملکوں میں، مسلمانوں میں اسلام مخالف کیمپ یعنی سرمائے کی حکمرانی کی دنیا کے سیاسی و اقتصادی تسلط، اس کے کارندوں اور زر خریدوں اور ان کے نیرنگ و فتنے کے مقابلے میں دلیری و شجاعت پیدا ہوتی ہے اور ان پر تحقیر کا جادو جو یلغار کا نشانہ بننے والی اقوام کے لئے، مغربی سامراج کا پہلا حربہ ہوتا ہے، اثر نہیں کرتا۔ اسی عظمت کے احساس کے نتیجے میں، مسلمان حکومتیں اپنے عوام پر بھروسہ کر کے خود کو بیرونی طاقتوں سے بے نیاز محسوس کرتی ہیں اور مسلم اقوام اور حکومتوں کے درمیان فاصلہ جو مصیبتیں وجود میں لاتا ہے، ان کے ہاں نہیں ہوتا۔ اس جماعت و وحدت کا احساس ہے جس کی وجہ سے کل اور آج کا استعماری نیرنگ یعنی انتہا پسندانہ قوم پرستی مسلم اقوام کے درمیان وسیع اور گہرے فاصلے وجود میں نہیں لا پائی اور عرب، فارس، ترک اور افریقی و ایشیائی قومیتیں، بجائے اس کے کہ واحد اسلامی شناخت سے متصادم ہو اس کا جز اور اس کی وجودی وسعت کی علامت بن جاتی ہے اور اس کے بجائے کہ ہر قومیت، دوسری اقوام کی نفی و تحقیر کا باعث ہو، اقوام کے درمیان ایک دوسرے کی مثبت تاریخی، نسلی اور جغرافیائی خصوصیات کے تبادلے کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

حج کو اپنے شعائر، مناسک اور مناظر کے ساتھ ایسا ہونا چاہئے کہ دنیا کے تمام علاقوں کے مسلمانوں کے اندر اتحاد، مہربانی، جماعت اور عظمت کا احساس زندہ کر دے، مختلف فرقوں اور قبائل سے امت واحدہ کی تشکیل کرے اور اس امت واحدہ کی عبودیت مطلق، خداوند عالم کی وادی امن کی طرف ہدایت کرے اور خداوند عالم کے اس قول کے عملی شکل اختیار کرنے کے لئے حالات کو سازگار بنائے کہ

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۹۲﴾

یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار

ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو۔[1]

عبودیت پروردگار، ربوبیت ووحدانیت کے آستانے پر جبہ سائی کرنے والی امت واحدہ کی تشکیل اسلام کی وہ بڑی آرزو ہے کہ جس کے سائے میں مسلمانوں کے لئے تمام انفرادی واجتماعی کمالات تک پہنچنا ممکن ہو جائے گا اور یہ وہ ہدف ہے کہ جس کے حصول کے لئے شریعت میں جہاد اسلامی کو رکھا گیا اور تمام اسلامی عبادات وواجبات اس کے ایک حصے کے لئے زمین ہموار کرتے ہیں۔حج ابراہیمی ومحمدی (صلی اللہ علیہما وآلہما) یقیناً ان دو عظیم اہداف کی تمہیدات اور ارکان میں سے ہے۔اسی بناء پر اس عظیم اجتماع میں ذکر خدا

فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللهَ كَذِكْرِكُمْ
اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ

پھر جب حج کے تمام ارکان پورے کر چکو تو (منیٰ میں) خدا کو
یاد کرو۔[2]

اور مشرکین سے برأت کے اعلان کو

وَاَذَانٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ
اَنَّ اللهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ

اور حج اکبر کے دن خدا اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو
آگاہ کیا جاتا ہے کہ خدا مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی
(ان سے دستبردار ہے)۔[3]

رکن حج قرار دینے کے ساتھ ہی، ایسے ہر اقدام کی نسبت جو بھائیوں کے درمیان یعنی اس امت واحدہ میں دشمنی اور تفرقہ بڑھائے، حساسیت بھی اپنی اعلا حد پر پائی جاتی ہے۔

---

[1] سورۂ الانبیاء:۹۲

[2] سورۂ البقرہ:۲۰۰

[3] سورۂ التوبہ:۳

یہاں تک کہ دو مسلمان بھائیوں کے درمیان کہا سنی بھی جو معمول کی زندگی میں زیادہ اہم چیز نہیں ہے، حج میں ممنوع اور حرام ہے۔

اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ فِيۡهِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الۡحَجِّ ؕ

حج کے مہینے (معین ہیں جو) معکوم ہیں تو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کر لے تو حج (کے دنوں) میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے نہ کوئی برا کام کرے نہ کسی سے جھگڑے۔[1]

جی ہاں جہاں مشرکین یعنی توحیدی امت واحدہ کے بنیادی دشمنوں سے برأت کا اعلان ضروری قرار پاتا ہے وہیں مسلمان بھائیوں یعنی توحیدی امت واحدہ کے بنیادی اراکین سے بحث و مباحثہ ممنوع و حرام ہو جاتا ہے۔ اس طرح حج میں وحدت و جماعت کا پیغام زیادہ صراحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

حج کے رمز و راز اس سے بہت زیادہ ہیں جن کا یہاں اشارتاً ذکر کیا گیا۔ ان رموز پر جن کا مقصد مسلمان معاشرے اور افراد کے تشخص کا احیاء اور اس کی نابودی کے عوامل کے خلاف جدوجہد ہے، غور و فکر حاجی کے سامنے نئے افق کھول دیتی ہے اور اس کو سعی و کوشش کے کبھی ختم نہ ہونے والے عالم میں لے جاتی ہے۔ ہر حاجی کا پہلا فریضہ ان رموز پر غور و فکر، تبادلہ خیال، ان تمام امور کے محور و بنیاد کی جستجو اور اس بات پر غور کرنا ہے کہ بعض عوامل و عناصر یہ کوشش کیوں کرتے ہیں کہ حج کو اس کے سیاسی و اجتماعی مفاہیم سے عاری کر کے صرف ایک انفرادی عبادت کے عنوان سے پیش کریں؟ دین کو دنیا کے عوض بیچنے والے عالم نما افراد، جن کے نام اور دینی شان کا تقاضا ہے کہ لوگوں کو اسرار سے آشنا کریں اور ان کے جسم و روح کو اس کے اہداف کی طرف لے جائیں، اس کے برعکس اس سلسلے میں ہر قسم کی حقیقت بیانی کی مخالفت اور حقائق کو چھپانے پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟ لاؤڈ اسپیکروں

---

[1] سورۂ البقرہ: ۱۹۷

سے بار بار یہ اعلان کیوں کیا جاتا ہے کہ حج میں سیاست کی مداخلت نہیں ہونی چاہئے؟ کیا اسلام اور اس کے نورانی احکام انسانوں کی مادی ومعنوی زندگی کی ہدایت اور ان کے امور چلانے کے لئے نہیں ہیں؟ کیا اسلام میں دینداری سیاست سے ملی ہوئی نہیں ہے؟ یہ عالم اسلام کی بڑی مصیبتوں میں سے ہے کہ کچھ لوگوں کی دنیا پرستی، رجعت پسندی اور کوتاہبینی نے ہمیشہ غیروں کی خباثت آلود اور منظم دشمنی میں ان کی مدد کی ہے اور وہ زبانیں اور قلم جنہیں اسلام اور اس کے حقائق کے بیان میں مصروف رہنا چاہئے، اسلام کے ہوشیار اور سازشی دشمنوں کے آلہ کار بن جاتے ہیں۔ یہ وہی مصیبت ہے کہ حضرت امام (خمینی رضوان اللہ تعالی علیہ) نے بارہا جس کو بیان کیا ہے اور اس کا شکوہ کیا ہے۔ضروری ہے کہ امت کے باہوش افرادعوام الناس کو اس سے واقف کرائیں۔ سچے علمائے کرام اور دین کو دنیا کے ہاتھوں بیچنے والے زرخریدوں کے درمیان فرق کوواضح کریں۔

2- خاص طور پر اس زمان ومکان میں جس پر غور وفکر ضروری ہے، اپنی تاریخ سے امت اسلامیہ کے منسلک ہونے کا مسئلہ ہے اور اسی طرح اس انجام کے بارے میں بھی غور وفکر ضروری ہے جو امت اسلامیہ کو خود اپنے لئے رقم کرنا ہے۔امت اسلامیہ کا ماضی ایسا ہے کہ سامراج نے ایشیا اور افریقہ میں اپنی آمد کے بعد اسے مخدوش کرنے اور اس بات کی بہت کوشش کی کہ اس کوفراموش کر دیا جائے۔اسلامی ملکوں کے مادی اور افرادی قوت کے ذخائر پر تسلط اور مسلمان اقوام کے امور پر قبضے کا جو اٹھارھویں صدی کے اواخر سے سامراجیوں کا براہ راست اور بالواسطہ ہدف رہا ہے، تقاضا تھا کہ مسلمان اقوام کا تشخص اور ان کے اندر پایا جانے والا احساس عظمت ختم کر دیا جائے اور انہیں ان کے پرشکوہ ماضی سے بالکل الگ کر دیا جائے اور اس طرح انہیں اپنے اخلاقی اصول وثقافت کو چھوڑ کے مغربی ثقافت اور سامراجی تعلیم کوقبول کرنے پر مائل کیا جائے۔اسلامی ملکوں میں حکمفر ما بدعنوان اور استبدادی حکومتوں کے تسلط سے پیدا ہونے والے سازگار حالات میں یہ حیلہ کارگر ہوااور مغربی ثقافت اور ان تمام چیزوں کا سیلاب شروع ہو گیا کہ جنہیں سامراج مسلم

اقوام پر اپنے سیاسی اور اقتصادی تسلط کے لئے ان کے درمیان پھیلانا ضروری سمجھتا تھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی ممالک دوسو سال تک مغربی لٹیروں کی لوٹ مار کی آماجگاہ بنے رہے اور کوئی انہیں روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا۔ انہوں نے براہ راست حکمرانی سے لیکر، قدرتی ذخائر پر قبضے، یہاں تک کہ قومی زبان کے رسم الخط کی تبدیلی، فلسطین جیسے ایک اسلامی ملک پر مکمل قبضے اور اسلامی مقدسات کی توہین تک سب کچھ کیا اور مسلمانوں کو علمی و ثقافتی رشد سمیت، سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی خودمختاری کی تمام برکات سے محروم کر دیا۔

آج مسلمان ملکوں کی ثقافتی، سماجی، اقتصادی اور فوجی حالت پر ایک نظر، مادی اور معنوی کمزوری کے مشاہدہ اور ان ملکوں کی اکثر حکومتوں کی حالت اور ان کے سیاسی نظاموں پر غور کرنے سے، جن میں ہر چیز ناتوانی اور احساس ذلت کی عکاسی کرتی ہے، واضح ہو جاتا ہے کہ اس صورتحال کی سب سے بڑی وجہ ان ملکوں اور اقوام کا اپنی تاریخ، ماضی اور اس عظمت سے کٹ جانا ہے جو ہر کمزور اور ناامید انسان میں امید کی روشنی اور سعی و کوشش کا جذبہ پیدا کر سکتی ہے۔ اس تاریخی عظمت و شکوہ کی بنیاد خدا کے لئے قیام اور مخلصانہ جہاد کے آغاز میں، اسلام کے حریت آموز اور حیات بخش احکام پر عمل، صدر اسلام میں مسلمانوں کی سعی و کوشش، مکے کے ایام غربت اور مدینے کے عہد جہاد میں رکھی گئی تھی۔ وہ نومولود جس کو اسلامی معاشرہ کہا جاتا ہے حجاز کے جہاد اور جدوجہد کی برکت سے ایک طاقتور اور ذہین نوجوان میں تبدیل ہوا اور پھر صدیوں اس نے دنیا میں اقتدار و سیاست کا پرچم سربلند رکھا اور علم و معرفت کی روشنی پھیلائی۔ اس عظمت کا سرچشمہ مکے اور مدینے کے جہاد کی عظمت کا سرچشمہ تھا۔

مکہ اور مدینہ مرکز وحی اور اس مومن و مجاہد جماعت پر برکات الٰہی کے نزول کا مقام ہے جس نے آیات الٰہی پر ایمان و عمل کی برکت سے خاک مذلت کو ترک کر کے وہ آزادی حاصل کی جو بشریت کے شایان شان ہے۔ آزادی بشریت اور دولت و طاقت کے سلطانوں کے تسلط سے بنی نوع انسان کی رہائی کا پرچم بلند کیا، اس نور معرفت سے جس کا سرچشمہ قرآن تھا، دانش بشری کا عظیم مرکز قائم کیا، صدیوں علم و معرفت بشری کی روشنی

پھیلائی، پوری بشریت کو چشمہ علم سے سیراب کیا، صدیوں گرانبہا ترین علمی آثار رقم کئے اور عالم بشریت کی تقدیر کو اپنے علم، سیاست اور ثقافت سے جوڑ دیا۔ یہ سب زمانہ پیغمبر ﷺ اور صدر اسلام کے ایک دور میں، حکومت الٰہی اور خالص اسلامی تعلیمات کی برکت سے تھا جو شاہی حکومتوں کے شجرہ خبیثہ کے رشد و تسلط اور عہد توحید سے لوگوں کے پلٹ جانے کے باوجود صدیوں مسلمانوں کو اپنے ثمرات عطا کرتی رہیں اور ان کے ذریعے پوری بشریت کو سیراب کیا جاتا رہا۔ اس سرزمین کی ایک ایک بالشت زمین پیغمبر اکرم ﷺ اور آپ کے باوفا اور نورانی ساتھیوں کی یاد دلاتی ہے۔ اسی سرزمین سے اسلام طلوع ہوا، پرچم اسلام بلند ہوا اور جہالت کی تمام زنجیروں سے بشریت کو آزادی ملی۔

آج جبکہ مسلمان اقوام میں صدیوں کے زوال، جمود اور تذلیل کے بعد بیداری اور خدا کے لئے قیام کا رجحان پیدا ہوا ہے اور بہت سے اسلامی ملکوں میں آزادی و خود مختاری اور اسلام و قرآن کی طرف واپسی کی خوشبو پھیل گئی ہے، مسلمانوں کو اپنے نورانی اور معجز نما ماضی، اسلام کے ابتدائی دور کی اسلامی جدوجہد اور خدا کے لئے قیام کے دور سے اپنے رشتوں کو زیادہ مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سرزمین کی اسلامی یادیں، ہر صاحب تدبر مسلمان کے لئے ایسی شفا بخش دوا ہے جو اس کو کمزوری، زبوں حالی، مایوسی اور بدگمانی سے نجات دلا کر اسلامی اہداف کے حصول کا راستہ دکھاتی ہیں، جو ہمیشہ ہر صاحب حکمت و تدبر انسان کی زندگی اور سعی و کوشش کا ہدف ہے۔

اس سرزمین پر پیغمبر اکرم ﷺ نے اپنے یاران باوفا کے ساتھ تیرہ سال تک سختیاں اور مشقتیں برداشت کیں تب جا کے اسلام کی جڑیں مضبوط ہوئیں۔ اسی سرزمین پر کئی سال شعب ابیطالب میں مصیبتوں سے پر زندگی گزارنے، بلال، عمار، یاسر، سمیہ، عبداللہ بن مسعود اور ایسے ہی دیگر اصحاب کو سخت ترین ایذائیں دیئے جانے، مکہ اور طائف کے قبائل کے درمیان رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طویل اور پر مشقت رفت و آمد کے بعد اہل یثرب سے بیعت عقبہ واقع ہوئی اور مدینہ رسول ﷺ کی جانب ہجرت

پر برکت پیش آئی اور اسلامی حکومت تشکیل پائی۔ یہاں فتح بدر، شکست احد، معرکہ خندق اور حدیبیہ کے امتحان کا سامنا ہوا۔ یہاں اخلاص اور جہاد نے فتح رقم کی اور دولت پرستی اور غنیمت طلبی نے ناکامی دکھائی۔ یہاں ایک ایک آیت کر کے قرآن نازل ہوا، اسلامی تمدن و ثقافت اور اسلامی حیات طیبہ کی بنیاد کی ایک ایک اینٹ رکھی گئی۔ مسلمان اس ماضی پر پرتدبر اور اس کے ساتھ ایک ایک لمحہ زندگی گزار کے، مستقبل کے ساتھ تعمیری رابطہ قائم کر سکتے ہیں، زندگی کی راہ اس کے ہدف کو پہچان سکتے ہیں، راستے کے خطرات سے آگاہ ہو سکتے ہیں، اس تحریک کے مستقبل کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں اور خود کو یہ راستہ طے کرنے کے لئے آمادہ کر سکتے ہیں اور کمزوری اور حقارت کے احساس اور دشمن کے خوف سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور یہ سب حج کی برکت سے ہے۔

میں نے جو کچھ کہا اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ کل کے استعمار اور آج کی سامراجی اور تسلط پسند طاقتیں ماضی سے مسلمانوں کے فکری اور جذباتی لگاؤ سے کیوں ڈرتی ہیں؟ یہ ماضی سے تعلق ہے جو حال اور مستقبل میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔

ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اسلامی جمہوریہ کے قیام اور اس اعلان کے بعد کہ ایرانی قوم اسلامی اقدار پر استوار ایک معاشرہ وجود میں لانا اور اس میں اسلامی قوانین نافذ کرنا چاہتی ہے، مشرق و مغرب اور ان سے وابستہ ملکوں کے تشہیراتی اداروں نے اسلامی جمہوریہ کو بنیاد پرست، قدامت پسند اور ماضی کی طرف جانے والا رجعت پسند نظام قرار دیا اور یہ کہتے ہوئے کہ ایران اسلامی، ماضی کی روایات کی پابندی چاہتا ہے، اس پر سخت تشہیراتی حملے شروع کئے جبکہ رجعت پسند، استبدادی اور قدیم کھوکھلی روایات کے پابند نظام جو نئے عالمی اصطلاحات جیسے آزادی، ڈیموکریسی اور انسانی حقوق کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں، دنیا کے مشرق اور مغرب میں کم نہیں ہیں لیکن ان پر کبھی تشہیراتی حملے نہیں کئے گئے۔ عبرت انگیز بات یہ ہے کہ ان حکومتوں کے ریڈیو نے بھی جن کے یہاں نئی سیاسی روش کے ابتدائی ترین طور طریقے کی بھی کوئی خبر نہیں ہے، قومی پارلیمنٹ نام کی کوئی چیز ان

کے یہاں نہیں ہے، آزاد انتخابات اور غیر سرکاری اخبارات وجرائد افسانے کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ بھی اس ملک کو جہاں اسلامی عوامی حکومت ہے، اسلامی قوانین عوام کے منتخب اراکین پر مشتمل پارلیمنٹ میں پاس ہوتے ہیں اور عوام کی منتخب حکومت ان کا نفاذ کرتی ہے اور اس کے تمام حساس مسائل میں عوام کی فعال مشارکت ہوتی ہے، اس کو رجعت پسند کہا اور دنیا کے صاحبان عقل کو اس مضحکہ خیز تقلید پر ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

جی ہاں، سامراج اور اس کے تشہیراتی اداروں، اس کے زرخرید قلم اور پروپیگنڈہ لاؤڈ اسپیکروں کو اس ملک سے جو قدامت پرستی کی گہرائیوں میں غرق ہو اور اس قوم سے جو جاہلیت کی رسومات میں جکڑی ہوئی ہو لیکن اس کے مادی خزانوں کے دروازے ان پر کھلے ہوں، نہ صرف یہ کہ کوئی پریشانی نہیں ہے بلکہ اس سے بہت خوش ہیں۔ لیکن جن اقوام کا ماضی انہیں عزت وعظمت کی یاد دلائے، جہاد اور شہادت کے راستے ان کے لئے کھول دے، انہیں انسانی کرامت واپس دلائے، ان کی دولت وعزت کو تسلط پسندوں کی غارتگری سے محفوظ بنا دے، مختصر یہ کہ خدا، دین اور قرآن کو ان کی زندگی کا محور بنا دے اور ان کی زندگی سے تسلط پسند، مستکبر اور مستبد طاغوتوں کا تسلط ختم کر دے، وہ ایسے ماضی کی طرف واپسی اور ایسی تاریخ سے منسلک ہونے سے ناراض، سراسیمہ اور خوفزدہ ہیں۔ اس لئے ہر قیمت پر اس کو روکنا چاہتے ہیں۔

مسلمین، بالخصوص وہ معاشرے جو الٰہی قیام اور آزادی کی نسیم سے آشنا ہو چکے ہیں، خاص طور پر علماء دانشور اور آگے آگے رہنے والے حضرات، ہوشیار رہیں کہ کہیں اس دام میں نہ پھنس جائیں۔ بنیاد پرستی کے الزام سے نہ ڈریں، رجعت پسندی اور قدامت پسندی کے بہتان سے نہ گھبرائیں، خبیث اور چالاک دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے اپنی اسلامی بنیاد، اسلام کے نورانی احکام اور دینی معاشرے نیز توحیدی نظام کے اہداف کی تشریح سے اظہار برأت نہ کریں، خدا کے کلام کو سنیں کہ

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ

مِلَّتَهُمْ ؕ

اورتم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔ [١]

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۵۹

کہو کہ اے اہل کتاب! تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اس کے کہ ہم خدا پر اور جو (کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں) پہلے نازل ہوئیں ان پر ایمان لائے ہیں اور تم میں اکثر بدکردار ہیں۔ [٢]

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ

شاید تم کچھ چیز وحی میں سے جو تمہارے پاس آتی ہے چھوڑ دو اور اس (خیال) سے کہ تمہارا دل تنگ ہو کہ (کافر) یہ کہنے لگیں کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہ نازل ہوا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔ [٣]

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ۙ

ان کو مومنوں کی یہی بات بری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب (اور) قابل ستائش ہے۔ [٤]

---

[١] سورۂ البقرہ: ۱۲۰

[٢] سورۂ المائدہ: ۵۹

[٣] سورۂ ھود: ۱۲

[٤] سورۂ البروج: ۸

حج میں، مکے اور مدینے میں، احد میں، حرا میں، اس سرزمین میں جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام کے مبارک قدم پڑے اور یہ سرزمین ان کی مشقتوں، مصیبتوں، مجاہدتوں اور غم واندوہ کی شاہد رہی، وحی، جہاد، قرآن اور سنت کی اس سرزمین پر، ہر قدم پر، اس کے ماضی پر غور کریں۔ خود کو اس سے جوڑیں، اس کے سائے میں راستے اور سمت کی جستجو کریں، سرانجام اس کے تجربے سے آپ کو راستہ مل ہی جائے گا۔ خدا پر توکل اور اس کی قوت کاملہ کے سہارے، اس سے لو لگا کے، اس کی نصرت اور اپنی توانائی پر اعتماد کر کے اس راستے اور سمت میں قدم بڑھائیں

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝۳۵

توتم ہمت نہ ہارو اور (دشمنوں کو) صلح کی طرف نہ بلاؤ۔ اور تم تو غالب ہو۔ اور خدا تمہارے ساتھ ہے وہ ہرگز تمہارے اعمال کو کم (اور گم) نہیں کرے گا۔ [1]

3۔ ایک اور اہم موضوع جس پر عازمین حج کو حج کے ایک اہم ہدف کے عنوان سے توجہ دینی چاہئے، اسلامی دنیا کے اہم اور موجودہ مسائل ہیں۔ اگر حج پوری دنیا کے مسلمانوں کا سالانہ اجتماع اور کانفرنس ہے تو یقیناً اس اجتماع اور کانفرنس کا سب سے اہم اور فوری ترجیحات، دنیا کے ہر علاقے کے مسلمانوں کے موجودہ مسائل ہیں۔ یہ مسائل سامراجی تشہیرات میں اس طرح پیش کئے جاتے ہیں کہ نہ اس سے مسلمانوں کو کوئی درس ملے، نہ تجربہ حاصل ہو اور نہ ہی ان کے اندر کوئی امید پیدا ہو اور اگر کسی واقعے اور حادثے میں سامراج کی بدنیتی اور بدعملی موثر واقع ہو جائے تو حقائق سامنے نہ آئیں اور مجرم رسوا نہ ہو یا اس کو پیش ہی نہ کیا جائے۔ حج وہ جگہ ہے جہاں یہ تشہیراتی خیانت آشکارا، حقیقت بے نقاب اور مسلمانوں کی عام واقفیت کے لئے حالات ہموار ہونے چاہئیں۔

اب اسلامی دنیا کے اہم واقعات کی فہرست مسلمان بہنوں اور بھائیوں کی

[1] سورۂ محمد: ۳۵

خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

الف: آج اہم ترین مسئلہ فلسطین کا ہے جو گذشتہ نصف صدی کے دوران ہمیشہ اسلامی دنیا اور شاید عالم بشریت کا اہم ترین مسئلہ رہا ہے۔ یہ ایک قوم کی مصیبت، بے وطنی اور مظلومیت کی بات ہے۔ ایک ملک غصب کر لئے جانے کا معاملہ ہے۔ اسلامی ملکوں کے قلب میں اور عالم اسلام کے مشرق و مغرب کے سنگم پر ایک سرطانی پھوڑا وجود میں لانے کی بات ہے۔ یہ اس مستقل ظلم کی بات ہے جو فلسطین کی دوسری نسل کو دامنگیر ہے۔ آج جبکہ سرزمین فلسطین میں عوام الناس پر استوار خونیں قیام نے بے دھڑک جرائم کا ارتکاب کرنے والے، انسانیت سے ناواقف اور بے ضمیر جارحین کے لئے سنجیدہ خطرے کی گھنٹی بجادی ہے تو دشمن کا طریقہ کار پہلے سے زیادہ پیچیدہ اور خطرناک ہو گیا ہے۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس مسئلے میں پہلے سے زیادہ سنجیدگی سے کام لیں، اس کی چارہ جوئی کریں اور اقدام کریں۔

آج اسلامی دنیا کی آشفتہ حالی اور امریکہ کی بے لگام طاقت پر علاقے کے ملکوں کے روز افزوں انحصار نے غاصب صیہونی حکومت کے حملے کے لئے زمین ہموار کر دی ہے، جو بڑے شیطان کی ---------- جو واقعی اسلام اور مسلمین کا خطرناک ترین دشمن ہے -- پشت پناہی سے اپنے کھلے اہداف کے جنہیں اس نے کبھی بھی چھپانے کی زیادہ کوشش نہیں کی ہے، حصول کے لئے تگ ودو کر رہی ہے۔ سوویت یونین کے یہودیوں کی منتقلی جو اس سابق سپر پاور کے لئے مغرب کی امداد کا ایک حصہ ہے، ایتھوپیا کے یہودیوں کی منتقلی جو فلسطین کے غاصب امریکی اور یورپی صیہونیوں کی خدمت کے لئے منتقل کئے گئے ہیں اور حال ہی میں ہندوستانی یہودیوں کی منتقلی، مقبوضہ فلسطینی اور حتی ممکنہ طور پر لبنان کے مقبوضہ علاقوں میں بھی صیہونی کالونیوں کی تعمیر فوجی وسائل اور عام تباہی کے ہتھیاروں میں اضافہ، جبکہ امریکہ نے مشرق وسطی میں ان ہتھیاروں کی برآمد پر پابندی کے نعرے بلند کئے ہیں، جنوبی لبنان پر مسلسل، ہر روز ہوائی حملے، نہتے فلسطینی اور لبنانی عوام پر بمباری، عرب فلسطینی شہریوں یعنی فلسطین کے اصلی مالکین کے ساتھ روز افزوں سختی، عوام کے ساتھ پولیس کی وحشیانہ ترین مجرمانہ

روش اسی کے ساتھ سیاسی میدان میں پی ایل او اور عرب حکومتوں کی پسپائی اور بعض عرب سیاستدانوں کی جانب سے کمزوری کے مظاہرے کے مقابلے میں جارحانہ پوزیشن اختیار کرنا اورحتی بین الاقوامی یا علاقائی سطح کی کانفرنس کرانے کی فکر، ایک طرح سے سب کو مسترد کردینا اور سرانجام سرزمین فلسطین کے ایک گوشے میں فلسطینی حکومت کی تشکیل کی تجویز کو بھی جو فلسطینی فریقوں کی پسپائی اور ذلت قبول کرنے کا نتیجہ تھی، صراحت کے ساتھ اور سختی سے مسترد کردینا، صیہونیوں کی آشکارا اور انسانیت سوز پالیسیوں کا مجموعہ ہے اور یقینا ان آشکارا اقدامات کے ساتھ ہی اس کی کئی گنا، خفیہ سرگرمیاں، سازشیں، شخصیات کے قتل، لوگوں کے اغوا کی وارداتیں، نفسیاتی جنگ، زہریلے پروپیگنڈے اور ایسے روایتی اور غیر روایتی جرائم کے لئے جاری ہیں جن کا ارتکاب صرف صیہونیوں اور ان کے حامیوں سے ہی ممکن ہے۔

عالمی سامراج اور استعماری حکومتوں نے شروع سے لیکر آج تک غاصب اسرائیلی حکومت سے علاقے کی عرب اور اسلامی حکومتوں پر دباؤ ڈالنے کے ایک حربے کی حیثیت سے کام لیا ہے۔ اسی مقصد سے اس کو قائم کیا ہے اور چاہتی ہیں کہ اسلامی دنیا کے پہلو میں چھپائے گئے اس خنجر کو ہمیشہ اسی طرح باقی رکھیں۔ آج اس پالتو کتے کی باگ ڈور بڑے شیطان کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی، انسانی حقوق کی مسلسل پامالی اور وہ بھی انتہائی وحشیانہ انداز میں، پڑوسی ملکوں پر مسلسل جارحیت، دہشت گردانہ کاروائیاں، کھلے عام لوگوں کا اغوا اور ایٹمی اور دوسرے عام تباہی کے ہتھیاروں کا حصول کہ ان میں سے کوئی بھی کام اگر دنیا کے کسی بھی ایسے ملک میں ہوجائے جو امریکہ یا دوسری طاقتوں سے مالک اور غلام کا رابطہ نہ رکھتا ہو، تو بہت بڑا واقعہ سمجھا جائے گا، صیہونیوں سے قابل قبول ہے اور سامراجی طاقتیں بالخصوص امریکہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔

بنابریں آج غاصب صیہونی حکومت اسلامی دنیا اور مسلمانوں کے حال اور مستقبل کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے اور اس کے علاج اور اس بڑے ظلم کو دور کرنے کے لئے چارہ

جوئی ضروری ہے۔افسوس کہ اکثر اسلامی ملکوں کے سربراہوں میں اس بڑے خطرے کے علاج کے لئے جونسل پرست صیہونی حکومت کے خاتمے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے، عزم و ارادے کی کوئی علامت نظر نہیں آتی بلکہ اس کے برعکس بعض عرب حکومتوں میں کیمپ ڈیوڈ کی توسیع اور سادات نے جو خیانت کی ہے اس کی تکمیل کی چاہت ضرور نظر آتی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان حکومتوں نے اپنے اس ذلت آمیز طرز عمل اور مسلمانوں اور عربوں کے دشمن کے سامنے شرمناک انداز میں سربسجود ہوجانے پر اپنے عوام اور خدا کے لئے کیا جواب تیار کیا ہے؟

اس خطرے کا حقیقی علاج مسلمانوں کے پاس ہے۔ وہ مسلمان مجاہدین کی حقیقی امداد کے ذریعے فلسطین کے اندر تحریک اور قیام کو قوی تر اور محکم تر کر سکتے ہیں۔ وہ مختلف طریقوں سے، علاقے کی حکومتوں کو امریکا کی خواہش اور مطالبے پر اسرائیل کے ساتھ ساز باز سے روک سکتے ہیں۔ لبنان کے سربلند مسلمانوں کی فداکاری اور ان کے دلیرانہ اقدامات، جنہوں نے بارہا صیہونیوں اور ان کے حامیوں کو کمزور اور دفاعی پوزیشن میں پہنچا دیا ہے، اس کے گواہ ہیں کہ اقوام اور مومن نوجوان عظیم کارناموں پر قادر ہیں۔

ب: ایک دوسرا مسئلہ بعض عرب اور افریقی ملکوں میں اسلامی تحریکوں کا ہے۔ یہ عالم اسلام کے نوید بخش ترین واقعات ہیں کہ کوئی قوم اپنے نوجوانوں کی مدد سے، اپنے دانشوروں کے تعاون سے، کوچہ و بازار کے لوگوں اور عوام کی شراکت سے اسلامی احکام کے نفاذ اور اسلامی حکومت کے قیام کا دعویٰ کرے اور اس راہ میں آگے بڑھے۔ ایران میں اسلامی انقلاب کے طلوع ہونے اور اسلامی حکومت قائم ہونے سے دوستوں میں یہ امید اور توقع پیدا ہوئی ہے اور سامراجی کیمپ میں جس میں امریکہ سب سے آگے ہے، یہ تشویش پائی جاتی تھی کہ ایران کا اسلامی انقلاب پورے عالم اسلام میں مسلمانوں کی کامیابی کا سرآغاز بن جائے گا۔

پوری دنیا میں ہمارے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلط کردہ جنگ کے دوران، اس سے قبل اور اس کے بعد ایران اسلامی پر مشرق اور مغرب کے مشترکہ دباؤ کا بڑا حصہ اس خیال خام کے تحت رہا ہے کہ ایران میں اسلامی جمہوریہ کی

شکست سے تمام ملکوں میں مسلمانوں کی نگاہ میں اسلامی تحریک کا تجربہ ناکام ہو جائے گا اور پھر ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی سے ان کے دلوں میں جو امید کی روشنی پیدا ہوئی ہے، وہ ان کی توانائی کو اس مبارک راہ میں نہ لگا سکے گی۔ آج بھی سامراجی پروپیگنڈہ لاؤڈ اسپیکر جو یہ وسیع پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ ایران میں اسلامی انقلاب رک گیا ہے، ناکامی سے دوچار ہو گیا ہے، اسلامی جمہوری نظام عظیم الشان امام (خمینی رضوان اللہ تعالی علیہ) کے راستے سے ہٹ گیا ہے اور غدار امریکہ سے آشتی کی کوشش کر رہا ہے، اس بے بنیاد پروپیگنڈے کا ہدف بھی اس کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ یہ وہی پروپیگنڈہ لاؤڈ اسپیکر ہیں جنہوں نے حضرت امام خمینی قدس سرہ کی زندگی میں بارہا اسرائیل کے ساتھ رابطہ برقرار کرنے، اس سے اسلحہ خریدنے اور اس کے ہاتھ تیل بیچنے کا بہتان بے شرمی کے ساتھ اسلامی ایران پر جو غاصب صیہونی حکومت کا سب سے بڑا دشمن ہے، لگایا تھا۔

خدا کا شکر کہ سامراج کی کوئی بھی کوشش، چاہے وہ عملی اقدام کی رہی ہو یا تشہیراتی، کارگر نہیں ہوئی اور امید کا وہ شعلہ اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اس کے عزم محکم سے اسلامی دنیا اور مسلمانوں کے گھروں میں ضوفشاں ہوا، اس نے اپنا کام کر دیا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج متعدد اسلامی ملکوں میں عوامی تحریکوں کی شکل میں اسلامی حکومت کے مطالبات دیکھے جا رہے ہیں۔ لیکن میں ایک ہمدرد اور تجربہ کار بھائی کے عنوان سے اپنا فریضہ سمجھتا ہوں کہ ان اقوام بالخصوص ان کے رہنماؤں، روشن فکروں اور علمائے دین کو یاد دہانی کرا دوں کہ اولاً اس راستے میں، بے صبری اور بے بصیرتی سے تحریک کو بہت زیادہ خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، اس لئے صبر اور بصیرت پر دوسری چیزوں سے زیادہ توجہ دیں۔

دوسرے، اسلامی تحریک اور اسلامی انقلاب کا مطلب جاہلیت کی اقدار اور طاغوتی نظاموں کے خلاف اٹھنا ہے کہ جنہوں نے بشریت کو زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے، ظلم اور برائیوں کو عام کیا ہے، طبقاتی اور نسلی امتیاز کی بنیاد رکھی ہے، اقوام میں فحاشی اور یہ فکر پھیلائی کہ انہیں ظلم و ستم اور دیگر مصیبتوں کو قبول کر لینا چاہئے اور اپنا سب کچھ دولت اور

طاقت والوں کی ظالمانہ حکمرانی اور ان کے منافع میں اضافے پر قربان کر دینا چاہئے۔ بنابریں صحیح اسلامی تحریک اقدار کے دو نظاموں کے درمیان صف آرائی اور دو ثقافتوں کے درمیان تصادم سے عبارت ہے۔ یہ بشریت کو پابہ زنجیر کرنے کی ثقافت اور بشریت کو نجات دلانے کی ثقافت کے درمیان ٹکراؤ ہے۔ لہٰذا ہر اسلامی تحریک کو دنیا کے تمام تسلط پسندوں کے مقابلے میں مزاحمت کے لئے تیار رہنا چاہئے تا کہ دھوکے میں اس پر وار نہ ہو سکے۔

تیسرے، دشمن تشہیراتی حربوں سے کام لیکر کوشش کر رہا ہے کہ آپ اسلامی حکومت اور اسلامی نظام کے نام سے دستبردار ہو جائیں اور شاید بعض سادہ لوح یہ سوچنے لگیں کہ امریکہ اور مغربی حکومتوں کو ناراض کرنے سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ آشکارا بیانات میں اسلامی حکومت کا نام لینے سے سے اجتناب کیا جائے۔ میری نصیحت یہ ہے کہ اس مصلحت کوشی کے تحت، (اسلامی حکومت کا نام لینے سے) اجتناب، خلاف مصلحت ہے۔ اسلامی نظام اور اسلام وقرآن کی حکومت کے قیام کے ہدف کا ہر حال میں کسی بھی تر دد و تامل کے بغیر صراحت کے ساتھ بار بار اعلان کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام کے مقدس نام سے عدول، دشمن کے اندر لالچ پیدا کر دے اور ہدف کو مبہم اور غبار آلود بنا دے۔

چوتھے، اسلام اور اسلامی تحریکوں کو ہمیشہ کھلے کفر سے زیادہ نفاق سے نقصان پہنچا ہے۔ آج امریکی اسلام کا خطرہ یعنی جہاں اسلام کے نام اور عنوان سے طاغوتوں کی خدمت اور امریکہ اور دیگر سامراجیوں کے اہداف کے لئے کام لیا جائے، اس کا خطرہ فوجی اور سیاسی وسائل سے کمتر نہیں بلکہ زیادہ ہے۔ امریکی اسلام کے علم برداروں سے چاہے وہ عالم دین کے لباس میں ہوں اور چاہے سیاستدانوں کے حلیے میں، ہوشیار رہیں۔ ان کی گفتگو، اشاروں اور پالیسیوں پر اعتراض کریں اور ان کی مدد کی کوشش ہرگز نہ کریں۔

پانچویں، دیگر ملکوں میں اسلامی تحریکوں کے تجربات اور ان کی حالت سے بے خبر نہ رہیں اور سامراج کی خواہش کے برخلاف ان سے رابطہ برقرار رکھیں۔

چھٹے، آیہ شریفہ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اور خدا کی رسی (یعنی قرآن) کو مضبوطی سے تھام رکھو اور آپس میں تفرقہ میں نہ پڑو۔[1]

کوجس میں دین سے تمسک اور وحدت کلمہ کی پابندی کی سفارش کی گئی ہے، ہمیشہ یاد رکھیں، دونوں سفارشوں کو اپنا نصب العین قرار دیں اور اس سلسلے میں دشمن کی مکاری سے ہوشیار رہیں۔

ج: عالم اسلام کا ایک اور مسئلہ عراق اور اس قوم کی مصیبت اور دردناک حالت ہے جو اپنے حکام کی بدنیتی اور غلط اقدامات کی وجہ سے، گھٹن اور آمرانہ حکومت برداشت کرنے اور اس کے بعد کہ دس سال سے اب تک پڑوسیوں کے خلاف غیر عادلانہ جنگ پر مجبور ہوئی، ملک کے حکام کی ابلہانہ فکر اور جاہ طلبی کے نتیجے میں اس کے ہزاروں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان بمباریوں اور تخریبی کارروائیوں میں قتل کر دیئے گئے۔ جس نے عزیزوں کا داغ اٹھایا، لوگ زخمی ہوئے، معذور ہوئے، بے گھر ہوئے، اس کی تاریخی اور قومی دولت وثروت کا بڑا حصہ غارت ہو گیا اور اب وہی حکام جو ان تمام مصیبتوں کا موجب تھے، براہ راست اس قوم کو ختم کر رہے ہیں، بمباری اور کیمیائی اسلحے اور عام تباہی کے دیگر ہتھیاروں سے اس قوم کا قتل عام کر رہے ہیں اور اس کو زندگی سے ناامید کر رہے ہیں۔

جب عراقی فوج نے اس ملک کی حکومت کے سربراہوں کی جاہ طلبی اور لالچ کی تسکین کے لئے کویت پر حملہ اور اس پر قبضہ کر لیا اور امریکہ کو خلیج فارس میں اپنی فوج بھیجنے اور اس کے نتیجے میں اپنا منحوس سیاسی اور اقتصادی نفوذ بڑھانے کا نادر موقع دیا اور خلیج فارس کے علاقے کو، عراقی حکومت نے اور اس کے مغربی اتحادیوں، دونوں نے آگ لگا دی تو مسلمانوں میں سے کچھ سادہ لوحی میں خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ اور شاید کچھ بدخواہی اور سازش کے تحت اسلامی جمہوریہ ایران سے اصرار کر رہے تھے کہ عراق کی بعثی حکومت کی مدد

---

[1] سورۂ آل عمران: ۱۰۳

کرے اور اپنے طور پر جنگ وسیع تر کر دے۔ یہ نظریہ اسلام کے مسلمہ اصولوں کے خلاف تھا جس نے جہاد کو صرف دین خدا کے فروغ یا کمزور اقوام یا اسلامی حکومت کے دفاع کے لئے واجب قرار دیا ہے۔ کسی حملہ آور، جارح، غاصب اور اقتدار پرست حکومت کے دفاع کے لئے نہیں۔ جبکہ بعث پارٹی کا نظریہ دین اور معنویت کے آشکارا اور اعلانیہ انکار پر مبنی ہے۔ اس کا ماضی ظلم، بدعنوانی، گھٹن اور نسل کشی سے پر ہے جس میں عراقی حکومت اپنی مثال آپ ہے، یہ وہ حکومت ہے کہ جس کی سامراجی طاقتوں کی فرمانبرداری اور بے چوں و چرا اطاعت کو ایرانیوں نے آٹھ سالہ مسلط کردہ جنگ کے دوران جو سامراج کے کہنے اور اس کے اسلحے اور ہمہ گیر امداد سے اسلامی نظام پر مسلط کی گئی تھی، اچھی طرح دیکھا ہے۔

ایسی حکومت کے دفاع کو اسلام نہ صرف یہ کہ جہاد نہیں سمجھتا بلکہ جائز نہیں مانتا ہے۔ لیکن یہ تجویز پیش کرنے والوں میں سے بعض، عراقی حکام کے موقع پرستانہ اور ریاکارانہ بیانات کے زیر اثر آ گئے تھے، جو سادہ لوح لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے، ایک مختصر عرصے میں اسلام اور دینی مقدسات کا جھوٹا دم بھرنے لگے تھے۔ بعض سادہ لوح افراد بعثی عراقی حکومت کی بدعنوانی، خباثت اور ظلم کا اعتراف کرتے تھے مگر عراقی قوم کے دفاع کو اپنی اس تجویز کا محرک بتاتے تھے۔ ہم ان سے کہتے تھے کہ مظلوم عراقی عوام کی مدد واجب ہے لیکن جنگ میں شمولیت، عراقی حکومت کے فائدے میں ہے، اس سے اس کا تسلط مستحکم ہوگا عراقی عوام کی کوئی مدد نہیں ہوگی بلکہ یہ عوام مخالف حکومت کی مخالفت اور عراقی عوام کے ساتھ ظلم ہوگا جن پر اس منحوس حکومت نے دس سال سے ایسی جنگ مسلط کر رکھی ہے جس کو وہ ناپسند کرتے ہیں۔

اب عراقی حکومت اور عراقی فوج نے امریکہ اور اس مغربی اتحادیوں کے سامنے ہتھیار ڈال کے اور سامراجیوں کی تمام شرائط کو تسلیم کرکے، نامعلوم مدت کے لئے، ناقابل فخر حکومت اور ذلت آمیز اقتدار پر اپنے تسلط کی ضمانت حاصل کر لی ہے۔ اس حال میں بھی یہ برسوں سے ظالم وجابر حکومت کے شکنجوں میں جکڑے ہوئے مظلوم عراقی عوام ہیں جنہیں

اس جنگ کے ساتھ ہی، جو حکومت کے سربراہوں کی لالچ اور تسلط پسندی کے باعث ان پر مسلط کی گئی تھی، اس حکومت کی ذلت آمیز شکست کا بھی تاوان ادا کرنا ہے۔

یہ وہ حکومت اور فوج ہے جو بیرونی دشمنوں سے جو ان کے گھر کے اندر داخل ہو گئے تھے، سو گھنٹے سے زیادہ جنگ نہ کر سکی، لیکن اب سو دن سے زیادہ ہو رہے ہیں کہ عراقی قوم کی جان کو آئی ہوئی ہے، ان کے گھروں کو منہدم کر رہی ہے، شہروں پر بمباری کر رہی ہے، مقدس مراکز کی توہین کر رہی ہے، لوگوں کو ان کے وطن سے بے دخل کر رہی ہے، علماء اور عمائدین کو گرفتار کر رہی ہے اور ان میں بہت سے لوگوں کو وحشیانہ ایذائیں دے رہی اور قوم کا قتل عام کر رہی ہے۔ ملک کے شمالی حصے میں کردوں کا اور جنوبی حصے میں عربوں کا اس طرح قتل عام کیا ہے، انہیں مارا ہے، دربدر کیا ہے اور انہیں انکے عزیزوں کے غم میں مبتلا کیا ہے کہ حالیہ دور کے کسی بھی معروف مجرم سے بھی ایسے جرائم کے ارتکاب کی بات نہ سنی گئی اور نہ ہی ان کا تصور کیا گیا۔ عراقی عوام کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہے جو باضمیر انسان جانوروں کے ساتھ بھی نہیں کرتے۔

شمالی عراق کے کردوں کی حالت تو امریکہ اور مغربی حکومتوں کی برہمی اور دھمکیوں کے باعث فی الحال کچھ بہتر ہے دیکھتے ہیں کہ بعد میں کیا ہوتا ہے لیکن جنوبی عراق کے شیعوں کی حالت بدستور بدتر ہے جو مختلف وجوہات کی بناء پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے بغض و کینے کا ہدف ہیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر اسلام اور اسلامی حکومت کی تشکیل کا عزم پایا جاتا ہے۔ وہ مستقل خطرات میں ہیں، دین مخالف اور نسل کشی کرنے والی حکومت کی جانب سے مستقل مصیبتوں اور بلاؤں میں گرفتار ہیں۔ یہ عراق کی صورتحال کی سادہ سی تصویر ہے۔ ایک مظلوم، ستم رسیدہ، بے یار و مددگار، نہتی قوم انتہائی ظالم حکومت کے مقابلے میں ہے جو تمام اسلامی، انسانی اور بین الاقوامی اصولوں سے بے اعتنا اور عوام کا خون بہانے اور ان پر ظلم کرنے میں بیباک ہے اور اس قوم کی ''یاللمسلمین'' کی فریاد گونج رہی ہے۔ ابھی حالیہ چند دنوں میں لاکھوں مفرور لوگوں کے محاصرے اور ان

پر خونیں حملے کے آثار کا مشاہدہ کیا گیا ہے جو عراقی فوج کے خوف سے بصرہ، عمارہ اور ناصریہ کے درمیان واقع دلدلی علاقوں میں پناہ لئے ہوئے ہیں، ان میں عورتیں بچے اور بیمار افراد بھی ہیں۔ اطلاعات کے مطابق ان میں سے بہت سے افراد کالرا اور دیگر وبائی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ مغربی ملکوں بالخصوص امریکہ نے بعض خبریں اور وہ بھی مختصر اور سرسری انداز میں نشر کرنے کے علاوہ کوئی مدد نہیں کی ہے۔ ان مظلوموں کی امید صرف خدا اور مسلمان عوام سے وابستہ ہے جو کم سے کم ان اقدامات پر احتجاج کر کے ان کی مدد کر سکتے ہیں۔

د: اس کے بعد کا مسئلہ کشمیری مسلمانوں کی حالت کا ہے۔ ہندوستانی حکومت نے حالیہ مہینوں میں اسلامی دنیا کے اہم مسائل میں الجھے رہنے سے، کہ جو سب سے الگ پڑے ہوئے ان مظلوم (کشمیری) بھائیوں کی حالت سے غفلت کا موجب ہوا، کشمیری مسلمانوں پر زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈالا ہے۔ ان کی جان و مال حتی بعض اطلاعات کے مطابق ان کی عزت و آبرو پر بھی حملے اور غارتگری کا بازار گرم کیا ہے۔ میں اس وقت مسئلہ کشمیر کی ماہیت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا اور حالات سے باخبر حضرات جانتے ہیں کہ یہ وہ پرانا زخم ہے جو برطانوی سامراج نے ہندوستان سے مجبور ہو کر نکلتے وقت، برصغیر کے پیکر پر لگایا تھا اور اس طرح ہندوستانی مسلمانوں سے انتقام لیا تھا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہندوستانی حکومت نے اس مسئلے سے نمٹنے میں تشدد اور نامناسب وسائل سے کام لیا ہے اور اس بات سے مطمئن ہو کر کہ بڑی حکومتیں اور انسانی حقوق کے دفاع کی دعوے دار تنظیمیں مسلمانوں کا کوئی عملی دفاع نہیں کریں گی، غیر انسانی روشوں سے کام لیا ہے۔

مسلم اقوام کو معلوم ہونا چاہئے کہ کشمیری مسلمانوں کو توقع ہے کہ وہ ان کا دفاع کریں گی اور یہ مسلمانوں کا اسلامی اور برادرانہ فریضہ بھی ہے۔ حکومت ہندوستان اگر سمجھتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی بڑی تعداد پر دباؤ برقرار رکھے گی اور مسلمین عالم کا کوئی ردعمل سامنے نہیں آئے گا تو یقینا غلط سوچتی ہے۔

یہاں ضروری ہے کہ بعض ملکوں منجملہ یورپی ملکوں میں مسلم اقلیت کا بھی اشارتاً

ذکر کر دیا جائے کیونکہ ان مسلمانوں پر جو اپنے اسلامی تشخص کو باقی رکھنا چاہتے ہیں، پڑنے والا دباؤ اس آزادی اور ڈیموکریسی کی حقیقت کو بیان کرتا ہے جس کا مغرب مسلسل دم بھرتا ہے۔ بعض یورپی حکومتوں میں مساجد کی تعمیر یا اسلامی اجتماعات، یا اسلامی لباس وغیرہ کے تعلق سے جو حساسیت پائی جاتی ہے یا اس سلسلے میں لوگوں کو جو اشتعال دلایا جاتا ہے، اس سے مسلمانوں کو اسلام کے بارے میں ان حکومتوں کے حقیقی موقف سے واقف ہو جانا چاہئے۔ یہ وہ اہم مسائل ہیں کہ جن کے بارے میں مسلمین عالم کو سوچنا چاہئے اور اس سے آج کے دور میں اپنے فریضے کو سمجھنے میں فائدہ اٹھانا چاہئے۔

ہ: اس دور کا ایک اہم مسئلہ مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ اختلافات کا مسئلہ ہے۔ البتہ یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ بعض کلامی اور فقہی مسائل میں اختلاف اور تنازعہ پہلی صدی ہجری سے ہی رہا ہے لیکن اس سلسلے میں نئی بات یہ ہے کہ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور پوری دنیا میں اس کی فکر کے پھیلنے کے بعد اس ہمہ گیر اسلامی لہر کے مقابلے میں سامراج کا ایک ہتھکنڈہ یہ رہا ہے کہ ایک طرف تو اسلامی انقلاب کو، ایک شیعہ تحریک ـــــــــ اسلامی اصطلاح اور عرف عام میں جو شیعہ کا جو مفہوم رائج ہے اس معنی میں نہیں بلکہ فرقہ واریت کے معنی میں ـــــــــ کے عنوان سے متعارف کرائے اور دوسری طرف شیعہ سنی اختلافات و تفرقہ پھیلانے کی پوری کوشش کرے۔ ہم نے شروع سے ہی، اس شیطانی چال کے پیش نظر ہمیشہ مسلم فرقوں کے اتحاد و وحدت پر اصرار کیا ہے اور اس فتنہ انگیزی کو ناکام بنانے کی کوشش کی ہے اور الحمدللہ خدا کے فضل سے اس سلسلے میں بہت زیادہ کامیابیاں بھی ملی ہیں جن میں سے تازہ ترین کامیابی، ''عالمی انجمن تقریب مذاہب اسلامی'' کی تشکیل ہے۔ اس وقت پوری اسلامی دنیا میں علماء، دانشور، شعرا، قلمکار اور سبھی اسلامی مذاہب کے عام لوگ ایک زبان، ایک جان اور متحد ہو کر اسلامی انقلاب اور اسلامی جمہوریہ ایران کا دفاع کرتے ہیں۔ لیکن دشمن پیسے، منصوبہ بندی، پروپیگنڈے اور بے انتہا خباثت سے کام لے رہا ہے اور دنیا میں اس کو کچھ لوگ مل ہی جاتے ہیں جن کے ذہن و

زبان پر، وہ لالچ دلا کر اور دھوکہ دے کے قبضہ کر لیتا ہے۔ اس لئے کبھی کبھی، کسی ملک میں کوئی سیاستداں یا کسی دوسرے ملک میں کوئی عالم دین کے بھیس میں، یا کوئی انقلابی بن کے شیعوں یا ایرانی قوم کو جو دور حاضر کا عظیم ترین انقلاب لائی ہے اور حیرت انگیز طور پر اس کا تحفظ کرنے میں کامیاب رہی ہے، برا بھلا کہتا ہے۔ اس کے خلاف زبان اور قلم چلاتا ہے۔ یا نظر آتا ہے کہ مسلمان ملک پاکستان میں جس کی قوم ہماری نظر میں عزیز ترین اقوام میں شمار ہوتی ہے اور جو ہمیشہ اسلام اور اسلامی جمہوریہ ایران کے دفاع کی اگلی صفوں میں رہی ہے اور اب بھی ہے، کچھ لوگ اسلام اور وحدت مسلمین کے دشمنوں کے ڈالروں کی لالچ میں جلسے منعقد کر کے اور کتاب اور مقالے لکھ کے اہل تشیع اور اہلبیت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شیعوں پر حملے کرتے ہیں اور ان کے مقدسات کی توہین کرتے ہیں۔

ہم ان سب کا ذمہ دار امریکہ، اس کے ساتھیوں اور اس کے زرخریدوں کو سمجھتے ہیں۔ سچے علمائے اسلام اور اقوام کے دامن کو اس سے پاک سمجھتے ہیں۔ یہ ان مسائل میں سے ہے کہ جو مسلمانوں کی ہوشیاری سے حل ہونا چاہئے اور دشمنان اسلام کو غارتگری کا موقع نہیں دیا جانا چاہئے۔

و: آخری بات، بہت اہم مسئلہ، اسلامی ملکوں کے ذخائر پر بڑے شیطان کا روز افزوں تسلط اور ان ملکوں میں اس کے پہلے سے زیادہ سیاسی اور اقتصادی نفوذ اور فوجی موجودگی کا مسئلہ ہے۔ یہ ظالم اور تسلط پسند بڑی طاقت، دنیا کے حالیہ تغیرات کے بعد جو الحادی کمیونسٹ نظاموں کے خاتمے پر منتج ہوئے اور سوویت یونین امریکہ کی رقابت کے میدان سے ہٹ گیا، اس کوشش میں ہے کہ پوری دنیا بالخصوص زرخیز اسلامی علاقوں کو اس طرح اپنے تسلط میں لے لے کہ کوئی اس کا مدمقابل نہ رہے۔ امریکہ سرد جنگ سے فارغ ہونے کے بعد اسلامی بیداری کے خلاف جو اس کے تسلط کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، ہمہ گیر جنگ پر کمر بستہ ہے۔

یہ شیطانی حکومت اپنی فطرت مخالف اور انسان دشمن خو کی بناء پر اندر سے لاینحل مشکلات سے دوچار ہے لیکن اپنی سامراجی اور غارتگری کی طینت کے تحت کوشش کر رہی

ہے کہ اپنی مشکلات کو پوری دنیا میں منتقل کر دے اور دنیا کے تمام اہم مراکز اور دولت و ثروت کے ذخائر منجملہ مشرق وسطی بالخصوص خلیج فارس پر قبضہ کرکے پہلے سے زیادہ طاقتور انداز میں اپنی زندگی جاری رکھے۔ اگر اس کا یہ منحوس خواب پورا ہو گیا تو اس علاقے کی اقوام پر ایسے سخت ایام گزریں گے کہ جن کی ماضی میں کوئی نظیر نہیں ملے گی۔

امریکی حکومت اس شیطانی ہدف کے لئے ہر وسیلے سے کام لے رہی ہے اور افسوس کہ عراقی حکام کی جہالت، غرور، اور اقتدار پرستی نے، جس کے اسباب بھی عراق کے لئے امریکہ اور مغرب کی اس سے پہلے کی امداد نے ہی فراہم کئے ہیں، اس علاقے میں ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ اس کے تلخ اور دردناک نتائج سے کم وبیش سبھی واقف ہیں۔ ان نتائج میں سے ایک یہ ہے کہ امریکہ اس علاقے کے بڑے حصے کے بارے میں اصلی فیصلہ کرنے والا بن گیا ہے اور اس نے علاقے کی حکومتوں کو مرعوب کر لیا ہے۔ یہ اس علاقے میں اور دنیا کے جس علاقے میں بھی یہ واقعہ رونما ہو وہاں اسلام بلکہ انسانیت کے وجود کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔

آج اسلام اور مومن انسانوں کے بجز، اس بڑے خطرے سے نمٹنے کا کوئی نقطہ امید نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج حیات آفریں خورشید اسلام ایک بار پھر انسانوں کے دل وجاں کو منور کر رہا ہے اور بہت سی مسلم اقوام نے اپنی زندگی میں اسلام کو نافذ کرنے کے لئے، دین خدا سے لوگوں کو دور کرنے والے عوامل کے خلاف جدوجہد شروع کر دی ہے۔ یہ مبارک اور امید افزا تحریک ہے اور توفیق الہی سے یہی تحریک، امریکا اور دیگر باغی طاقتوں کے شیطانی تسلط کی زنجیر توڑے گی اور سب کو نجات دلائے گی۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ

خدا کا حکم ناطق ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب رہیں گے۔[1]

---

[1] سورۂ المجادلہ: ۲۱

اقوام اور حکومتیں حقیقی محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسلام کے رجحان کی نسبت برابر سے جواب دہ ہیں، جس کا اہم ترین ہدف اقوام کی زندگی سے بڑے شیطان اور دیگر شیاطین کے تسلط اور نفوذ کو ختم کرنا ہے۔ اسلامی حکومتیں اگر اپنے ملک اور قوم سے محبت کرتی ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ وہ چیز ہے کہ جو ملکوں اور اقوام کی زندگی، شرف اور خود مختاری اور حکومتوں کی طاقت واقتدار کی ضامن ہے۔

خداوند عالم سے دنیا کے تمام مسلمانوں کی بیداری، ان کے عزو شرف، سامراج کے چنگل سے ان کی رہائی اور دشمنان خدا سے مقابلے میں ان کی کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔

پالنے والے! مسلمین کے دلوں پر اسلام اور قرآن کی ضوفشانی جاری رکھ۔ ان پر اپنا فضل و رحمت نازل فرما، ان کی نصرت فرما، ان کے دلوں کو امید اور ایمان سے استحکام عطا کر، حضرت ولی اللہ الاعظم (ارواحنا فداہ وعجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کے دل کو ہم سے شاد فرما، ہمارے حق میں ان کی دعا کو مستجاب فرما، حجاج کے حج اور تیری راہ میں کوشش کرنے والوں کی کوششوں کو مقبول فرما، مسلمانوں کے دلوں کو روز بروز نزدیک تر اور تفرقے کے عوامل کو نابود فرما، شہدائے راہ حق کی ارواح اور اس راہ میں قربانیاں دینے والوں کے جسم و جان کو اپنی رحمت سے بہرہ مند فرما۔ پالنے والے! دنیا میں جو تحریک بھی تیرے دین کی حاکمیت کے۔ لئے انجام پائے اس کی جزائے خیر اپنے صالح اور برگزیدہ بندے حضرت امام خمینی کو عنایت فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

والسلام علی جمیع اخواننا المسلمین ورحمۃ اللہ

علی الحسینی الخامنہ ای

16 جون 1991 عیسوی